الملفوظ مکمل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضور اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں

ناشر
مکتبۂ قادریہ
اٹوا بازار، سدھارتھ نگر (یوپی)

مسول ایجنٹ: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

نام کتاب : الملفوظ مکمل
مرتب : حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی
سنِ اشاعت : 2005
تعداد : 500
طابع : ناہید آفسیٹ و پریس دہلی
ہدیہ :
: مکتبہ قادریہ، اٹوا بازار یوپی

ناشر

مکتبہ قادریہ
اٹوا بازار، ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

Adabi Duniya 510, Matia Mahal, Delhi-6
Ph:Off:23250122, Res.23255337,Mob:9810361678

مسلم معاشرہ کیلئے ایک اعلیٰ
اسلامی دستور العمل
یعنی
ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مسمّی بنام تاریخی

الملفوظ مکمل

مؤلفہ و مرتبہ
شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ

ناشر
مکتبہ قادریہ
اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر (یو۔پی)

تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

اجمالی فہرست

مقدمہ	الملفوظ کی اہمیت اور اعتراضات کا جائزہ	4
الملفوظ حصہ اول	ملفوظات امام احمد رضا قدس سرہ	36
الملفوظ حصہ دوم	ملفوظات امام احمد رضا قدس سرہ	144
الملفوظ حصہ سوم	ملفوظات امام احمد رضا قدس سرہ	258
الملفوظ حصہ چہارم	ملفوظات امام احمد رضا قدس سرہ	332
ایک دلچسپ مکالمہ	اصولی اور فروعی اختلافات	74
سفرنامہ حج	دوسرے سفر حج کی تفصیلی سرگزشت	144
وصایا شریف	وصایا امام احمد رضا قدس سرہ	408
ضمیمہ	الملفوظ پر اعتراضات کے جوابات	418
تفصیلی فہرست	الملفوظ مکمل	424

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز (۱۸۵۶ء تا ۱۹۲۱ء مطابق ۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۰ھ) نے پینسٹھ سالہ زندگی میں متعدد علوم عقلیہ ونقلیہ کے جو جواہر آبدار لٹائے تو برصغیر میں علم وفن کی ایک نئی تاریخ بنی۔ دنیا میں بڑے بڑے عقلا اور دانشور آئے، بڑے بڑے زبان آور اور ادیب پیدا ہوئے۔ ارض گیتی نے بڑے بڑے کشور کشایان علم وفن اپنے دامن میں پروان چڑھایا۔ چشم فلک نے حکمت ودانائی اور فہم وفراست کے ان تاجوروں کو بھی دیکھا ہے جو علم وفن کے پہاڑ تھے۔ مگر یہ کون ہے جو بریلی کی سرزمین پر پیدا ہوا، وہیں پلا بڑھا، ۱۳ رسال کی عمر میں جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کی۔ تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی کی طرف توجہ کی، علم وفن کے دریا بہائے۔ نادر تحقیقات کے اضافے فرمائے۔ زبان وادب کو نیا رخ دیا۔ اسلامی فکر وفلسفہ کا معیار قائم کیا۔ اور حقانیت کی علامت بن کر پوری علمی دنیا پر پائیدار نقوش ثبت کر گیا۔ اور کیوں نہ ہو، جس کا عالم یہ ہو کہ اکابر اس کی علمی وجاہت پر رشک کریں۔ ہم عصر اور اصاغر محو حیرت واستعجاب رہیں۔ علمی جولانیت، فقہی تدبر، وسعت مطالعہ، بلندئ فکر، بے مثال قوت حافظہ، زبردست قوت استدلال یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے فرد واحد میں جمع کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب نظر نے انہیں اللہ کی نشانی کہا۔ ہمعصر علما نے انہیں رسول کونین کا معجزہ قرار دیا۔ کسی نے مجدد اعظم کہا۔ کسی نے اعلیٰ حضرت کہا۔ کسی نے امام اہل سنت کہا۔

ذہن وفکر میں تخیلات نہیں نصوص کے سربستہ اسرار ڈھلتے تھے۔ دل میں عشق رسالت کا سمندر موجزن رہتا تھا۔ نوک قلم سے تحریر نہیں علم وفن کے آبشار پھوٹتے

تھے۔ زبان سے الفاظ نہیں، حکمت ودانائی کے پھول جھڑتے تھے۔ تحریر و قلم کے باقیات صالحات تو سیکڑوں سے ہیں، لیکن ارشادات وفرمودات کا یہی ایک گل دستہ الملفوظ پوری قوم کے لیے ایک تحفہ بھی ہے، ایک دستور العمل بھی۔ ایک پیغام بھی ہے، اور ایک امانت بھی۔

امام احمد رضا کی تصنیفات تحقیق کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ دقیق مضامین، استدلالی انداز بیان پر مشتمل تمام تصنیفات پوری دنیا کے لیے عموماً اور اہل سنت کے لیے خصوصاً ایک اہم نصاب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر کسی کو تنگیٔ وقت کا گلہ ہے تو کسی کو کثرت کار وافکار کا شکوہ۔ کسی پر مضامین کی دقت بھاری، تو کوئی ذوق مطالعہ سے عاری۔ لیکن الملفوظ تو ہر کس وناکس کے لیے تحفہ ہے۔ اس سے ہر شخص بآسانی اعلیٰ حضرت کے علمی وفکری فیوض سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔

ملفوظات کی تاریخی حیثیت:

ہر دور میں کسی برگزیدہ شخصیت کے فرمودات اور پند ونصائح کو ان کے معتقدین نے آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنے کی کوشش کی۔ کیوں کہ بزرگوں کے فرمودات بڑے معنی خیز اور موثر ہوتے ہیں۔ ان کے جملے دل کی گہرائی میں اترتے ہیں۔ اور دیرپا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ بظاہر ایک سادہ سا جملہ ہو جس کے اندر زیادہ معنویت بھی نہ ہو، مگر وہی جملہ اگر کسی اللہ والے کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوجائے تو قوم کی تقدیر بدلنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ کیوں کہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

صوفیا وصالحین، سالکین وواصلین، اور عارفین ومقربین کو باختلاف مراتب اللہ تعالیٰ نے بلند سے بلندتر مقام ومرتبہ سے نوازا ہے۔ یہ بندگان خدا اپنے مقام ومرتبے پر رہتے ہوئے نچلی سطح کی بات نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی ان کی بات عقل وفہم سے بالاتر معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے ان کے ملفوظات وفرمودات ہی ان کے افکار ونظریات کے ترجمان ہوتے ہیں۔ لہذا قدرداں عقیدت مند افراد ان

فرمودات سے آگاہی اوران بلند افکار ونظریات سے آشنائی کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اسی لیے بزرگوں سے قربت رکھنے والوں نے اپنے مرشد ومقتدیٰ کی تعلیمات کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرنے کے لیے ان کے ملفوظات کو محفوظ رکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔

بزرگوں کے ملفوظات ان کے عہد کے ترجمان ہوتے ہیں۔ ان سے بزرگوں کی زندگی گزارنے کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ فکر وخیال کی دینی تربیت ہوتی ہے۔ شریعت کے آداب معلوم ہوتے ہیں۔ طریقت کے رموز واسرار واشگاف ہوتے ہیں۔ معرفت وحقیقت کی راہیں کھلتی ہیں۔ ایک جملے میں حقائق کا خزانہ سمودینا عارفین کے لیے آسان سی بات ہے۔ اگر وہی جملے، وہی فرمودات جو بزرگوں کی زبان سے نکلے تھے صحیح طور پر معلوم ہوجائیں تو ان کی روشنی میں تلاش حقیقت کا سفر آسان ہوجاتا ہے۔ زندگی کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھائی جاسکتی ہیں۔ حیات وکائنات کے لاینحل مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ انفس وآفاق کے حقیقی راز معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر مشائخ اور صوفیائے کرام کے ملفوظات کی ترتیب وتدوین کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ جس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال کی روایتوں کو ہم اس سلسلے کی اساس مان سکتے ہیں۔ تاہم احادیث کی مرکزی حیثیت تشریعی تھی جس کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال کے ساتھ آپ کے افعال واعمال اور تقریرات کی بھی پورے اہتمام کے ساتھ روایت کی گئی۔ جب کہ ملفوظات کی حیثیت نصیحت ووصیت، پند وموعظت اور تصوف کے اسرار ورموز سے روشناس کرانے کی ہوتی ہے۔

ملفوظات کا جو کچھ سرمایہ اس وقت ہمارے پاس محفوظ ہے اس میں زیادہ تر مشائخ اور صوفیائے کرام کے ملفوظات ہیں۔ ان کے مبارک وگراں قدر ملفوظات کا جو سرمایہ محفوظ ہے اس کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ترتیب وتدوین کا آغاز چھٹی ساتویں صدی ہجری میں ہوا جب حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کے ارشادات "فیہ مافیہ" کے نام سے مرتب کیے گئے، جو ملفوظات کے سلسلے کی

پہلی کڑی ہے۔ حالانکہ "امالی" کی تدوین کا سلسلہ بہت قدیم ہے جو ملفوظات ہی کی ایک شکل ہے۔

تاریخی حیثیت سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے مرتب کردہ ملفوظات "انیس الارواح" برصغیر میں شائع ہونے والا ملفوظات کا پہلا مجموعہ ہے۔ جس میں حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے پیرو مرشد خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ اس کے بعد ترتیب ملفوظات کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے ملفوظات آپ کے خلیفہ خاص حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے "دلیل العارفین" کے نام سے مرتب فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے ملفوظات آپ کے خلیفۂ خاص حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے "فوائد السالکین" کے نام سے مرتب فرمایا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کے ملفوظات آپ کے مرید و محبّ خاص شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے "راحت القلوب" کے نام سے مرتب فرمایا۔ اسی طرح خواجہ فرید کے ملفوظات کا دوسرا مجموعہ "اسرار الاولیاء" کے نام سے خواجہ بدر اسحاق قدس سرہ نے مرتب فرمایا........ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ نے ملفوظات کو آپ کے مرید و خلیفہ حضرت امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے "فوائد الفوائد" کے نام سے ترتیب دیا۔ اور آپ کے ملفوظات کا ایک دوسرا مجموعہ "راحت المحبین" کے نام سے آپ کے مرید و خادم خاص خواجہ امیر خسرو نے ترتیب دیا۔ خواجہ محبوب الٰہی کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کے ملفوظات "مفتاح العاشقین" کے نام سے آپ کے مرید خواجہ محب اللہ نے ترتیب دیا۔ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ حضرت بندہ نواز گیسودراز جو گلبرگہ میں آسودۂ خاک ہیں ان کے ملفوظات "جوامع الکلم" کے نام سے مقبول انام ہو چکے ہیں۔ سلسلۂ چشتیہ کے ایک اور بزرگ حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ السامی کے ملفوظات

"لطائف اشرفی" کے نام سے کافی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں، جنھیں ان کے مرید حضرت نظام الدین یمنی ملقب نظام صاجی الیمنی نے ترتیب دیا ہے۔

خواجہ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ (متوفی ۷۸۲ھ) کے گراں مایہ ملفوظات "معدن المعانی" کے نام سے خواجہ زین بدر عربی نے مرتب فرمایا۔ یہ وہ ملفوظات ہیں جو کافی مقبول و مشہور ہوئے۔

متاخرین میں حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے ملفوظات تمام ملفوظات میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، جو اس وقت ہمارا موضوع ہے۔ غرض یہ کہ ہمارے پاس ملفوظات کا وہ عظیم سرمایہ ہے جس سے دوسری قومیں محروم ہیں۔ جو ہمارے لیے حقائق کا گنجینہ، شریعت و طریقت کے سربستہ رموز و اسرار کا بیش بہا خزانہ، اور مذہبی زندگی کے لیے دستور العمل کی حیثیت رکھتا ہے۔

الملفوظ کا علمی مقام اور اہمیت:

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کا مجموعہ "الملفوظ" جس کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کے شہزادے مفتی اعظم ہند حضور مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے مرتب فرمایا ہے (۱) ملفوظات کے سرمائے میں بڑی اہمیت کا حامل اور اہم ترین اضافہ ہے۔ ملفوظات کا جتنا سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے اس میں تصوف اور طریقت و معرفت سے متعلق مواد زیادہ ہے، مگر اس باب میں الملفوظ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں طریقت و معرفت

---

(۱) اکرام امام احمد رضا ص ۱۰ پر مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کے بارے میں ہے۔ شوال ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء میں بریلی حاضر ہوئے، دارالافتاء میں امام احمد رضا کے ارشادات قلمبند کیے۔ (اکرام امام احمد رضا ص ۱۰) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور مفتی اعظم کے علاوہ اور لوگ بھی اعلیٰ حضرت کے ارشادات قلمبند کرتے تھے۔ ہاں اکثر حصہ حضور مفتی اعظم ہند نے ہی زیب قلم کیا ہے۔ جیسا کہ خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

میرے ملفوظ کچھ کیے محفوظ مصطفیٰ مصطفیٰ کا ہو محفوظ۔

کے آداب اور تصوف وسلوک کے رموز واسرار کے ساتھ ساتھ شریعت کی بھرپور تعلیمات موجود ہیں۔ اس میں جابجا اصولی وفروعی مسائل میں نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ جا بجا بزرگوں کے واقعات وحکایات، ذاتی تجربات ومشاہدات، اور اہم سفرنامے درج ہیں۔ بہت سارے ان پیچیدہ سوالات کے جوابات ہیں جو علوم وفنون سے اشتغال رکھنے والوں کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ "الملفوظ" عامۃ المسلمین کے لیے بھی نفع بخش اور دلچسپ ہے، علما وطلبا کے لیے بھی معلومات کا خزینہ ہے اور خواص کے لیے بھی علمی ودینی ذوق وطلب کی تسکین کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ الملفوظ میں علم قرآن وتفسیر بھی ہے اور علم حدیث بھی، فقہ وفتاویٰ بھی ہیں اور عقائد وکلام کے مسائل بھی، اسلامی فلسفہ وسائنس کے نظریات بھی ہیں اور تصوف وطریقت کی تعلیمات بھی، اکابر ملت اور اسلاف امت کے واقعات بھی ہیں اور نئی نسلوں کے لیے پند وموعظت بھی، جابجا طبعیات والٰہیات کی بھی بحثیں ہیں۔ غرض یہ کہ حضور مفتی اعظم ہند نے حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ سے علم وادب کے گراں قدر موتیوں کو چن چن کر ایک ہار بنایا اور قوم کے گلے میں ڈال دیا، یا حکمت وتدبر کے رنگارنگ پھولوں کا ایک گلدستہ سجا کر نئی نسل کو پیش کیا ہے۔

الملفوظ کی ثقاہت:

ملفوظات کی ثقاہت کا دارومدار تمام تر راوی کی ثقاہت پر ہے۔ اگر راوی ثقہ ہے تو اس کی روایت بھی مستند اور معتمد مانی جاتی ہے اور راوی کی ثقاہت مشکوک ہو تو روایت کی اعتباریت اسی حیثیت سے گھٹتی جاتی ہے۔ ظاہر ہے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ (مرتب الملفوظ) کی ثقاہت میں کس کو شک ہوسکتا ہے۔ ان کا زہد وتقویٰ اور دیانت داری ایک مسلم امر ہے۔ نیز ان کی علمی وجاہت، دقیقہ سنجی، نکتہ رسی، ژرف نگاہی، وسعت مطالعہ اور زبردست قوت حافظہ کی پوری قوم معترف ہے۔ لہٰذا حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی مرتب الملفوظ میں شک کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ اعتماد

واستناد کے بلند درجہ پر فائز ہے۔ لیکن بعد میں حضور مفتی اعظم کی مرتبہ الملفوظ کی جن لوگوں نے نقلیں لیں اور پھر ان نقلوں سے بعد والوں نے کتابت کروائی اس میں کتابت کی چند غلطیاں در آئیں۔ جن میں یا تو احتیاط سے کام نہیں لیا گیا یا غلطیوں کی اصلاح پر توجہ نہ ہوئی۔

ایک پرانے نسخے میں بعض مقامات پر حواشی سے ناقل سے سہو اور عبارت چھوٹ جانے کا واضح اشارہ ملتا ہے۔ مثلاً، رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی سے شائع ہونے والے نسخے میں ایک جگہ حاشیہ پر ہے۔

یہاں بھی عبارت میں سقط معلوم ہوتا ہے، اصل ندارد ہوگئی۔

(حاشیہ ص ۷۰ چہارم مطبوعہ رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی)

چہارم ص ۶۷ کی اس عبارت پر

"ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا اور اُس کا جواب معاذ اللہ اثبات میں ہوگا کہ ہاں ہزاروں سے زائد خالق خدا کے سوا موجود ہیں جو اپنے افعال کے خود خالق ہیں، معاذ اللہ۔"

یہاں یہ حاشیہ درج ہے۔

"تناقض ہوا اور تناقض عیب اور اللہ عزوجل ہر عیب سے پاک' تو غالباً یہاں یہ اور عبارت ہے جو ناقل سے رہ گئی، اصل باقی نہ رہی۔"

نیز چہارم ص ۶۶ پر اس عبارت پر "تھا اور ہے اور رہے گا' یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک" حاشیہ میں یہ درج ہے۔

"یہاں کچھ اور عبارت معلوم ہوتی ہے، اصل باقی نہیں، ناقل صاحب نے جو نقل کی اس میں کچھ چھوڑ دیا، اصل دیمک نے ختم کردی۔" (ایضاً ص ۶۶)(۱)

(۱) واضح رہے کہ یہ تینوں حواشی بھی بعد کے نسخوں میں (جو اس وقت چھپ رہے ہیں) کتابت میں چھوٹ گئے ہیں۔ منہ

اس سے اندازہ ہوا کہ امام احمد رضا کے ملفوظات کے ساتھ وہ اعتنا نہیں کیا گیا جو ہونا چاہیے تھا۔ اس سے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ جو غلطیاں در آئیں ان سے صاحب ملفوظات کا کوئی تعلق نہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ کے بعض فیض یافتہ علما سے احقر نے سنا کہ حضور مفتی اعظم ہند بعد والے نسخوں میں نقل و کتابت کی غلطیوں پر ناراضگی ظاہر فرماتے تھے۔ اور فرماتے کہ نہ جانے کیسے چھپوا دیا ہے۔(۱)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعد میں چھپوانے والوں نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ جس کی وجہ سے اب تک چھپنے والے نسخوں میں کتابت کی غلطیاں رہ گئیں۔

متعدد نسخوں سے مقابلے کے بعد راقم کو شدید احساس ہوا کہ بعد والوں نے الملفوظ میں کہیں کہیں تصرف بھی کیا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے۔

> ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ اسے قراءت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا۔ (حصہ دوم صفحہ ۷۴ سطر ۸)

خط کشیدہ عبارت نہ اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے نہ حضور مفتی اعظم ہند کی توضیح، بلکہ یہ سراسر کسی کا تصرف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آگے جو تفصیلی واقعہ اعلیٰ حضرت نے

---

(۱) ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو راقم الحروف بریلی شریف حاضر ہوا، جانشین مفتی اعظم ہند تاج شریعت حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی۔ عرض کیا کہ وہ کون سا نسخہ ہے جسے حضور مفتی اعظم ہند نے خود شائع کروایا تھا اس پر حضرت موصوف نے لاعلمی ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ بعد والے نسخوں پر حضور مفتی اعظم ہند ناراضگی ظاہر فرماتے تھے اور فرماتے کہ ”نہ جانے کیسے چھپوا دیا ہے“۔

حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قبلہ مدظلہ نے بھی اس کی تائید فرمائی۔ اور اس سلسلہ میں حضور مفتی اعظم ہند سے اپنے ایک استفسار اور ان کے ارشاد کا بھی حوالہ دیا۔ منہ ۱۲

بیان فرمایا ہے وہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴۸/ پر اجمالاً اور مسلم شریف ثانی ص ۱۱۴ پر تفصیلاً موجود ہے۔ جس میں ''عبدالرحمن فزاری'' درج ہے نہ کہ ''عبدالرحمن قاری''۔ کتابت یا نقل کی غلطی سے ''فزاری'' ''قاری'' ہوگیا۔ قاری چونکہ قرآن کا علم رکھنے والے کو کہا جاتا تھا اور ایک کافر پر اس کا اطلاق غیر موزوں محسوس ہوا، اس لیے ناقل کو خط کشیدہ عبارت بڑھانی پڑی، صاحب ملفوظ اس سے بری ہیں۔ اس توضیح کے بعد اس کے متعلق مخالفین کا اعتراض بیجا اور بے محل ہوگیا جس کے جواب کی کوئی ضرورت نہیں۔

نیز حصہ اول ص ۶۴ پر اہرام مصر کی تعمیر کے بارے میں ہے۔

''حضرت آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے کی تعمیر ہے۔''

خط کشیدہ عبارت یا تو اضافہ ہے یا اس مقام پر کچھ عبارت حذف ہوگئی ہے۔ کیونکہ آگے کی تفصیلات' آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چھ ہزار برس پہلے کی تعمیر ثابت کر رہی ہیں' نہ کہ چودہ ہزار برس پہلے کی۔ لہٰذا عبارت یوں ہونا چاہیے ''آج سے چودہ ہزار برس پہلے کی تعمیر ہے''۔ یا صرف ''چودہ ہزار برس پہلے کی تعمیر ہے''۔ تفصیلات اسی مقام پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اس طرح کے تصرف کی اور مثالیں بھی دی جاسکتی ہیں۔

مخالفین کے اعتراضات:

جب سے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے علمائے دیوبند کی تحریروں سے ان کے باطل عقائد کی نقاب کشائی فرمائی اسی وقت سے علمائے دیوبند اور ان کے پیروکاروں نے امام احمد رضا قدس سرہ کی طرف منسوب کتابوں میں نقائص تلاش کرنے شروع کردیے۔ ان کی تصنیفات میں کوئی نقص نکال کر ثابت کرنا آسان نہ تھا لہٰذا انھوں نے مجموعۂ ملفوظات کو اپنی عیب جوئی اور تنقید کا خاص نشانہ بنایا۔ ہر چند کہ اعلیٰ حضرت ہر بات پورے وثوق و اعتماد سے ہی فرماتے تھے اور مفتی اعظم ہند کی روایت و درایت پر بھی کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاسکتا، تاہم مختلف جہتوں سے جائزہ لیا جائے

تو استناد واعتماد میں تصنیف وتحریر کے مقابلے میں ملفوظات کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ الملفوظ کا سن تالیف ۱۳۳۸ھ ہے اور سن اشاعت معلوم نہیں ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت کا وصال ہوگیا، مولانا شہاب الدین نے اپنے مضمون "الملفوظ کا مقام ومرتبہ" میں لکھا ہے کہ "الملفوظ کے بعض حصے اس وقت کے بعض رسائل مثلاً تحفہ حنفیہ اور "ماہنام الرضا" وغیرہ میں قسط وار شائع ہوتے رہے"۔ پھر بعد میں انہیں مکمل کتابت کر کے شائع کیا گیا، جس میں قلت احتیاط کا شکوہ بے جا نہیں۔ نیز نسخوں سے نسخے نقل اور کتابت کیے جاتے رہے لہٰذا کتابت کی غلطیاں بجائے کم ہونے کے جدید نسخوں میں بڑھتی رہیں۔ نتیجتاً مخالفین کو زبان درازی کا موقع مل گیا۔

الملفوظ کی عبارتوں پر مخالفین کے بہت سارے اعتراضات سامنے آئے ہیں۔ جن میں کچھ کا جواب ضمیمہ کے طور پر اس میں آخر میں شامل ہے جس کے بارے میں واضح نہ ہوسکا کہ کس کی کوشش ہے۔ کچھ کا جواب شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ نے دیا جو "التحقیقات" اور مختلف مضامین میں شائع ہوئے۔ اور بھی لوگوں نے جوابات دیے ہیں۔

دراصل اعلیٰ حضرت کے ملفوظات پر اعتراض کر کے مخالفین کا مقصد یہ ہے کہ اہل سنت کو دفاعی پوزیشن میں رکھا جائے۔ اس کا تحقیقی جواب دینے کے بجائے الزامی جواب کافی ہے، کیونکہ عام طور پر معترض کم علم اور کوتاہ فہم لوگ ہی ہوتے ہیں۔ ورنہ بے جا اعتراض تو کسی کی عبارت پر کیا جا سکتا ہے۔ اعتراض کرنے والے قرآن پر بھی اعتراض کررہے ہیں۔ لیکن ہر مکتب فکر میں سنجیدہ طبقہ ضرور ہوتا ہے جو اس رائے سے اتفاق کرے گا کہ کوئی متبحر عالم کچھ بیان کررہا ہے تو وہ بات بے بنیاد نہیں ہوگی، یہ اور بات ہے کہ اوروں کی رسائی وہاں تک نہ ہوسکی۔ اہل علم جانتے ہیں کہ عدم وجدان وجدانِ عدم نہیں۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کوئی حدیث اگر نہیں مل رہی ہے تو یہ نہ کہے کہ یہ حدیث نہیں، بلکہ

اپنی لاعلمی ظاہر کرے، کیوں کہ حدیث کی تقریباً ساڑھے تین سو کتابیں ہیں۔ امام ابن ہمام نے بھی فتح القدیر میں مختلف مقامات پر یہ افادہ فرمایا ہے۔ آج کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دس بارہ متداول کتب حدیث میں دیکھ لیا، نہیں ملی تو انکار کر دیا۔ یہ سخت جرأت ہے، اس سے پرہیز چاہیے۔ علم حدیث میں اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی تصنیفات وفتاوٰی میں درج کی گئی احادیث کا مجموعہ تیار کیا گیا ہے جو مولانا محمد حنیف صاحب کی انتھک کوششوں سے تخریجات کے ساتھ جامع الاحادیث کے نام سے چھ ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

اس مقام پر پروفیسر مسعود احمد کی کتاب ''محدث بریلوی'' کا یہ اقتباس بالکل برمحل ہے۔

امام احمد رضا سے جب دریافت کیا گیا:

آپ نے حدیث شریف کی کون کون سی کتابیں درس کی ہیں؟۔ تو آپ نے جواباً مندرجہ ذیل کتب حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مسند امام اعظم، وموطا امام محمد و کتاب الآثار امام محمد و کتاب الخراج امام ابو یوسف و کتاب الحج امام محمد و شرح معانی الآثار امام طحاوی، موطا امام مالک و مسند امام شافعی و مسند امام محمد و سنن دارمی و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و خصائص ونسائی و منتقی الجارود و علل متناہیہ و مشکوٰۃ و جامع کبیر و جامع صغیر و ذیل جامع صغیر و منتقی ابن تیمیہ و بلوغ المرام و عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی و کتاب الترغیب خصائص کبریٰ و کتاب الفرج بعد الشدت و کتاب الاسماء والصفات وغیرہ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔ (اظہار الحق الجلی ص ۲۴، ۲۵ بحوالہ محدث بریلوی ص ۶، ۷)

امام احمد رضا کی تحریروں پر مخالفین کا ایک گروہ شبانہ روز تحقیق اور ریسرچ کرنے کے بعد اپنی کوئی انوکھی دریافت منظر عام پر لاتا ہے اور بڑے اعتماد کے ساتھ کہتا ہے کہ یہ بات کہیں نہیں۔ جب علمائے اہل سنت کی طرف سے اس کا صحیح حوالہ پیش کر دیا

جاتا ہے تو مخالفین پھر اس سلسلے کا دوسرا شوشہ چھوڑتے ہیں، اور علمائے اہل سنت اس کے حوالہ کی تلاش میں سرگرم ہو جاتے ہیں۔ بالآخر دوسرے کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے تو مخالفین خاموشی کے ساتھ کسی تیسرے فتنے کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں (۱) ظاہر ہے یہ سلسلہ رکنے والا نہیں۔ ہاں! مخالفین کے سنجیدہ افراد سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ: مولوی محمد تقی عثمانی نے ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی طہارت ونجاست کے بیان میں درس ترمذی میں بیان کیا ہے کہ

> ''حضرت گنگوہی نے 'الکوکب الدری' میں اس مقام پر فرمایا کہ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ تصریح ہے کہ جب ان کی اہلیہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ مویشی چرایا کرتے تھے اور ان کے ابوال سے تحرز نہیں کرتے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ کی وفات کے واقعہ میں اہلیہ سے پوچھنے کا یہ قصہ احقر کو حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملا، لیکن حضرت گنگوہی نے اسے بڑے وثوق کے ساتھ نقل کیا ہے۔'' (درس ترمذی ج ۱/ ۲۹۰)

حضرت سعد بن معاذ کے بارے میں گنگوہی صاحب نے جو کچھ تحریر کیا اسے علم حدیث میں درک وشغف رکھنے والا تلاش بسیار کے باوجود نہیں پا سکا تو گنگوہی صاحب کی اس تحریر کے بارے میں کیا کہا جائے۔؟

اعتراف حقیقت:

امام احمد رضا کا محقق ہونا جانب دار اور غیر جانب دار ارباب فکر ودانش کے نزدیک مسلم امر ہے۔ چنانچہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

> ''ہندوستان کے دور آخر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔'' (امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں ص ۹۴)

---

(۱) دلہن کے پاؤں دھو کر مکان میں چھڑکنے پر، یوہیں ایک پیر کا اپنے مرید کے ساتھ ہمہ وقت رہنے سے متعلق امام احمد رضا کے افادات پر اعتراض وجواب کی تفصیلات التحقیقات وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر کے مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

"مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے، کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔" (رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ بحوالہ معارف رضا شمارہ یازدہم ۱۹۹۱ء ص ۲۵۲)

مولانا محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں، جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔" (رسالہ دیوبند ص ۲۱، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ بحوالہ معارف رضا ۱۹۹۱ء ص ۲۵۳)

مولانا محمد شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

"مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی تبحرہ اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سامنے کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔" (رسالہ الندوہ ص ۱۷، اکتوبر ۱۹۱۴ء بحوالہ معارف رضا ۱۹۹۱ء ص ۱۵۴)

مولوی ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں۔

"وہ نہایت کثیر المطالعہ، وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے، رواں دواں قلم کے مالک اور تصنیف و تالیف میں جامع فکر کے حامل تھے۔ فقہ میں ان کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ (ملخصا، نزہۃ الخواطر ۸/۴۰، ۴۱)

جس کی محققانہ شخصیت اس قدر مسلم ہو اس کی عبارتوں پر کیے گئے اعتراضات پر مولوی اشرفعلی تھانوی کا یہ بیان حد درجہ موزوں اور برمحل ہے۔

"ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اعتراض کرنا کون سا مشکل کام ہے، زبان ہی تو ہلانی پڑتی ہے، تحقیق کا درجہ مشکل

ہے، اسی لیے محقق پر سیکڑوں اعتراض ہوتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کی نظر تمام جوانب پر ہوتی ہے اور غیر محقق کی صرف ایک بات پر ہوتی ہے، سو مختلف جوانب کو جمع کرنا کس قدر مشکل ہے۔"
(الافاضات الیومیہ فی الافادات القومیہ ج ۷ ص ۱۹۷، ملفوظ نمبر ۲۹۶)

اعتراضات کے کچھ نمونے:

صرف الملفوظ پر کیے گئے اعتراضات کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے بھونڈے اعتراضات خود اپنی حالت زار واضح کر رہے ہیں، انہیں پڑھتے وقت ایک عام آدمی کو بھی حیرت ہوگی کہ اعلیٰ حضرت کی عبارتوں پر اعتراض کرتے وقت علمائے دیوبند کا انداز بیان اور طرز استدلال کہاں چلا جاتا ہے؟ ان کا جواب تو ایک اوسط درجے کا مقرر بھی بخوبی دے سکتا ہے۔ ذیل میں ہم قدرے تجزیہ کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت ایک مقام پر انبیا علیہم السلام کی حیات برزخیہ کے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ارشاد:۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے، اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں، ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام، نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں، وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں، بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (الملفوظ حصہ سوم ص ۳۰)

اس پر ایک دیوبندی کا تبصرہ ملاحظہ کریں۔

"اس میں کس قدر انبیاء کی تذلیل کی ہے، اور ان کو خواہش پرست قرار دیا ہے"۔ (بریلوی مسلک کی حقیقت ص ۶۰)

آگے حاشیہ میں درج ہے۔

"واضح رہے کہ احمد رضا خاں صاحب نے بغیر کسی دلیل کے اس قول کو نقل فرما کر اس کی تقریر و توثیق فرمائی ہے کہ نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام قبور میں ازواج سے شب باشی کرتے ہیں" کس قدر حیا سوز اور شرم ناک بات ہے کہ امہات المؤمنین اور انبیاء علیہم السلام کی شان میں ایسی بات بلا دلیل کہہ دی جائے، کسی بیٹے کے لیے تو اپنی ماں کے بارے میں اس قسم کی کھلی بات گوارہ نہیں کی جاتی چہ جائے کہ امہات المؤمنین اور سید الانبیاء کی بابت ایسی بے باکی سے لب کشائی کی جائے۔ (ایضاً)

حالانکہ یہی بات زرقانی میں ان الفاظ میں موجود ہے۔

نقل السبکی فی طبقاته من ابن فورک انه علیه السلام حي فی قبره علی الحقیقة لا المجاز یصلی فیه باذان واقامة. قال ابن عقیل ویضاجع ازواجه ویتمتع بهن اکمل من الدنیا وحلف علیٰ ذلک وهو ظاهر ولا مانع عنه۔

(بحوالہ تحقیقات اول ص ۱۳۴)

یعنی علامہ سبکی نے طبقات میں ابن فورک سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر میں حقیقتاً زندہ ہیں نہ کہ مجازاً۔ اس میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ابن عقیل نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ اور انہوں نے اس پر قسم بھی کھائی اور یہ ظاہر ہے، جس سے کوئی مانع نہیں۔

اس قسم کے ارشادات جو اکابر کی تحریروں سے ماخوذ ہیں ان پر اعتراض امام احمد رضا پر اعتراض نہیں بلکہ اسلاف اور اکابر پر اعتراض ہے۔ نیز اس سے معترضین کی عجلت پسندی اور کم علمی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر انہیں پہلے سے علم ہوتا کہ یہ بات کہاں سے ماخوذ ہے، اور کس کا فرمان ہے تو اعتراض کی جرأت نہ کرتے۔

دراصل انبیائے کرام کی حیات بعد وفات کے حسی حقیقی دنیوی ہونے پر علمائے اہل سنت کا اجماع ہے۔ (ملاحظہ ہو حیاۃ الانبیاء للبیہقی) لہٰذا ان کی وفات کے بعد بھی ان کی ازواج ان کے نکاح میں باقی رہتی ہیں، اسی لیے ازواج مطہرات سے پوری زندگی کسی کا نکاح نہ ہوگا۔ لہٰذا جب صورت حال یہ ہے کہ وفات کے بعد بھی انبیاء کی حیات حسی حقیقی ہو اور ان کی ازواج ان کے نکاح میں باقی رہیں تو قبر میں انہیں معیت حاصل ہو تو کیا حرج ہے......؟ کیا ''شب باشی'' (یضاجع ازواجہ) ''او لامستم النساء'' کے مثل وطی سے کنایہ ہے؟......اور اگر ہو، تو کیا قباحت ہے؟ کیا حضور نے نکاح نہ کیا......؟ کیا حضور کی اولاد نہ ہوئی......؟ اگر یہ شبہہ ہو کہ بعد وفات یہ امر درست نہ ہو، تو سوال یہ ہے کہ بقائے نکاح کی تقدیر پر قبل وفات جو چیز حلال تھی بعد وفات وہ حرام ہوگی؟ یا اس کا زوجیت کے باوجود ان کی طرف انتساب حرام ہوگا......؟

معترضین کی عجلت پسندی:

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مخالفین نے جذبۂ عداوت میں اعتراض کرنے میں بڑی عجلت سے کام لیا ہے۔ امام احمد رضا کی کسی عبارت کے خلاف کہیں کوئی عبارت کسی ہیئت میں ملی اس کے سہارے فوراً اعتراض جڑ دیا، اور یہ بھی غور نہ کیا کہ جو اعتراض کیا جا رہا ہے وہ واقعۃً اس پر وارد ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ جو معنی بتائے جا رہے ہیں، اس کا اس میں احتمال بھی ہے یا نہیں......؟

پہلی مثال:

گزشتہ صفحات میں گزرا کہ الملفوظ میں جس عبدالرحمٰن فزاری کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ کتابت کی غلطی سے عبدالرحمٰن فزاری کے بجائے عبدالرحمٰن قاری ہو گیا، تو اس پر ''مقدس صحابی رسول کی تکفیر'' ہیڈنگ لگا کر لکھا کہ ''احمد رضا نے ایک صحابی رسول جن کا نام عبدالرحمٰن قاری ہے ان کی تکفیر کی ہے''۔ اور دلیل کے طور پر اسد

الغابہ، تقریب، اور تہذیب کے حوالہ سے عبد الرحمٰن قاری کے بجائے عبد الرحمٰن ابن عبد القاری کا نام پیش کیا ہے۔ (بریلی مسلک کی حقیقت ص ۵۹)

دوسری مثال:

قبر میں منکر نکیر کے سوال کے تعلق سے اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔

اس کے بعد سوال کرتے ہیں ما تقول فی ھذا الرجل ؟ ان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے، شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی، اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لیے ھذا النبی نہ کہیں گے، ھذا الرجل کہیں گے۔ (چہارم ص)

اس پر ایک دیوبندی مولوی کا یہ ریمارک پڑھیے۔

"ھذا النبی نہ کہیں گے" یہ بات بھی خاں صاحب کے غیر محقق ہونے کی دلیل ہے ورنہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ قبر میں "من نبیک" کہہ کر بھی سوال کرتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"لفظ مصابیح ایں چنیں است اذا قیل لہ من ربک وما دینک ومن نبیک چوں گفتہ می شود مراورا کیست پروردگار تو، چیست دین تو، وکیست پیغمبر تو۔" (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۲۴)

(رضا خانیت کے علامتی مسائل ص ۱۹)

دراصل مشکوۃ شریف میں حضرت انس کی روایت میں ہے کہ قبر میں منکر نکیر "ما کنت تقول فی ھذا الرجل " کہہ کر سوال کریں گے، اور یہی الفاظ حضرت ابو ہریرۃ کی روایت میں بھی ہیں۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۴، ۲۵ و بخاری شریف اول ص ۱۸۴) اور حضرت براء ابن عازب کی روایت میں ہے کہ سوال یوں ہوگا: ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۵)

غرض کہ کسی روایت میں "ماتقول فی ھذا النبی" وارد نہیں ہوا۔ لہٰذا اگر امام

احمد رضا نے اس کی توجیہ یہ فرمائی کہ چونکہ یہ امتحان کا وقت ہے اس لیے ھذا النبی نہ کہیں گے، ھذا الرجل کہیں گے تو یہ توجیہ روایتوں کے خلاف نہیں بلکہ ان کے مطابق ہے۔ ہاں شیخ محقق نے جو فرمایا کہ مصابیح کے الفاظ اس قسم کے ہیں "اذا قیل لہ من ربک وما دینک ومن نبیک"۔ تو عرض ہے کہ اولاً شیخ محقق نے مصابیح کے الفاظ کا جو حوالہ دیا ہے اس کے لیے "ایں است" کے بجائے "ایں چنیں است" فرمایا، جس سے بعینہ الفاظ کے عدم ثبوت کا اشارہ ملتا ہے۔ ثانیاً اگر ثابت بھی ہو تو اتنا ہوگا کہ فرشتے ومن نبیک کہہ کر سوال کریں گے۔ اور اعلیٰ حضرت نے اس کی نفی نہیں کی، آپ نے ھذا النبی کی نفی کی ہے۔ ھذا النبی اور من نبیک میں فرق آگے آتا ہے۔ ثالثاً اعلیٰ حضرت نے جو وجہ بیان فرمائی ہے وہ آزمائش وامتحان ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ آزمائش مقصود ہے اس لیے اگر یوں سوال کیا جائے کہ "ماتقول فی ھذا النبی" تو مخاطب نفس سوال سے سمجھ جائے گا کہ یہ نبی ہیں اور جواب دینا اس کے لیے مشکل نہ ہوگا۔ برخلاف اس کے اگر "ما تقول فی ھذا الرجل" کہا جائے تو مخاطب نفس سوال سے یہ نہ سمجھ پائے گا کہ جس آدمی کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے وہ نبی ہے یا نہیں؟ اس لیے جواب اسی وقت دے سکے گا جب کہ پہلے سے وہ صاحب ایمان ہو۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر کسی روایت سے یہ ثابت ہو جائے کہ "من نبیک" کہہ کر سوال کیا جائے گا تو اس سوال سے بھی مقصود امتحان فوت نہ ہوگا۔ معمولی عربی داں بھی جانتا ہے کہ "من نبیک" (تمہارا نبی کون ہے؟) کے سوال سے نبی کی تعیین نہیں ہو سکے گی، کہ مخاطب سوال سے ہی جواب اخذ کر لے، برخلاف "ما تقول فی ھذا النبی" کے، کہ اس سوال سے ہی جواب مستفاد ہو سکتا ہے۔ تو "ماتقول فی ھذا النبی" کی نفی اور "من نبیک" کے ثبوت میں تنافی کہاں ہے؟

تیسری مثال:

اس قسم کے اعتراض کی تیسری مثال یہ ہے۔

زندگی میں ہی اپنی قبر تیار کرنے کے تعلق سے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

ارشاد:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ" کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا، قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں، البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور قبر ہمراہ نہیں رہ سکتی۔ (الملفوظ حصہ اول ص ۸۷)

اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ عالمگیری میں مسئلہ اس کے برخلاف ہے۔ من حفر قبراً لنفسه فلا بأس به ويؤجر عليه كذا في التتارخانية" (عالمگیری اول ص ۱۶۶) اور تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اس سلسلے میں جو مسئلہ محققہ ہے وہی امام احمد رضا نے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔

ويحفر قبراً لنفسه وقيل يكره والذي ينبغي ان لا يكره تهيئة نحو الكفن بخلاف القبر.

یعنی اپنے لیے قبر تیار کی جاسکتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے، اور مناسب یہ ہے کہ کفن جیسی چیزوں کا تیار کرنے میں کوئی کراہت نہیں، برخلاف قبر کے۔

اس کے تحت شامی میں والذی ینبغی پر ہے۔

كذا قاله في شرح المنية، وقال: لأن الحاجة اليه متحققة غالباً، بخلاف القبر، لقوله تعالىٰ وما تدرى نفس بأى أرض تموت. (شامی جلد ثالث ص ۱۵۴ مطبع زکریا بکڈپو دیوبند)

یوہیں (یعنی قبر کے بجائے کفن وغیرہ اپنے لیے تیار رکھنا) شرح منیۃ المصلی میں ہے۔ اور فرمایا کہ بسا اوقات کفن جیسی چیزوں کی ضرورت کا پایا جانا متحقق ہے، برخلاف قبر کے۔

نحو الكفن بخلاف القبر کہہ کر دونوں میں جس فرق کی طرف اشارہ کیا

گیا ہے وہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ کفن ایسی چیز ہے جو قابل انتقال ہے اور اسے ساتھ ساتھ رکھا جاسکتا ہے، لیکن قبر کو ساتھ ساتھ رکھا نہیں جا سکتا، ظاہر ہے کوئی کفن تیار کر کے ساتھ رکھے تو جہاں کہیں موت آجائے وہ اس کے کام آسکتا ہے، لیکن قبر تیار کرلے تو دوسری جگہ موت کی صورت میں قبر کی تیاری عبث اور لغو ہوگی، اور قرآن فرماتا ہے کہ کسی کو اپنی موت کا مقام نہیں معلوم۔ اسی لیے فقہ حنفی کے مسائل محققہ مرجحہ پر مشتمل کتاب ''بہار شریعت'' میں ہے۔

مسئلہ:۔ اپنے لیے کفن طیار رکھے تو حرج نہیں اور قبر کھود وا رکھنا بے معنی ہے، کیا معلوم کہاں مرے گا۔ (درمختار) (بہار شریعت ۱۶۰/۴)

رہا تتارخانیہ کے حوالے سے عالمگیری کا مسئلہ اور اس کی تائید میں شامی کا تتارخانیہ سے یہ نقل کرنا ''ھکذا عمل عمر بن عبدالعزیز و الربیع بن خیثم وغیرھما'' تو بیان مسئلہ میں امام احمد رضا قدس سرہ کے کلمات سے ان کے احتیاط کی عکاسی ہوتی ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ اس پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ''قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں''۔ ان الفاظ میں اور عالمگیری کے لا بأس بہ میں کوئی تعارض نہیں۔

چوتھی مثال:

امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں۔

''جب میرے پیر بھائی برکات احمد کا انتقال ہوا اور دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا تو مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پچھلی مرتبہ روضۂ انور کے قریب آئی تھی۔'' (الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۲۵)

اس پر یہ اعتراض کہ احمد رضا صاحب نے اپنے پیر بھائی کی قبر کو روضۂ اقدس کے برابر کر دیا۔ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور حضور کے روضۂ اقدس کی کھلی توہین ہے۔ (بریلوی مسلک کی حقیقت ص ۵۴)

وہابیہ اور دیابنہ کے پاس فضائل کو ناپنے کے بہت ہی حساس پیمانے ہیں۔ کسی

کی تعریف کو دوسرے کی تعریف سے ذرا سی مناسبت ہوئی کہ برابری ہوگئی۔ رسول کے لیے علم ما کان وما یکون مانا تو اللہ کے علم سے برابری ہوگئی۔ کسی نیک امتی کی قبر میں وہ خوشبو ملی جو روضۂ اقدس کے قریب بھی ملی ہو تو گویا اس قبر کو روضۂ اقدس کے برابر کردیا۔ یہی منطق اپنے گھر کے بزرگوں کے حق میں کی گئی تعریف وتوصیف پر کیوں نہیں چلتی۔ وہاں فضائل ناپنے والے آلے بے حس کیوں ہوجاتے ہیں؟

احادیث وسیرت کی متعدد کتب میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستفیض ہونے والے متعدد صحابہ میں مشک وعنبر وغیرہ کی خوشبو آتی تھی۔ مثلاً ایک صحابی کا بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کرلیتا تو سارا دن اپنے ہاتھوں میں خوشبو محسوس کرتا تھا، جب وہ نور مجسم اپنے دست شفقت کسی بچے کے سر پر پھیرتے تو وہ خوشبو کے باعث دوسروں سے پہچانا جاتا تھا۔ (کتاب الشفا للقاضی عیاض مترجم ص ۱۲۵) ایک عورت کو تھوڑا پسینہ عنایت ہوا، جب کپڑوں میں ملتیں تمام گھر مہک جاتا، یہاں تک کہ لوگ اس کے گھر کو بیت المطیبہ کہنے لگے اور کئی پشت تک اس کی اولاد میں خوشبو باقی رہی۔ محمد بن سعید بن مطرب نے خواب میں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا، بیدار ہوئے تو تمام گھر مہک رہا تھا اور اس رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی۔ اور سید قمر الدین اورنگ آبادی خواب میں مصافحہ شریفہ سے مشرف ہوئے مدت تک مشک کی خوشبو ان کے ہاتھوں سے محسوس ہوتی تھی۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح ص ۱۱۴)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جس امتی پر جس طرح چاہیں کرم فرمائیں۔ امام احمد رضا کے پیر بھائی حضرت برکات احمد پر یہ کرم فرمایا کہ ان کی قبر میں اپنے روضۂ انور سے خوشبوؤں کی نوازشات فرمائی، خصوصاً ایسے موقع پر جب ماتقول فی ھذا الرجل کے طفیل جلوہ نمائی ہونے والی ہے۔ اس سے امام احمد رضا کے پیر بھائی پر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت اور ان کی بارگا

رسول میں مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

رہی حضور کی توہین کی بات، تو جن کی ساری زندگی شان الوہیت ورسالت میں توہین کرتے ہی گزر رہی ہے ایسے لوگ اگر اعلیٰ حضرت پر توہین رسالت کا الزام دھریں تو ان کے لیے ابوالکلام آزاد کا یہ جملہ برمحل ہوگا۔

مولانا احمد رضا خاں ایک سچے عاشق رسول ہیں، میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو"۔ (امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں۔ص ۹۶)

روایت باللفظ یا روایت بالمعنیٰ:

الملفوظ میں کچھ مقامات وہ ہیں جہاں احادیث کریمہ کی عبارتیں درج ہیں جو بلفظہ حدیث میں نہیں ملتیں بلکہ کچھ تبدیلی کے ساتھ۔ مثلاً خضاب سیاہ کی حرمت پر چھ حدیثیں پیش کی گئی ہیں جن میں پہلی حدیث بحوالہ مسلم شریف یوں درج ہے۔ غیروا ھذا الشیب ولا تقربوا السواد" اور مسلم شریف میں یہ حدیث یوں ہے "غیروا ھذا بشیٔ واجتنبوا السواد'۔ دوسری حدیث سنن نسائی کے حوالے سے یوں پیش کی گئی ہے "یاتی ناس یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ" (الملفوظ دوم ص ۱۰۳) جب کہ سنن نسائی میں اس کا متن یہ ہے۔ "قوم یخضبون بھذا السواد اٰخر الزمان کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ."۔

اس قسم کے لفظی اختلاف کو پیش کر کے تحریف جیسے سنگین الزامات عائد کیے جاتے ہیں۔(۱)

---

(۱) حالانکہ اسی کی ایک دوسری مثال یہ بھی ہے۔

"الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ" (ملفوظات حکیم الامت) میں استخارہ کے سلسلے میں مولوی اشرفعلی تھانوی نے بھی تقریباً چھ حدیثیں پیش کی ہیں جو ملفوظات حکیم الامت جلد دہم ص ۲۵۶ تا ص ۲۵۸ پر درج ہیں۔ ان میں پہلی حدیث بخاری کے حوالہ سے یوں درج ہے۔

اذا دعا احدکم فلا یقل اللھم اغفر لی ان شئت ارحمنی ان شئت ارزقنی ان

دراصل ملفوظات کی تدوین امالی کی شکل میں نہیں ہوئی تھی کہ حضور اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ املا کیا جاتا ہو، بلکہ یہ مختلف نشستوں کے افادات' یا استفسار کے جوابی ارشادات ہوتے جنھیں ان لوگوں نے جن کو حضور مفتی اعظم ہند نے نقل کرنے پر مامور کیا تھا اپنی یادداشت کے مطابق نقل کیا۔ صحتِ نقل کی تقدیر پر اس قسم کے فرق کو زیادہ سے زیادہ روایت بالمعنی کا فرق قرار دیا جا سکتا ہے۔ روایت باللفظ کی اہمیت وافضلیت سے انکار نہیں، لیکن روایت بالمعنی ایک متبحر عالم جو نصوص

شئت، ولیعزم المسئلة انه یفعل ما یشاء لا مکره له رواه البخاری.

(ملفوظات حکیم الامت جلد دوم ص ۲۵۶)

حالانکہ بخاری شریف میں وہ حدیث حضرت انس کی روایت سے یوں ہے۔

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعا احدکم فلیعزم المسئلة ولا یقولن اللهم ان شئت فاعطنی فانه لا مستکره له. (بخاری شریف ثانی ص ۹۳۸)

اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے یوں ہے۔

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یقولن احدکم اللهم اغفرلی ان شئت اللهم ارحمنی ان شئت لیعزم المسئلة فانه لامکره له. (ایضاً)

دوسری حدیث مسلم شریف کے حوالے سے یوں درج ہے۔

اذا دعا احدکم فلا یقل اللهم اغفر ان شئت ولکن لیعزم المسئلة ولیعزم الرغبة فان الله تعالیٰ لا یتعاظمه شیء أعطاه رواه مسلم (ایضاً ص ۲۵۷)

جب کہ مسلم شریف جلد دوم ص ۳۴۲ پر وہ حدیث حضرت انس کی روایت میں یوں ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعا احدکم فلیعزم الدعاء ولا یقل اللهم ان شئت فاعطنی فان الله لا مستکره له .

اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یوں ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقولن احدکم اللهم اغفرلی ان شئت اللهم ارحمنی ان شئت لیعزم فی الدعاء فان الله صانع ماشاء ولا مکره له. ۱۲

کے معانی کو اچھی طرح سمجھتا ہو' کرسکتا ہے۔ چنانچہ اصولِ حدیث کی کتاب نخبۃ الفکر شرح نزھۃ النظر میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

لایجوز تعمد تغییر المتن ولا الاختصار منه بالنقص ولا ابدال اللفظ باللفظ المرادف له الا لعالم بمدلولات الالفاظ وبما یحیل المعانی علی الصحیح. (ص ٦٦)

ترجمہ:۔ حدیث کے متن کو جان بوجھ کر بدلنا اور کلمات حدیث میں کمی کر کے اس میں اختصار کرنا اور کسی کلمے کو کسی مرادف کلمے سے بدلنا جائز نہیں مگر اس شخص کے لیے جو الفاظ کے معانی، اور ان تغیرات کو جانتا ہو جن سے معانی بدل جاتے ہیں۔

آگے مزید فرماتے ہیں۔

واما الروایة بالمعنی فالخلاف فیه شهیر، والأکثر علی الجواز ایضاً ومن أقویٰ حججهم الاجماع علی جواز شرح الشریعة للعجم بلسانهم للعارف به فاذا جاز الابدال بلغة أخری فجوازه باللغة العربیة أولیٰ وقیل إنما یجوز فی المفردات دون المرکبات وقیل إنما یجوز لمن یستحضر اللفظ لیتمکن التصرف فیه وقیل إنما یجوز لمن کان یحفظ الحدیث فنسی لفظه وبقی معناه مرتسماً فی ذهنه فله ان یرویه بالمعنی لمصلحة تحصیل الحکم منه بخلاف من کان مستحضراً للفظه. (ص ٦٧)

ترجمہ: روایت بالمعنی کے سلسلے میں اختلاف مشہور ہے۔ اکثر علما اس کے جواز پر ہیں، ان کے مضبوط دلائل میں یہ ہے کہ شریعت کی توضیح وتشریح اہل عجم کے لیے ان کی زبان میں جانکار آدمی کے لیے جواز پر اجماع

ہے۔ تو جب دوسری زبان سے بدلنا جائز ہے تو عربی زبان سے بدلنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ متن حدیث کے مفردات میں تبدیلی جائز ہے مرکبات میں نہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اس کے لیے جائز ہے جسے لفظ اس طرح مستحضر ہو کہ اس میں تصرف کر سکے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسا اس شخص کے لیے جائز ہے جسے حدیث یاد تھی، پھر الفاظ بھول گیا، اور اس کا معنی اس کے ذہن میں باقی ہے تو وہ روایت بالمعنی کر سکتا ہے تاکہ اس سے حکم لے سکے، برخلاف اس کے جسے الفاظ حدیث مستحضر ہوں۔

اس مقام پر محشی مولوی عبداللہ ٹونکی لکھتے ہیں۔

قيل ويدل عليه ايضاً رواية الصحابة ومن بعدهم القصة بألفاظ مختلفة ويدل عليه ايضاً ما روى من حديث عبدالله ابن سليمان الليثي قال قلت يا رسول الله انى اسمع منك الحديث لا استطيع أن أوديه كما أسمع منك ازيد حرفاً أو أنقص فقال اذا لم تحلوا حراماً ولا تحرموا حلالاً واصبتم المعنى فلا بأس. (ايضاً)

ترجمہ:۔ کہا گیا ہے کہ صحابہ اور تابعین کا ایک ہی واقعہ کو مختلف الفاظ سے روایت کرنا اس پر دلیل ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن سلیمان لیثی کی حدیث بھی اس پر دلیل ہے، فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے حدیث سنتا ہوں اور جیسی سنتا ہوں ویسی ہی ادا نہیں کر پاتا، کچھ کمی بیشی ہو جاتی ہے، تو حضور نے ارشاد فرمایا 'اگر تم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ کر دو اور مفہوم کی صحیح ادائیگی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

ان اقتباسات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ بیان حدیث میں اگر مفہوم نہ

بدلا ہوتو روایت بالمعنی پر اعتراض لایعنی اور ذخیرۂ حدیث کے ایک بڑے حصہ کو لغو قرار دینے کے مرادف ہے۔

الملفوظ کے مختلف نسخے:

اس جدید ایڈیشن کو متعدد ایڈیشن کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے اور ان سے بہت احتیاط کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے۔ کافی کوششوں کے بعد جو نسخے ہمیں دستیاب ہوئے جن سے مدد لی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) باہتمام اقبال رضوی صاحب رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی نے اقبال پریس بریلی سے شائع کیا جو چھوٹی تختی میں ہے۔ دوم پر تاریخ کتابت ۲۲/اپریل ۱۹۷۱ء درج ہے جب کہ سوم پر ۵/نومبر ۱۹۷۵ء۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۹۷۵ء کے بعد کا ایڈیشن ہے۔

(۲) باہتمام مولانا محمد حسنین رضا خاں حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی سے شائع ہوا۔ بڑی تختی میں ہے اور سن اشاعت درج نہیں۔

(۳) مکتبہ رضا گھیر شیخ مٹھو بریلی۔ اندازہ ہے کہ دوسرا حصہ حسنی پریس کا عکس ہے۔ بقیہ حصے نئی کتابت ہیں۔ سن اشاعت درج نہیں۔

(۴) مکتبۃ الجیلانی محلہ کوٹ غربی سنبھل ضلع مرادآباد سے شائع ہوئی۔ جلد سوم پر تاریخ ۱۳۸۲ھ اور چہارم پر ۱۳۸۳ھ درج ہے۔ بڑی تختی میں ہے۔

(۵) قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی نے نمبر۳ والے نسخہ کا عکس لے کر شائع کیا۔ سن اشاعت جولائی ۱۹۹۵ء ہے۔

(۶) رضوی کتاب گھر جامع مسجد دہلی سے حافظ قمر الدین صاحب رضوی کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ سال اشاعت جولائی ۲۰۰۲ء ہے۔ نمبر۳ والے نسخے سے نئی کمپوزنگ کرائی گئی ہے۔ مگر اس میں عربی عبارتوں پر اعراب بعض ہی جگہ دیے گئے ہیں۔ نیز حواشی کو بجائے نیچے رکھنے کے قوسین میں رکھ کر عبارت سے ملا دیا گیا ہے۔

کچھ دیگر نسخوں کا بھی علم ہوا لیکن وہ دستیاب نہ ہو سکے۔ مثلاً

(۱) ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب نے "اکرام امام احمد رضا" کے حاشیے پر الملفوظ کا جو حوالہ دیا ہے اس میں مطبوعہ کان پور کی صراحت کی ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ کان پور سے بھی ایک ایڈیشن شائع ہوا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نئی کتابت ہے یا کسی نسخہ کا عکس۔

(۲) پروفیسر موصوف نے "امام اہل سنت" نامی کتابچہ میں الملفوظ سوم مطبوعہ علی گڑھ کا حوالہ دیا ہے۔ (امام اہل سنت ص ۳۱ مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارکپور۔ صفحہ ۳۹ اور صفحہ ۴۵ پر الملفوظ دوم مطبوعہ کراچی کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں شعر درج ہے۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی   نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

لکھتے ہیں کہ اس کی تشریح ص ۳۸ تا ص ۴۱ پھیلی ہوئی ہے۔ جب کہ دیگر نسخوں میں ان صفحات پر نہیں تو اندازہ ہوا کہ یہ ان نسخوں کا عکس نہیں۔

"اکرام امام احمد رضا" مصنفہ برہان ملت جبلپوری علیہ الرحمہ مطبوعہ ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۹۵ پر برہان ملت نے اعلیٰ حضرت کے جبل پور کے دورے کی تفصیل ذکر کی ہے جس میں حاشیہ پر الملفوظ حصہ دوم ص ۲۱۶ مطبوعہ کان پور کا بھی حوالہ دیا ہے۔ موجودہ نسخوں سے صفحہ نمبر کے انطباق نہ ہونے کی وجہ سے اندازہ ہے کہ یہ کوئی اور نسخہ ہے۔

سن تالیف و ترتیب:

الملفوظ نام سے واضح ہے کہ اس کی ترتیب ۱۳۳۸ھ میں ہوئی۔ اور یہ مختصر سی مدت کے ملفوظات ہیں، جیسا کہ ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ملفوظات دو سال کے کچھ مہینوں کے ہی قلمبند کیے گئے ہیں۔(۱) اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی حیات طیبہ کے آخری سالوں میں۔ اعلیٰ حضرت نے خود اس کا نام

(۱) ماہنامہ جہان رضا لاہور ص ۳۹، اگست، ستمبر ۱۹۹۴ء
بحوالہ مولانا شہاب الدین رضوی، مضمون: الملفوظ اور اس کا مقام و مرتبہ۔

"الملفوظ" رکھا۔ جو اس کی تاریخ تالیف پر مشتمل ہے۔ اور یہ شعر عنایت فرمایا۔

میرے ملفوظ کچھ کیے محفوظ مصطفےٰ مصطفےٰ کا ہو ملحوظ
نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں زبر و بینہ میں الملفوظ
۱۳۳۸ھ

اس کا تاریخی نام بھی دلچسپ نوعیت کا ہے، جس کی طرف مذکورہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ جس طرح تاریخی نام ہوتے ہیں اگر "الملفوظ" کے اعداد نکالے جائیں تو ﴿۱۳۳۸﴾ کے بجائے ﴿۱۰۹۷﴾ آتے ہیں۔ لیکن کلمہ "الملفوظ" جو سات حروف پر مشتمل ہے اس کے ہر حرف کو الگ الگ پورا پورا لکھا جائے تو اس کے اعداد ابجدی جوڑنے سے ۱۳۳۸ آجاتے ہیں۔ مثلاً

الف	لام	میم	لام	فا	واو	ظا	
۱۱۱ +	۷۱ +	۹۰ +	۷۱ +	۹۰ +	۱۳ +	۹۰۱	= ۱۳۳۸

لیکن راقم الحروف کا اندازہ ہے کہ اس میں مختلف عہد کے ملفوظات ہیں۔ جن کی ترتیب کا کام حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۳۳۸ھ میں کیا۔

پہلا عریضہ حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی کا ہے۔ اندازہ ہے کہ حضرت موصوف ۱۹۱۰ء کے بعد اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ندوہ کے صدر دوم مولوی سید محمد شاہ صاحب سے ایک مکالمہ بھی حصہ اول میں درج ہے جو ۱۳۱۶ء میں ہوا۔ دوسرے سفر حج ۱۳۲۳ھ کی تفصیلی روداد بھی حصہ دوم میں ہے۔

اس نسخے کی خصوصیات:

اس نسخے کی کتابت و پروف ریڈنگ میں بھرپور احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اور کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس نسخے کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

(۱) قدیم و جدید چھ نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے۔

(۲) مذکورہ نسخوں میں موجود کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔
(۳) مشکل الفاظ کے معانی حاشیہ میں دیے گئے ہیں۔
(۴) املا کے جدید اصول کا لحاظ رکھا گیا ہے۔
(۵) عربی کی تمام عبارتوں پر اعراب دیا گیا ہے۔
(۶) بعد کے نسخوں میں بعض مقامات پر حضور مفتی اعظم ہند کے مفید حواشی کاتب سے رہ گئے تھے، انہیں پرانے نسخوں کی مدد سے اس میں شامل کیا گیا ہے۔
(۷) حسب ضرورت کاما اور ڈیش وغیرہ نشانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بہت سارے مقامات ایسے ہیں جہاں حسب ضرورت نشانات نہ ہونے کی وجہ سے عبارت فہمی میں دشواری ہوتی ہے۔ لیکن اس کے اضافے سے عبارت آسان ہوگئی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے۔

الملفوظ حصہ چہارم ص ۶ پر ہے۔

عرض:۔ نابالغی میں زید عالم ہوگیا، وہ مکلف ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ابھی سے مکلّف ہو جائے گا۔ علم سبب تکلیف نہیں، جاہل محض ہے اور بالغ ہے مکلّف ہے اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلّف نہ ہوگا۔

نابالغ کے لیے یہ جملہ ''ابھی سے مکلّف ہو جائے گا''۔ الجھن پیدا کرتا ہے جب کہ آگے اس کے مکلّف نہ ہونے کی صراحت بھی ہے۔ تمام نسخوں میں یہ جملہ اسی ہیئت میں موجود ہے۔ دراصل یہ جملہ استفہام انکاری ہے جس کا مطلب ہے کہ ابھی سے مکلّف نہ ہوگا۔ لہٰذا اس کو اگر یوں لکھا جائے۔ ''ابھی سے مکلّف ہو جائے گا؟۔ علم سبب تکلیف نہیں''۔ تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

اہم توضیح:

مذکورہ نسخوں میں جن جن مقامات پر کتابت کی غلطی کا احساس ہوا وہاں اگر معنی میں فساد یا اضطراب نہیں، تو اسے احتیاطاً بحالہ باقی رکھا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ غلطی ایسی

ہے کہ اس سے معنی فاسد یا مضطرب ہو رہا ہے تو دیگر نسخوں کی مدد سے اس کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے۔

واضح رہے کہ جن مقامات پر دوسرے نسخوں سے اصلاح ممکن نہ ہوئی تو اولاً تو یہ ارادہ تھا کہ اپنے طور پر اصل ماخذ سے اس کی تصحیح کر کے اس کا حوالہ دے دیا جائے، مگر بعد میں یہ سمجھ میں آیا کہ عبارتوں کو حسب حال رکھا جائے اور جہاں تصحیح کی ضرورت ہو وہاں حاشیہ لگا دیا جائے۔ اور ایسا ہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس نسخے کی تیاری میں بھرپور احتیاط سے کام لیا گیا ہے، اور قدیم وجدید چھ مختلف نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے۔ تاہم کہیں کچھ غلطی کا احساس ہو تو قارئین حضرات مطلع فرما کر احسان فرمائیں گے۔ احقر امام احمد رضا کے ملفوظات پر مزید کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ واللہ المستعان۔ دراصل امام احمد رضا کی تصنیفات پر کام کرنے کا میدان جس قدر وسیع ہے اتنا ہی خالی بھی ہے۔ اگرچہ گزشتہ دو دہائی سے پیش رفت ہوئی ہے مگر ضرورت ہے کہ علما اس رخ پر مزید توجہ فرمائیں۔ امام احمد رضا کے علمی فیوض کو عام کرنا اس دور میں سب سے بڑی دینی و علمی خدمت ہے۔ امام احمد رضا کی علمی وفنی بحثوں کا جتنا ذخیرہ موجود ہے ان کی تسہیل، تلخیص اور جدید ترتیب کی صورت میں ان کے علمی فیضان کو عام کیا جا سکتا ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ قبلہ قادری استاذ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف نے اکابر اہل سنت کی تصانیف کی صحیح طباعت کے تعلق سے بڑی توجہ فرمائی ہے۔ اور ان کی نگرانی میں قادری کتاب گھر بریلی شریف نے اس سلسلے میں خاصی پیش قدمی کی ہے، خصوصاً بہار شریعت کو کتابت کی غلطیوں سے پاک کر کے صحیح طبع کرانا ایک اہم کارنامہ ہے۔ انھیں کی توجہ اور عنایت سے الملفوظ کا سب سے صحیح، سب سے مفید، اور دیدہ زیب ایڈیشن پیش کیا جا رہا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملفوظات امام احمد رضا کی برکتوں سے ہمیں بہرہ ور فرمائے۔ نیز کسی صاحب علم کو اصل مآخذ، عبارتوں اور حوالوں کے ساتھ ان کی جدید ترتیب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔

فیضان المصطفےٰ قادری مصباحی
خادم تدریس طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی۔ ضلع مئو (یوپی)
رہائش: قادری منزل بڑا گاؤں گھوسی ضلع مئو یوپی۔
فون 223001 - 05474

۲۵/اپریل ۲۰۰۳ء

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکمل سوانح عمری

قطعہ

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحی نہ مرا ہوش ذمی
منم و کنج خمولی کہ نگنجد دروی
جز من و چند کتابی و دوات و قلمی

مسلمانان عالم کے لیے

ایک اعلیٰ اسلامی دستور العمل

یعنی

ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳۳۸ھ

حصہ اول

مولفہ ومرتبہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند

مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہ

مکتبہ قادریہ

اٹوابازار ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّى عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَحْسَنُ الْمَكْتُوْبَاتِ، وَعُمْدَةُ الْمَلْفُوْظَاتِ، حَمْدُ مُبْدِعٍ اَنْطَقَ الْمَوْجُوْدَاتِ، بِاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَخْرَجَ الْمَعْدُوْمَاتِ مِنَ الْعَدَمِ اِلَى الْوُجُوْدِ فَشَهِدْنَ اَنْ لَّا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ. فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ. وَاَنْطَقَهٗ بِفَصِيْحِ اللِّسَانِ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ. عَلٰى سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ. عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ. شَفِيْعِنَا يَوْمَ الْجَزَعِ وَالْفَزَعِ عِنْدَ الْمَلِكِ الْمَنَّانِ. اَلَّذِىْ هُوَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَحْضِ كَرَمِهٖ حَنَّانٌ. وَقَهَّارٌ عَلٰى اَجْيَالِ الْبَغْيِ وَالْعِنَادِ وَالْفَسَادِ وَالْكُفْرَانِ. جَبَّارٌ عَلَى الْمُرْتَدِّيْنَ وَعَلٰى مَنْ كَفَرَ بِهٖ وَبِرَسُوْلِهِ الدَّيَّانِ. نَبِىِّ الرَّحْمَةِ ذِى الْكَرَمِ وَالْغُفْرَانِ. حَامِى الْاِيْمَانِ. مَاحِى الطُّغْيَانِ. غَافِرِ الذَّنْبِ وَالْفُسُوْقِ وَالْعِصْيَانِ. سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا نَاصِرِنَا وَمَاْوٰنَا حَامِيْنَا وَمَلْجَانَا السُّلْطَانِ. اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ رَبِّنَا الرَّحْمٰنِ. وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ صَدَّقُوْهُ بِالْاِذْعَانِ. وَآمَنُوْا بِمَوْلَاهُمْ بِالتَّصْدِيْقِ وَالْاِيْقَانِ. وَسَعِدُوْا فِىْ مَنَاهِجِ الصِّدْقِ وَصَعِدُوْا مَعَارِجَ الْحَقِّ بِالثَّبَاتِ وَالْاِتْقَانِ. هُمْ لِلدِّيْنِ اَسَاسٌ وَبُنْيَانٌ وَاَرْكَانٌ. اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا مَعَهُمْ بِكَرَمِكَ وَاَدْخِلْنَا بِهِمْ دَارَ الْجِنَانِ. بِرَحْمَتِكَ وَمَغْفِرَتِكَ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ يَا غَفَّارُ يَا سُبْحَانُ. آمِيْنَ آمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اللہ اللہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ وتبارک کی ایک اعلیٰ نعمت ہے ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر اڑی مشکل بآسانی بدلتی ہے۔ سبحان اللہ! انہیں نفوس طیبہ طاہرہ کے قدوم کی برکت سے وہ وہ عقدۂ لاینحل چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں جنھیں قیامت

تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے جس سے کیسا ہی کوئی عقیل و مدبر ہو حیران رہ جائے کچھ نہ بول سکے جسے میزان عقل میں کوئی نہ تول سکے۔ اللہ اکبر ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کی ہر روش، ان کی ہر ادا، ان کا ہر ہر کردار اسرار پردر دگار عز مجدہ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ مظہر ذات علیہ وصفات قدسیہ ہوتے ہیں مگر بمجوائے کُلُّ شَیءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام دوام کسی کے لیے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے ہمیشگی رب عزوجل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے اسی لیے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے پاک انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ و مکاتیب طیبہ و ملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہو جائے۔ اور ہمیں مستفید و محظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کے لیے پند و نصائح و وصایا، تنبیہات و اخلاص کے ذخیرے، اذکار عشق و محبت، مسائل شریعت و طریقت کے مجموعہ معرفت و حقیقت کے گنجینہ کو اپنے پچھلوں کے لیے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک جاری رہے سچ ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنے پھر جب سن شور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا جوانی دیوانی مشہور ہے مگر اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی اور پھر اچھوں کی صحبت، اور وہ بھی کون، جنہیں سید العلما کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا، جنہیں تاج العرفا کہیں بجا، جنہیں مجدد وقت اور امام اولیا سے تعبیر کریں تو صحیح۔ جنہیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا، اِنَّهُ السَّیِّدُ الْفَرْدُ الْاِمَامُ کہا ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انہیں اپنا شیخ طریقت بنایا ان سے سندیں لیں اجازتیں لیں انہیں اپنا استاد مانا پھر ایسے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان

کر دیا اس زمانے میں کہ آزادی کی تند ہوا چل رہی ہے کیا عجب تھا کہ میں غریب بھی اس بادِ صرصر کے تیز جھوکوں سے جہاں صد ہا بِئْسَ الْمَصِیْر پہنچے وہیں جا رہتا مگر اپنے مولیٰ کے قربان جس کی نظر عنایت نے پکا مسلمان بنا دیا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ اب نہ وہ خودی ہے جو بے خود بنائے تھی نہ وہ مدہوشی جو بے ہوش کیے تھی، نہ وہ جوانی کی امنگ، نہ کسی قسم کی کوئی اور ترنگ، مولانا معنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ع............صحبت صالح ترا صالح کند

مولانا کے اس فرمان کی مجھے آنکھوں دیکھی تصدیق ہوئی، اسی معنی میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اور کتنا اچھا فرمایا، میں بار بار ان کے اشعار پڑھتا ہوں اور حظ اٹھاتا ہوں، جب پڑھتا ہوں ایک نیا لطف پاتا ہوں، وہ فرماتے ہیں۔

قطعہ

گلے خوشبوئے درحمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیرے — کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد — وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

غرض میری جان ان پاک قدموں پر قربان، جب سے یہ قدم پکڑے، آنکھیں کھلیں اچھے برے کی تمیز ہوئی، اپنا نفع وزیاں سوجھا، منہیات سے تا بمقدور احتراز کیا اور اوامر کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور اب اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی با فیض صحبت میں زیادہ رہنا اختیار کیا، یہاں جو دیکھا کہ شریعت و طریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور و خوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط، بڑے بڑے سر ٹیک کر رہ جائیں، فکر کرتے کرتے تھکیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف اَنَا لَا اَدْرِیْ کا دم بھریں، وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرما دیے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا، اور وہ دقائق و نکات مذہب و ملت جو ایک چیستاں اور ایک معمہ ہوں، جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار

ہو یہاں منٹوں میں حل فرما دیے جائیں۔ تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ وزواہر غالیہ یوں ہی بکھرے رہے تو اس قدر مفید نہیں جتنا انھیں سلک تحریر میں نظم کر لینے کے بعد ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ خود ہی متمتع ہونا یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربار عالی ہی کو پہنچنا، باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں، ان کا نفع جس قدر عام ہوا تنا ہی بھلا لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا۔ اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا، اس لیے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو، ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو مگر دل جو بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا، آخر اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ کہتا کر ہمت چست کرتا اور حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا۔ اور میں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا باعث بنائے۔............ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَخَیْرُ رَفِیْقٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ.

میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا، غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے کیا، آگے قبول واجر کا اپنے مولا تعالیٰ سے سائل ہوں وَھُوَ حَسْبِیْ وَرَبِّیْ وہ اگر قبول فرمائے تو یہی میری بگڑی بنانے کو بس ہے۔ میں اپنے سنی بھائیوں سے امیدوار کہ وہ مجھ بے بضاعت ومسافر بے توشۂ آخرت کے لیے دعا فرمائیں کہ رب العزۃ تبارک وتقدس اسے میری فلاح ونجات کا ذریعہ بنائے۔

آمین آمین بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَدَیْہِ.

مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی حاضر خدمت تھے انہوں نے عرض کی: حضور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی۔

ارشاد:۔ حدیث میں ارشاد فرمایا "یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ" اے جابر بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

عرض:۔ حضور میری مراد دنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد:۔ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں زمین اور دو دن میں آسمان یکشنبہ تا چہارشنبہ زمین و پنجشنبہ تا جمعہ آسمان، نیز اس جمعہ میں بین العصر والمغرب آدم علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

عرض:۔ ادنیٰ درجہ علم باطن کا کیا ہے۔

ارشاد:۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص وعوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا۔ سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص وعوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیر اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے۔ ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد و تسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا "اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَّلَا تَکُنِ الْخَامِسَ فَتَھْلِکَ" صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض:۔ کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے۔

ارشاد:۔ غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔

عرض:۔ عالم کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد:۔ عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو، اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض:۔ کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے۔

ارشاد:۔ یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض:۔ حضور مجاہدے میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد:۔ مجاہدے کے لیے کم از کم اسّی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض:۔ ایک شخص اسّی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسّی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد:۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی بعید کو قریب نہ کردے تو اس راہ کی قطع کو اسّی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کار فرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا. وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

عرض:۔ یہ تو حضور اگر کسی کا ہو رہے تو ہو سکتا ہے۔ دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دیے جائیں تو یہ بھی نہایت دقت طلب ہے اور یہ دینی خدمت[1] جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد:۔ اس کے لیے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ۔ امام ابو اسحٰق اسفرائنی جب اُنہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی پہاڑوں پر ان اکابر علما کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا کر کے مجاہدات میں مصروف تھے ان سے فرمایا یَا اَکَلَۃَ الْحَشِیْشِ اَنْتُمْ ھٰھُنَا وَاُمَّۃُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) حمایت مذہب اہل سنت ورد وہابیہ وغیرہم مرتدین۔

وسلم فِی الْفِتَنِ۔ اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے، انھوں نے جواب دیا کہ امام! یہ آپ ہی کا کام ہے، ہم سے نہیں ہوسکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

عرض:۔ کیا دنیوی تفکرات کا قلب جاری[۱] پر اثر ہوتا ہے۔؟

ارشاد:۔ ہاں دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

عرض:۔ سفر کے لیے کون کون سے دن مخصوص ہیں۔؟

ارشاد:۔ پنجشنبہ، شنبہ، دوشنبہ، حدیث شریف میں ہے۔ بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلۂ تقریر میں فرمایا) بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انھیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی اور بفضلہ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔

عرض:۔ عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبول اسلام کے وقت کیا تھی؟

ارشاد:۔ ۳۸ سال۔ اور سوائے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۲ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال۔ اگرچہ اس میں کچھ روز و ماہ کم و بیش ضرور تھی، لیکن سال وفات یہی تھا۔

عرض:۔ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل قبول اسلام کیا مذہب رکھتے تھے؟۔

ارشاد:۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا، ۴ برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانے میں لے گئے اور کہا ھٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَتُکَ الشُّمُّ الْعُلٰی فَاسْجُدْ لَهُمْ یہ ہیں تمھارے بلند و بالا خدا، انھیں سجدہ کرو۔ جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے

(۱) قلب جاری وہ قلب ہے جو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں جاگتا رہے۔

فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لاسکا باپ نے یہ حالت دیکھی، انہیں غصہ آیا انھوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے، سارا واقعہ بیان کیا، ماں نے کہا، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ یَا اَمَةَ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيْقِ اِبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ الصِّدِّيْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِيْقٌ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔ میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں اور یہ کیا معاملہ ہے۔ اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا، یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے جبرئیل امین حاضر بارگاہ ہوئے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عرض کی صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهُوَ الصِّدِّيْقُ ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں یہ حدیث 'عوالی الفرش الی معالی العرش' میں ہے اور اُس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے دست اقدس میں حضرت صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دست مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا 'هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائیں جائیں گے۔ امام اہل سنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں 'لَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ بِعَيْنِ الرِّضَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی' - ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے، ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی 'مِنْ فَضْلِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهٗ لَمْ يَشُكَّ فِی اللّٰهِ سَاعَةً' صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انھیں کبھی اللہ

میں شک نہ ہوا۔ امام عبدالوہاب شعرانی 'الیواقیت والجواہر' میں فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا 'اَتَذْکُرُیَوْمَ یوم' کیا تمہیں اس دن والا دن یاد ہے؟ عرض کی ہاں یاد ہے، اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بَلیٰ فرمایا تھا۔ بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت سے روز وفات اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں، یوہیں سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ اس بارے میں میرا ایک خاص رسالہ ہے۔ 'تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ'۔

استفتا:۔ دھوبی کے یہاں گیارہویں شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور فاحشہ کے یہاں کھانے اور اس سے قرآن عظیم تلاوت کرنے کی تنخواہ لینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں، یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے۔ ہاں فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں، وہ تنخواہ[1] اگر اس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی، اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی مال سے دے اس کا لینا قطعی حرام، البتہ اگر قرض لے کر قیمت دے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عرض:۔ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ منھ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتا عطا ہوا، اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض

---

(۱)۔ قرآن عظیم کی تلاوت پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں، نبی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اقرؤا القراٰن ولا تاکلوا بہ ہاں جبکہ خاص تلاوت پر معاہدہ نہ ہوا ہو مثلاً ایک حافظ کو ملازم رکھا اور اس کے متعلق پھر یہ کام بھی کر دیا۔ تو اب اسے تنخواہ لینا جائز ہے کہ وہ اجرت تلاوت قران کی نہیں بلکہ اس کے وقت کی اجرت ہے، یہی مقصود اعلیٰ حضرت ہے اور تعلیم قرآن بخوف ذھاب قران پر جواز اجرت کا فتویٰ متاخرین نے دیا ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو بھی جائز ہے اور محض تلاوت پر اجرت کا وہی حکم ہے۔ ۱۲)

ہوئی، اور ولادت ۱۰ ؍شوال مکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر، مطابق ۱۴ ؍جون ۱۸۵۶ء، ۱۱؍جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی، تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ ؍برس دس مہینہ چار دن کی تھی، جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے۔ والحمد للہ۔

عرض:۔ رکوع وسجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے؟

ارشاد:۔ ہاں رکوع وسجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع و سجود میں تعدیل نہ کرے ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّا نَخَافُ لَوْمُتَّ عَلٰی ذٰلِکَ لَمُتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِطْرَۃِ اَیْ غَیْرِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض:۔ کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنیٰ داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد:۔ نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کرسکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض:۔ حضور کیا جن وپری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

ارشاد:۔ ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف بہ اسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی، ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کردینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک وتعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض:۔ زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہوگیا اب کسی اور کا مرید ہوسکتا ہے۔

ارشاد:۔ تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کیے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا خدام کو لانے کا حکم فرمایا، خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا خدام کو اس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا، خادم پہلے سے اچھا لایا، انھوں نے پھر پھینک دیا، اور اس سے بھی اچھا مانگا، حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا، غرض انھوں نے اس بار بھی پھینک دیا، اور اس سے بھی اچھا مانگا، اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا، یہ سنتے ہی قلندر کا حال متغیر ہوا، راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا تھا، اس کا گوشت کھا کر آئے تھے، قلندر حضور کے قدموں پر گرا حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرما دیا اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی۔ حاضرین نے کہا، بے وقوف! جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے، یہاں تک تو تو بالکل خالی آیا تھا، کہا بے وقوف تم ہو، اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے، یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے، اس پر حضرت نے کہا یہ سچ کہتا ہے، اور فرمایا، بھائیو! مرید ہونا اس سے سیکھو۔

مؤلف:۔ ایک روز بعد نماز عصر مسجد سے تشریف لائے، اس وقت حاضرین میں مولانا امجد علی صاحب اعظمی بھی تھے، رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر ان دنوں طبع ہو رہا تھا، اس میں مولوی عبدالحی صاحب کے دو فتوے کہ قربانی گاؤ سے متعلق تھے اس رسالہ میں نقل کیے گئے تھے، اسی رسالہ کی نسبت تذکرہ ہو رہا تھا، ان فتووں کا بھی ذکر آیا،

اس پر مولانا سے فرمایا۔

ارشاد:۔ مولوی صاحب ہنود کے دھوکے میں آگئے، مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لکھ دیا، تنبیہ پر متنبہ ہوئے، یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا، بفضلہٖ بنگاہ اولین مکر مکاران پہچان لیا اور گربہ کشتن روز اول باید پر عمل کیا وللہ الحمد۔

عرض:۔ حضور ان کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اکثر اقوال متعارض ہیں اور یہ اس لیے کہ یہ اپنے فہم پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔

ارشاد:۔ ہاں اپنے فہم پر اعتماد، اور وہ بھی ائمہ کرام کے مقابلہ پر، کہیں لکھتے ہیں "وَاسْتَدَلُّوْا لِاَبِی حَنِیْفَةَ بِوُجُوْہٍ وَالْکُلُّ بَاطِلٌ" ابوحنیفہ کے لیے کئی طرح دلیلیں لائے، اور سب باطل ہیں، کہیں قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ کَذَا وَالْحَقُّ کَذَا، ابوحنیفہ نے یوں کہا اور حق یوں ہے۔ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہیں ھٰھُنَا وَھْمٌ آخَرُ لِصَاحِبِ الْکِتَابِ، یہاں کتاب والے کا ایک اور وہم ہے آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور ہے، نہ کہ اپنے کو بھولے یا ستائش مردم پر پھولے، اپنے نفس کا علم تو حضوری ہے، علما نے ابن تیمیہ کو لکھا ہے۔ عِلْمُهٗ اَکْبَرُ مِنْ عَقْلِهٖ، اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے، علم نافع وہ جس کے ساتھ فقاہت ہو، مولوی صاحب نے اپنی کتاب نفع المفتی والسائل میں جس میں خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہیں، سوال و جواب کو استفسار اور استبشار لکھا ہے، ایک سوال قائم کیا کہ جس مکان میں جانور ہو، کوئی آدمی نہ ہو وہاں جماع جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب لکھا ناجائز ہے، اس جواب سے لازم کہ مکان سے، تمام مکھیوں کو نکالے اور چارپائیاں کھٹملوں سے صاف کرے اور یہ تکلیف مالایطاق ہے، حالانکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں جو بچہ سمجھتا اور دوسرے کے سامنے بیان کرسکتا ہو اس کے سامنے جماع مکروہ ہے، ورنہ حرج نہیں، تو جب ناسمجھ بچے کے سامنے جائز ہے حالانکہ آدمی ہے، جانور کے سامنے کیوں ممانعت؟۔

مؤلف:۔ فقہائے کرام نے یہ شرط کیوں زائد کی کہ غیر سے بیان کرسکتا ہو محض سمجھنا کافی تھا اور اس پر یہ بھی الزام آتا ہے کہ گونگے اپاہج کے سامنے جائز ہو اور اسے کسی طرح

عقل تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔

ارشاد:۔ سمجھنے کے دو معنی ہیں ایک نفس حرکات کو سمجھنا یہ بچے میں قوت بیان آنے سے پہلے ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ حرکات شرم وحیا ہیں، ان کا اخفا ضرور ہے، یہ قوت بیان آنے کے بہت بعد ہوتا ہے، بیان کے لیے پہلا سمجھنا لازم ہے، اور اسی قدر ممانعت کے لیے کافی کہ خود اگر چہ اسے کوئی امر شرم وحیا نہ سمجھا مگر دوسروں سے کہہ تو سکے گا، بخلاف دوسرے معنی فہم کے کہ وہ مانع مستقل ہے، اس میں دوسرے سے بیان کی حاجت نہیں، تو جس میں دوسرے معنی کا سمجھنا ہو اس کے سامنے بدرجہ اولی مطلقا ممانعت ہے اگر چہ بیان نہ کر سکے۔

عرض:۔ حضور آج کیا پہلی تاریخ ہے؟۔

ارشاد:۔ پہلی تاریخ تھی، کل چاند ہوا آج دوسری شب ہے، تاریخ کی ابتدا وانتہا میں چار طریقے ہیں، ایک طریقہ نصاریٰ کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک، تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیات میں یہی ماخوذ ہے چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک اور یہی عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔

مؤلف:۔ حاضرین میں گائے کا گوشت کھانے کا اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا اس پر فرمایا۔

ارشاد:۔ وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض امزجہ میں گوشت بزسے نافع تر ہے بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں، اور اس کی قربانی کا تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی۔ ہندوستان میں بالخصوص شعائر اسلام سے ہے اور اس کا باقی رکھنا واجب، بعض لیڈر بننے والے کہ ہنود سے اتحاد منانے کے لیے اس کا انسداد چاہتے ہیں، بدخواہ مسلمانان ہیں، مگر عجب ہے کہ

کوئی ہندو اتحاد بگھار نے کو مساجد کے قریب بھی گھنٹہ یا سنکھ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا، یہ اتحاد کی ایک طرفہ تالی ان لیڈروں ہی کو نصیب ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے ایک صاحب نے میری دعوت کی، باصرار لے گئے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں، یہی کھانا تھا، سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گائے کے گوشت کا (کے) عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اسی دن مسوڑوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منھ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا، بات بالکل نہ کر سکتا تھا، یہاں تک کہ قراءت سر یہ بھی میسر نہ تھی، سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا، اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قراءت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا، جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا۔ بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیاں۔ میرے مجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا، یہ وہی ہے وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا، اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا، اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا. جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں، اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا، البتہ ایک بار اسے

پڑھنے کا مجھے افسوس ہے۔ مجھے نوعمری میں آشوب چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا انیس سال کی عمر ہوگی کہ رام پور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا۔ اسی زمانے میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبتی ہوئی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد، کھٹک، سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں، افسوس اس لیے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔ زکام، کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے، کھجلی کہ اس سے امراض جلد یہ جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے، آشوب چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے۔ اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا، جمادی الاولی ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا، گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا۔ اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا، ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہو وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔ یہاں اس زمانے میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سربر آوردہ تھا سینڈ رسن یا اینڈ رسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے استاد جناب مرزا غلام قادر بیگ (۱) صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے

(۱) حضرت مرزا صاحب مرحوم ومغفور اعلیٰ حضرت قبلہ کے استاد بھی تھے کہ حضرت قدس سرہ نے ابتدائی تعلیم مرزا صاحب سے کچھ دن حاصل کی اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد بھی تھے کہ بعض کتب درسیہ غالباً ہدایہ وغیرہ انھوں نے حضور پرنور مرحوم ومغفور سے پڑھیں ۱۲۔)

پندرہ دن کتاب نہ دیکھو مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمہ نزول آب ہے بیس برس بعد (خدا نا کردہ) پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا، بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا، ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا، انہوں نے بیس برس کہے تھے انھوں نے سولہ برس بعد چار کہے، مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا، الحمدللہ کہ بیس درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا، نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے، نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی، نہ انشاء اللہ تعالیٰ کمی کروں۔ یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہے جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے۔ میں اگر انھیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے تو ایک دفتر ہو۔ مجھے ارشادات حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا آخر شب میں کرب بڑھا، میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی، اَللّٰھُمَّ صَدَقَ الْحَبِیْبُ وَکَذَبَ الطَّبِیْبُ. کسی نے میرے داہنے کان پر منہ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں۔ لوگ باری باری سے میرے لیے جاگتے اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ مسواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے جب یہ دونوں چیزیں آگئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس

نہ ہوئی اس کی بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں، منہ کھل گیا، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہوگیا، دو تین روز میں بعونہ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔

مؤلف:۔ چونکہ اثنائے گفتگو میں طاعون کا ذکر تھالہذا مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب نے یوں عرض کیا۔

عرض:۔ غالباً یہ بلائیں کفار جن ہوں۔

ارشاد:۔ ہاں کفار ہیں، حدیث میں ہے "اَلطَّاعُوْنُ وَخْزُ اَعْدَائِکُمْ مِنَ الْجِنِّ" طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے، ولہذا طاعون زدہ خاص شہدا میں شامل کیا جائے گا۔

(اسی سلسلہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ) شیخ محقق عوقی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا نماز پڑھ کر تشریف لے آئے۔ پھر ظہر کے لیے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے نماز پڑھ کر چلے آئے اور اس سے کچھ نہ کہا پھر عصر کے لیے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا اب بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہوکر واپس آئے، پھر مغرب کے لیے گئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا اب فرمایا تو کیا ہے کہ اتنی مختلف حالتوں میں میں نے تجھے دیکھا ہے اس نے کہا میں وبا ہوں اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا اور اگر اس وقت دریافت فرماتے جب جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا، یوہیں اگر اس وقت بات کرتے جب میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل باقی نہ رہے گا، یہ کہہ کر غائب ہوگیا، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں اس سے سوال نہ فرمایا بیلوں میں مرگ عام ہوگئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا

تو اس کا گوشت ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا، اس میں گندھک کی بو آتی، انھیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے مادرزاد ولی تھے ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی، ایک شخص سے کہا، لکھ "فلانٌ فی الجنۃِ" یعنی فلاں شخص جنت میں ہے یوہیں نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا پھر فرمایا لکھ "فلانٌ فی النّارِ" یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے انھوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا، آپ نے پھر فرمایا انھوں نے نہ لکھا آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا انھوں نے لکھنے سے انکار کردیا اس پر آپ نے فرمایا "اَنْتَ فِی النّارِ" تو آگ میں ہے۔ وہ گھبرائے ہوئے ان کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا "اَنْتَ فِی النّارِ" کہا یا "اَنْتَ فِی جَہَنَّمَ" عرض کی "اَنْتَ فِی النّارِ" فرمایا حضرت نے ارشاد فرمایا میں اس کے کہے کو بدل نہیں سکتا اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی۔ عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے، ان کا جل کر انتقال ہوا۔ حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔

عرض: حضور میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرمادیں۔

ارشاد: تاریخی نام سے کیا فائدہ نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں، میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا، یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے حامد رضا خاں کا نام محمد ہے، اور ان کی ولادت ۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں، ایک وقت تاریخی نام میں یہ ہے کہ اسمائے حسنٰی سے ایک یا دو جن کے اعداد موافق عدد نام قاری ہوں عدد نام دو چند کر کے پڑھے جاتے ہیں، وہ قاری کو اسم اعظم کا فائدہ دیتے ہیں، تاریخی نام سے مقدار بہت زیادہ ہو جائے گی مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسمائے حسنٰی ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے، اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چوراسی بار، دونوں میں کس قدر فرق ہوا (پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں) ایک

حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ۔ ایک روایت میں ہے ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔ ایک روایت میں ہے جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

عرض:۔ جوتا پہن کر نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں۔ عالمگیری میں تصریح ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانا بے ادبی ہے۔

عرض:۔ غیر مقلدین پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔

ارشاد:۔ بعض احکام میں عرف ومصالح کے سبب تغیر وتبدل ہوتا ہے میں نے خاص اس بارے میں ایک رسالہ مسمی بنام تاریخی "جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوٰۃ بالنعال" لکھا ہے، اور اس کی ایک شرح "کمال الاکمال" کی ہے۔ (پھر فرمایا) تعظیم وتوہین عرف پر مبنی ہیں، ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے، دوسرے زمانہ میں نہیں، یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری قوم میں نہیں، مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغۂ مفرد سے خطاب ہے (انت، قلت) تو نے کہا، یہ وہاں کوئی توہین نہیں، اور ہمارے یہاں توہین ہے، یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات معظم کے وقت سر ننگا کرلے اور جوتا پہنے ہو، اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے، ادب اس میں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر پر عمامہ ہو، جب ہمارے یہاں یہ دربار بادشاہان مجازی کی توہین ہے تو دربار الٰہی کہ ملک الملوک اور حقیقی شہنشاہ سچے بادشاہ کا دربار ہے احق بالتعظیم ہے۔

عرض:۔ ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد:۔ نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا فرض اور وتر اور صبح

کی سنتیں یوں نہ ہو سکیں گے۔
عرض:۔ ریل میں ایسا موقع کم ملتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔
ارشاد:۔ مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہ تعالیٰ پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھی، قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہو سکتا ہے، ہاں بعض وقت سجدے میں دقت ہوتی ہے جبکہ قبلہ بنچ کی طرف ہو، وہ یوں ہو سکتا ہے کہ سر کو خم کر کے بنچ کے نیچے کر دے، صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہوگا مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہو جائے۔ ۴۵ درجے کے قریب تک اجازت ہے۔ ایک خط کے منتصف پر دوسرا خط عمود قائم کرو کہ دو زاویہ قائمے بنائے گا، ان دونوں قائموں کی دو خطوں سے تنصیف کر دو یہ ۴۵۔ ۴۵ درجہ کے زاویہ ہوں گے، فرض کرو خط "ج"، "سمت قبلہ" تو شمال کو "ہ" یا جنوب کو "ز" تک جھکنا مفسد نماز نہیں کہ سمت قبلہ نہ بدلے گی زیادہ میں فساد ہے۔
عرض:۔ جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ان کے اعادہ کی تو ضرورت نہ ہوگی اس لیے کہ وہ نادانستگی میں پڑھی ہیں ہاں آئندہ یوہیں پڑھنا فرض ہے۔
ارشاد:۔ جہل عدم اعادہ کا سبب نہیں ہو سکتا، جہل خود گناہ ہے، ہمارے علمانے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کر دیے اور قرآن عظیم میں فرمایا "فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو اب نہ جاننے والے کی غلطی ہے اس نے کیوں نہ سیکھا کیوں نہ پوچھا ان نمازوں کا اعادہ ضرور ہے۔
عرض:۔ پھر کس قدر کا اعادہ کیا جائے؟۔
ارشاد:۔ اتنی کہ ظن غالب ہو جائے کہ اب باقی نہ رہی ہوگی۔
عرض:۔ ایک شخص نے نماز پڑھائی مصلیٰ کج تھا نہ انہوں نے استقبال قبلہ کیا نہ مصلیٰ ہی کو ٹھیک کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

ارشاد:۔ اگر مصلے کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہو گئی اور اگر زیادہ تھا تو باطل (پھر فرمایا) بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو دو درجے جانب شمال ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانب جنوب۔ اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی کے قوسی شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی رہے کہ اگر قبلہ سے ۴۵ درجہ تک انحراف بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے کسی جز سے محاذات ہو جائے گی اگر پیشانی مستوی ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی۔ (انحراف مساجد کی وجہ بیان فرمائی) لوگوں نے یہ سمجھا کہ مغرب کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب داہنے شانے پر ہو۔ تو جو جہت محاذی وجہ ہو وہی سمت قبلہ ہے حالانکہ یہ تحقیق نہیں البتہ ہندوستان میں تقریب کے لیے کافی ہے۔

عرض:۔ عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔ مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں یا کان کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں، اور گٹوں تک دونوں ہاتھ، ٹخنوں تک دونوں پاؤں ان میں اختلاف روایات ہے ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

مؤلف:۔ ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا انھوں نے علم غیب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی نسبت سوال کیا تو فرمایا۔

ارشاد:۔ کیا آپ مطلق علم غیب کو پوچھتے ہیں یا علم ماکان وما یکون۔ جیسا سوال ہو اس کے موافق جواب دیا جائے۔

عرض:۔ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے افضل و اعلیٰ جانتا ہوں اور

حضور کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں یہ نہیں مانتا۔

ارشاد :۔ روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنی ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی) قرآن عظیم فرماتا ہے "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" اے عام لوگو! اللہ اس لیے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں! اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے، اور فرماتا ہے "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو، صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا (اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ) علمائے اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے۔ اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدھم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیے سے اور حضور کے طفیل میں۔

اصحاب صحیح بخاری ومسلم نے روایت کی "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ" میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے "وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں اور لفظ "نُرِيْ" استمرار وتجدد پر دال ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لیے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت۔ حضور کے دیے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی ابیہ وبارک وسلم کو یہ فضیلت ملی، اس کا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن، اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْعَقِيْدَةِ الْبَاطِلَةِ۔ اور لفظ كَذٰلِكَ تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے، اور تشبیہ کے لیے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے، مشبہ تو خود

قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، باقی رہا شبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہیں، مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یونہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں، اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں، جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مفاد ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے "نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شی کا روشن بیان کر دینے کے لیے اتاری تِبْيَانًا ارشاد فرمایا بَیَانًا نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیا اس طرح پر ہے کہ اصلاً خفا نہیں اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی "حَتّٰى كِدْنَا اَنْ نَّتَرَاءَى الشَّمْسَ" یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی "اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ" "اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا "اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ" میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی قَالَ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى" اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ" میں نے عرض کی کہ میں بے تیرے بتائے کیا جانوں "فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ

بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْئٍ وَ عَرَفْتُ" تو رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ صرف اسی پر اکتفانہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شی سے مراد ہر شئے متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، اور دوسری روایت میں فرمایا' فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ' اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں۔ یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لیے فرمایا کہ کبھی شئی معروف ہوتی ہے پیش نظر نہیں۔ اور کبھی شئی پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمھارے پیش نظر ہونگے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج والحمد للہ رب العلمین۔ مسلمان دیکھیں نصوص میں بلا ضرورت تاویل و تخصیص باطل و نا مسموع ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلا شبہہ یہ رویت و معرفت جمیع مکنونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے، جس میں سب ماکان و مایکون من الیوم الاول الی یوم الآخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل ولہٰذا طبرانی و نعیم بن حماد استاد امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ. بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے

تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔ اور حضور کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے، انہوں نے سچ فرمایا، اپنے مرتبہ کا اظہار کیا، ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کے مثل نہ دیکھے۔ اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعاً
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے اور فرماتے ہیں "اِنَّ بُؤْبُؤَۃَ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ" میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے، لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ" ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے، اور فرماتا ہے۔ "مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ" ہم نے کتاب میں کوئی شی اٹھا نہ رکھی، اور فرماتا ہے۔ "لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ" کوئی تر خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو، تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں، تو جس کو اس کا علم ہو بیشک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

عرض:۔ ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے؟۔

ارشاد:۔ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں دو مثل تک رہتا ہے اور یہی قول اصح ہے۔

عرض:۔ اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دو مثل عصر تو بہتر ہوگا کہ سب

اقوالِ علما جمع ہو جائیں گے۔

ارشاد:۔ ہاں اچھا ہے امام و صاحبین کے قول جمع ہو جائیں گے تمام اقوالِ علما کا جمع کرنا ناممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعد مثلین کسی نماز کا وقت ہی نہیں۔

مولوی امجد علی صاحب:۔ ظہر میں تاخیر گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدت حر جاتی رہے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔ "اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ"۔

ارشاد:۔ ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدت حر میں کمی نہیں ہوتی۔ یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح امام کی اعلیٰ دلیل ہے اور اسے واضح تر کر دیا بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے فرمایا، اَبْرِدْ، وقت ٹھنڈا کرو، پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا، اَبْرِدْ، وقت ٹھنڈا کرو، پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا، اَبْرِدْ، وقت ٹھنڈا کرو۔ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ، یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے، اس وقت نماز ادا فرمائی، خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر وقت ظہر نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہوگا یقیناً جبکہ مثل اول دیر کا نکل چکا ہو۔ قائلان مثل اول کے پاس اس حدیث صحیح سے اصلاً کوئی جواب نہیں غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخرگی کی ہے اس کا رد میری کتاب حاجز البحرین میں دیکھیے۔

عرض:۔ اگر قبل دو مثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی؟

ارشاد:۔ ہاں صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی۔

عرض:۔ کیا اعادہ واجب نہ ہوگا؟

ارشاد:۔ فرض نہ ہوگا کہ اس قول پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے اگرچہ صحیح و معتمد قول امام ہے۔

عرض:۔ تو کیا تمام مسائل اختلافیہ کا یہی حکم ہے؟

ارشاد:۔ نہیں بلکہ جس میں اختلاف فتویٰ ہے اس کا یہی حکم ہے کہ جس قول پر عمل کیا

جائے گا ہو جائے گا اور چونکہ اس میں علما دونوں طرف گئے ہیں اور دونوں قولوں پر فتویٰ دیا گیا ہے لہٰذا جس پر عمل کیا جائے ہو جائے گا مگر جو معتقد ترجیح قول امام ہے اسے احتراز چاہیے۔ حرمین طیبین میں اب کچھ برسوں سے حنفی مصلے پر نماز عصر مثل ثانی میں ہونے لگی ہے صبح کے سوا سب نمازیں پہلے مصلائے حنفی پر ہوتیں، شافعیہ نے شکایت کی کہ ہمارے لیے وقت عصر ہمارے مذہب کی رو سے تنگ ہو جاتا ہے اس پر تو یہ ہوا نہیں کہ نماز عصر مثل صبح مؤخر کر دی جائے، رکھی مقدم، اور مثل دوم میں کر دی، اس بار کی حاضری میں یہ نئی بات دیکھی، میں اور مکہ کے جلیل علمائے حنفیہ مثل مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید اسماعیل محافظ کتب حرم اس جماعت میں شریک ہوتے تو نفل کی نیت سے، پھر حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔

عرض:۔ جمعہ اگر عین زوال کے وقت پڑھا جائے تو ہوگا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں۔ کتب فقہ بحر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ جمعہ مثل ظہر ہے۔

عرض:۔ زوال کے وقت نماز کی کراہت اس بنا پر ہے کہ جہنم روشن کیا جاتا ہے اور یہ حدیث میں ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکایا نہیں جاتا لہٰذا چاہیے کہ زوال کے وقت مکروہ نہ ہو کہ مانع موجود نہیں۔

ارشاد:۔ یہ اس وقت نوافل کی کراہت میں جاری ہو سکتا ہے فرائض کے تو اول و آخر وقت مقرر ہیں اول سے پہلے باطل ہیں اور آخر کے بعد قضا مثلاً نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے، اس سے پہلے شروع کی تو نماز قطعاً نہ ہوگی، نہ یہ کہ اسے جائز کہیں کہ وہ وقت کراہت نماز کا نہیں، یوں ہی جمعہ کے دن جہنم نہ سلگائے جانے سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ وہ اوقات کراہت سے نہ رہا، نہ یہ کہ جمعہ جس کا آغاز وقت بعد زوال ہے پیش از وقت جائز ہو جائے، ہاں در بارۂ نوافل اسی حدیث کی بنا پر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روز جمعہ وقت زوال کراہت نہ مانی۔ اشباہ میں اسے تصحیح و معتمد رکھا، مگر یہ حاوی قدسی سے ہے، میرا تجربہ ہے کہ صاحب حاوی یوسفی المذہب ہیں ہر جگہ قول امام ابو یوسف کو ترجیح

تـا خُـذُ' کہتے ہیں، ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب جس پر تمام متون وشروح ہیں اطلاق منع ہے، اور یہی صحیح ومعتمد ہے۔

مؤلف: آج حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی (علیہ الرحمہ جن کو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے 'الاَسَدُ الاَسَدُ الاَشَدُّ' سے مخاطب فرمایا تھا) اور جناب مولانا مولوی حمد اللہ صاحب پیشاوری بھی دولت کدہ اقدس پر مہمان ہیں دوپہر کا وقت ہے یہ حضرات اور حضرت قبلہ دامت برکاتہم کھانا ملاحظہ فرمارہے ہیں مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب بھی حاضر اور شریک طعام ہیں بریلی کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا اس پر ارشاد ہوا کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جا بجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی "اَفَرَاَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ" کیا تم نے دیکھا یہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلکہ تو ہی اے رب ہمارے) ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کردیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لیے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پینے پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دوبار طلب فرمایا۔ ایک بار فرمائش فرمائی رات کا باسی لاؤ۔ میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا خدام کرام حاضرین بارگاہ کے لیے زورقوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کردیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں، اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں، ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو، اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو۔ دوسری صفت شیرینی، وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا، تیسری خنکی، یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے، میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں، کھانا مکان پر

کھایا جائے اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں، لہٰذا کھانا کھاتے میں پانی نہ پیتا، کھانے کے بعد مسجد کریم میں بنیت اعتکاف حاضر ہوتا، اور اس عطیہ سرکاری سے دل و جان سیراب کرتا، اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے، پانی کے لیے اعتکاف نہ ہوتا تھا، بلکہ اس کی منفعت یہ ہے، غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

عرض:۔ کھانے پینے کے لیے اعتکاف جائز ہے۔

ارشاد:۔ اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لیے کیا جائے بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے "صُوْمُوْا تَصِحُّوْا" روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے، تو یہ نہیں سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہوگی، پھر اسی حدیث میں فرمایا "حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا" حج کرو غنی ہو جاؤ گے، تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا تو جس طرح یہ دونوں اللہ ہی کے لیے ہیں اور صحت و غنا ان کے ضمنی منافع، اسی طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع، فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے۔ اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کر لے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے۔

مؤلف:۔ کھانے کے بعد ڈاک نکالنے کا حکم فرمایا، ڈاک نکالی گئی مولانا مولوی حکیم محمد امجد علی صاحب نے خطوط سنانا شروع کیے، جواب فرماتے جاتے، مولانا لکھتے جاتے، ان میں ایک خط حضرت سید شاہ نور عالم میاں صاحب صاحبزادہ سرکار خرد مارہرہ مطہرہ کا تھا انھوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مسئلہ حل طلب ہے شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا میں دریافت کرتا سو یہ دینی مسئلہ نہیں۔ دوسرے کوئی سوال آپ کے شایان شان ہوتا تو بھی مجھ کو پس و پیش نہ تھا۔ جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیا سے بہت دون وادون ہے بہر حال آپ ہی ایسے ہیں کہ ہر فن کے اکمل و مکمل آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں لہٰذا بوجود اعتقاد و امید و وثوق سودا

کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہے اور مجھ سے دریافت کیا گیا۔ یہ پیش کرتا ہوں۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا، ہر چند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی ہے مگر کیا کریں، آپ ہی ایسے ہیں جو ان مشکلات کو بھی حل فرمائیں میں تو آپ کو ہر فن میں امام اور علم الاعلام خیال کرتا ہوں خداوند تعالیٰ آپ کے وجود مسعود باجود کو زندہ سلامت و باخیریت رکھے، اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌ" اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت اور خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم صاحب کے افادہ فرمایا جائے ہم لوگ آپ ہی کے ارشاد و حل مطالب پر نظر کر رہے ہیں، ایک اعلیٰ حزین کا مطلع تو حید یہ جس کو بڑے بڑے ذہین و سخن سنج نہ حل کر سکیں گے پہلے آپ نے آن کی آن میں حل فرما دیا تھا یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے بہر حال متوقع ہوں کہ جواب سے مسرور و مفتخر فرمایئے، فقط۔

مولانا امجد علی صاحب:۔ حضور اس کا کیا مطلب ہے؟

ارشاد:۔ بہت آسان اور ظاہر ہے اچھا اس کا جواب لکھیے اور اسی ڈاک سے روانہ فرما دیجیے۔

مؤلف:۔ پھر حضرت قبلہ مدظلہ الاقدس نے یہ جواب لکھوا کر روانہ فرما دیا۔

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم۔ ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانہ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد و زہاد رکھتے ہیں شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے، شاعر کہ مذہبا سنی نہ تھا اور بدگمانی تمغائے شعرا ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور یہ ایک بے ہودہ معنی تھے، مگر اتفاقا اس کے قلم سے ایک لفظ ایسا نکل گیا جس نے اس شعر کو با معنی و پر مغز کر دیا، وہ کیا، یعنی لفظ ثابت، زنار کہ کفار باندھتے ہیں زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے، اور دانہ

سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جب تک دانہ رہے گا قائم رہے گی، یوہیں کفر دو قسم ہے، ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے، جس کی سزا خلود فی النار ہے، ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے۔ قَالَ تعالیٰ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا. كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا۔ دوسرا کفر ثابت جو ابدالآباد تک قائم رہے گا، جسے علمائے دین نے جزءِ ایمان فرمایا ہے، وہ ہے جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا۔ "اَنَا بَرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ" ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے، ہم تم سے کفر وانکار رکھتے ہیں، صحیح حدیث میں ہے، جب مینھ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل ورحمت سے مینھ ملا، اللہ عزوجل اسے فرماتا ہے، مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ' مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور نچھتر سے کفر وانکار۔ الحمد للہ طاغوت وشیطان وبت وجملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر وانکار ابد آلاباد تک قائم رہے گا، بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ ورسول سے ان کا کفر قیامت، بلکہ برزخ، بلکہ سینہ پر دم آتے ہی، جس وقت ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہوجائے گا، مگر کیا فائدہ، آٰلْئٰنَ وَ عَصَيْتَ قَبْلُ. اب معنیٰ واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جزءِ ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا، فوری جواب حاضر ہے۔

مؤلف: ۔ اس وقت وہ حافظ صاحب حاضر ہیں جنھوں نے اس وہابی خیال شخص کو پیش کیا تھا جس نے علم غیب میں کچھ دریافت کیا تھا۔

(۱) انھوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرائے کہ ان سے ان کی عزت ہو، ہرگز نہیں عنقریب ان کی عبادت سے کفر کریں گے اور ان کے مخالف ہوں گے ۱۲ منہ (۲) جو شیطان کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بیشک بڑی مضبوط گرہ تھام لی جو کبھی نہ کھلے گی اور اللہ سنتا جانتا ہے (۳) کیا اب حالانکہ پہلے تو نافرمان رہا (۴) جس کا سوال صفحہ ۲۰ میں گزر چکا ہے ۱۲۔

عرض:۔ حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ میں ہی کہنے لگا کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کیں اور اب میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد:۔ دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ حق نہ مانا، اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں، ایک شخص خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ، میرے لیے زنا حلال فرما دیجیے، صحابہ کرام نے انہیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے، حضور نے منع فرمایا، اور ان سے فرمایا، قریب آؤ، وہ قریب حاضر ہوئے اور قریب فرمایا یہاں تک کہ انکے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے اس وقت ارشاد فرمایا، کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے، عرض کی نہ، فرمایا، تیری بیٹی سے، عرض کی نہ، فرمایا، تیری بہن سے، عرض کی نہ، فرمایا، تیری پھوپھی سے، عرض کی نہ، فرمایا، تیری خالہ سے، عرض کی نہ، فرمایا، کہ تو جس سے زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں یا بیٹی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ ہوگی، یعنی جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا دوسرے کے لیے کیوں پسند کرتا ہے، دست اقدس ان کے سینہ پر مار کر دعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے، وہ صاحب کہتے ہیں، جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں، اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا، لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں، جتنا

دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے، اس کے مالک نے کہا کہ تم لوگ ٹھہر جاؤ، اس کی راہ میں جانتا ہوں، سبز گھانس کا ایک ٹھا لیکر چکارتا ہوا اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہولیا فرمایا اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

عرض:۔ حضور میرے کچھ روپے ایک صاحب پر ہیں وہ نہیں دیتے۔

ارشاد:۔ اس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا ایک مشکل خیال ہے، میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں، جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دے دیے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے۔ اس ثواب عظیم کے لیے میں نے قرض دیے ہبہ نہ کیے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

عرض:۔ حضور، حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا؟۔ سنا گیا ہے کہ اپنے اعزہ سے دس شخصوں کی۔

ارشاد:۔ ہاں اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے اور شہید پچاس شخصوں کی حاجی ستر کی اور علما بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں گے حتی کہ علما کے ساتھ جن لوگوں کو کچھ بھی تعلق ہوگا ان کی شفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لیے پانی دیا تھا کوئی کہے گا میں نے فلاں کام کر دیا تھا لوگوں کا حساب ہوتا جائیگا اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے علما کا حساب کب کا ہو چکا ہوگا اور وہ روکے جائیں گے، عرض کریں گے الٰہی لوگ جارہے ہیں، ہم کیوں روکے گئے ہیں، فرمایا جائے گا، تم آج میرے نزدیک فرشتوں کے مانند ہو، شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں، ہر سنی عالم سے فرمایا جائے گا، اپنے شاگردوں کی شفاعت کرا گرچہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔

عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس کیا ہے۔

ارشاد:۔ حضور کا علم ذات دو ہیں۔ کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن عظیم میں محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اسمائے صفات بے گنتی ہیں، علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کیے اور میں نے چھ سو اور ملائے کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں، دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔

عرض:۔ یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد:۔ ہاں۔

عرض:۔ ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لیے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ جس صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

ارشاد:۔ یہ بھی ہے (اس کے بعد بیان فرمایا) انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں اگر چہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کر سکتا ہے بہت سے آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں، علیٰ ھذا القیاس توارت و زبور میں۔

مؤلف:۔ ایک صاحب شاہجہاں پور سے حاضر خدمت ہوئے انھوں نے عرض کی میں نے سنا ہے اور بعض دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جناب اللہ تعالیٰ کے علم کریم کے برابر فرماتے ہیں مگر چونکہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس لیے میں نے چاہا کہ حضور کا شرف ملاقات حاصل کر کے اسے عرض کروں اور جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

ارشاد:۔ اس کا فیصلہ قرآن عظیم میں فرمادیا "فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ" جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں کہیں

اس کا کچھ نام ونشان ہو تو کوئی دکھادے۔ ہم اہل سنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب (۱) عنایت فرمایا رب عزوجل فرماتا ہے۔ "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں، تفسیر معالم وتفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں، اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں۔ اپنے خاتمہ (۲) کا بھی علم نہیں دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں بلکہ حضور کے لیے علم غیب کا ماننا شرک ہے اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہو سکتا۔ برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے، کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے، اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

عرض:۔ صدقہ کا جانور بلا ذبح کیے کسی مصرف صدقہ کو دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ اگر صدقہ واجبہ ہے اور وجوب خاص ذبح کا ہے تو بے ذبح ادا نہ ہوگا مگر اس حالت میں کہ ذبح کے لیے وقت معین تھا جیسے قربانی کے لیے ذی الحجہ کی دسویں، گیارھویں بارھویں اور وہ وقت نکل گیا تو اب زندہ تصدق کیا جائے گا۔

عرض:۔ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی، ماموں، چچا وغیرہ

(۱) قرآن کریم کی بکثرت آیات کریمہ مثل وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً۔ اور بہت احادیث شریفہ مثلاً فتجلی لی کل شیء وعرفت نیز کثیر اقوال ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضور کو علم غیب عنایت ہوا۔ تفصیل کے لیے خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، الدولۃ المکیۃ، مالی الحبیب وغیرہا رسائل شریفہ امام اہل سنت مجدد المأۃ الحاضرۃ دامت برکاتہم نیز وقعات السنان وادخال السنان وقصیدہ مبارکہ الاستمداد علی اجیال الارتداد ملاحظہ ہوں ۱۲ مؤلف غفرلہ۔

(۲) حضور کو معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں، اور حضور کے لیے علم غیب ماننا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے اور شیطان کا علم وسیع ہے۔ اپنے خاتمہ کا علم نہ ہونا دہلی کے ایک وہابی نے کہا تھا باقی سب کفریات براہین قاطعہ میں ہیں ۱۲۔

کھائیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ سب کھا سکتے ہیں "کُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَائْتَجِرُوْا" عقود الدریہ میں ہے۔ اَحْکَامُھَا اَحْکَامُ الْاُضْحِیَۃِ

عرض:۔ کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے؟۔

ارشاد:۔ نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

عرض:۔ زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہوسکتا ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں جائز ہے۔

عرض:۔ کیا عدت کے اندر بھی نکاح ہوسکتا ہے؟۔

ارشاد:۔ عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے۔

عرض:۔ اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت میں نکاح پڑھائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اس پڑھانے والے کے نکاح میں تو کچھ فرق نہ آئے گا، اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ اور اس پر کچھ کفارہ بھی لازم ہوگا یا نہیں؟ اور اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے اس کی نسبت بھی ارشاد ہو، پیش امام نے اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، اب مجھے مسلمان معاف فرمائیں مگر ایک مولوی صاحب نے اس سے کہہ دیا کہ تم کہہ دو "مجھے اطلاع نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا" ان صاحب کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس سے اس کا اپنا نکاح نہ گیا اور اگر عدت میں نکاح حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہوگیا بہر حال اس کی امامت جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے، یہی حکم شریک ہونے والوں کا ہے جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پیش از عدت ہو رہا ہے اس پر الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گنہگار ہوا اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا اور وہ شخص جس نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔

عرض:۔ ہندہ کے نکاح اور رخصت کو دو سال ہوئے رخصت کے بعد صرف ۲۰، ۲۵، پندرہ روز شوہر کے یہاں رہی پھر اپنے میکے چلی آئی جب سے نہ شوہر بلاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہندہ کا مہر نصف معجّل اور نصف مؤجل ہے اب شرعاً وہ نصف معجّل اور نان و نفقہ مل سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں نصف معجّل کا ابھی یا جب چاہے دعوی کرسکتی ہے اور اگر وہ شوہر کے یہاں جانے سے انکاری ہو کر نہ بیٹھی بلکہ وہاں جانا چاہتی ہے اور شوہر نہیں آنے دیتا تو نان ونفقہ کی بھی مستحق ہے مگر جتنا زمانہ گزر گیا اس کا دعوی نہیں کرسکتی جب تک کچھ ماہوار مقرر نہ ہو گیا ہو۔

(پھر ایک استفتا پیش ہوا) کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دی دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کرلیا ابھی عدت نہ گزری تھی آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور وہ حرام کا مرتکب ہوا اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں شریعت کیا حکم دیتی ہے ہم اسے سزا بھی دینا چاہتے ہیں جو شرع فرمائے وہ سزا ہم اسے دیں یا اسے برادری سے جدا کردیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلا دیں۔

ارشاد:۔ وہ نکاح نہیں ہوا حرام محض ہوا اور مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں نہ مانیں تو برادری والے انھیں قطعاً برادری سے خارج کردیں ان سے میل جول بول چال نشست و برخاست یک لخت ترک کردیں اس کے سوا یہاں اور کیا سزا ہوسکتی ہے اور جبراً کھانا ڈالنا یا جرمانہ لینا جائز نہیں۔

عرض:۔ ہمارے یہاں اب یہ رواج ہو چلا ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین ہمراہی وکیل نہیں جاتے اور قاضی بوکالت وکیل اور حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دیتا ہے یہ امر عندالشرع محمود ہے یا مردود نیز مذہب حنفی میں اس طور پر نکاح صحیح بھی ہوگا یا نہیں؟ کیا وکیل کو اپنے ساتھ دو شاہد رکھنا اور ان گواہوں کا عورت کی اجازت سننا ضروری نہیں؟ اگر بطریق اول نکاح ہوا تو سب گنہگار ہوئے یا نہیں۔

ارشاد:۔ وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا اور اس نے نکاح پڑھا دیا نکاح ہوگیا ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہوں کی حاجت ہوگی یہ تو کوئی غلطی نہیں ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور، نکاح پڑھاتا ہے دوسرا، مذہب صحیح وظاہر الروایہ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا اس میں بہت دقتیں ہیں جن کی تفصیل میرے فتاویٰ میں ہے، لہٰذا یہ چاہیے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہو اسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے۔

عرض:۔ حضور نوشہ کا وقتِ نکاح سہرا باندھنا، نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟۔

ارشاد:۔ خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج ومعمول ہیں سب ناجائز وحرام ہیں۔

عرض:۔ حضور ولیمہ کا کھانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے اور اس کا تارک کیسا ہے؟

ارشاد:۔ ولیمہ بعد زفاف سنت ہے اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ، ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دنبہ یا اگرچہ ایک دنبہ دونوں معنی محتمل ہیں اور اول اظہر۔(۱)

عرض:۔ جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب کے لیے کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ تارکان سنت ہیں مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے تارک گنہگار نہ ہوگا اگر اسے حق جانے۔

عرض:۔ حضور اگر ہندہ بوقت شیر خوارگی عمرو پسر خود بکر کو مدت رضاعت کے اندر اپنا دودھ پلائے اس کے بعد ہندہ کے تین لڑکے سعید، فاضل، سلیم پیدا ہوئے تو اب بکر کی

(۱) پہلے معنی ایک دنبہ کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی زیادہ نہ ہو تو ایک ہی دنبہ سہی، دوسرے معنی اس پر، یعنی اگرچہ پورا دنبہ صرف کرنا پڑے ۱۲ مدیر)

لڑکی سے سلیم کا نکاح جو عمرو کا برادر حقیقی ہے جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ بکر کی لڑکی ہندہ کی اگلی پچھلی سب اولاد کی حقیقی بھتیجی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔

عرض:۔ زید و بکر آپس میں چچازاد بھائی بھی ہیں اور رضائی بھی زید کے حقیقی چھوٹے بھائی کا بکر کی حقیقی چھوٹی ہمشیرہ سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ جائز ہے۔

مؤلف:۔ تحفۂ حنفیہ کی جلد پیش نظر تھی اس میں یہ مکالمہ ملا، خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کر لیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔

۲۵ / جمادی الاولیٰ روز پنج شنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقت چاشت جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ ابن مولوی سید حسن شاہ محدث رامپوری مع گرامی جناب سید نوشہ میاں صاحب و جناب مولوی سید محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل صاحب حجت قاہرہ مجدد مأتہ حاضرہ حامی اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے، اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب سے مراد جناب صدر دوم ندوہ ہیں۔

جو الفاظ دو خط ہلالی کے اندر ہیں وہ فقیر محرر سطور کے ہیں۔

میاں صاحب:۔ (بعد سلام و مصافحہ و باہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد:۔ جناب میں ان کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب:۔ میں بالقصد ایک بات آپ سے گزارش کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہو گی مگر بات ضروری ہے اور اس میں آپ کی رائے دریافت کرنی ہے۔

ارشاد:۔ میں حاضر ہوں جو فہم قاصر میں آئے اسے گزارش بھی کروں گا اگرچہ، رای العلیل علیل۔

میاں صاحب:۔ میری رائے یہ ہے کہ کسی کو برا نہ کہنا چاہیے اس لیے کہ صائب نے کہا ہے۔

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کیں زقلب بہر کس کہ دہی باز دہد

(رسالہ سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجد یہ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا یہ نصیحت اس بنا پر تھی)

ارشاد:۔ بہت بجا فرمایا، جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فرق اہل سنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش ودشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔

میاں صاحب:۔ کچھ اختلافات فروعی کی قید نہیں، زمانہ رسالت میں دیکھیے، منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے نمازیں ساتھ پڑھتے مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے۔

ارشاد:۔ ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ (ندوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا۔ "قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآاَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ" اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن "عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْہَادِ" حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا "اُخْرُجْ یَا فُلَانُ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ" اے فلاں نکل جا تو منافق ہے نماز سے پہلے سب کو نکال دیا (یہ حدیث طبرانی وابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی) مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ

ان کا ہے جنھیں رب العزت عز جلالہ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے جن کی رحمت رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میاں صاحب: ۔ دیکھیے، فرعون کے پاس جب موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کو بھیجا تو اللہ (تعالیٰ) نے فرمادیا "قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا" اس سے نرم بات کہنا۔

ارشاد: ۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ" اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت وسختی کر یہ انھیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ" بیشک تو بڑے خلق پر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مخالفان دین پر شدت وغلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب: ۔ میری مراد کافروں سے نہیں (منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے)

ارشاد: ۔ جی آپ کی بہر کس تو سب کو عام تھی، خیر، اب کوئی دائرہ محدود کیجیے۔

میاں صاحب: ۔ جو کلمۂ کفر کہے اسے ان لفظوں سے بیان کیجیے کہ میرے فلاں بھائی نے جو بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: ۔ کفریات بکنے والا بحمد اللہ میرا بھائی نہیں، اور جب اس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گرے لفظوں کی کیا حاجت کہ میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے، جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے شک ہے۔

میاں صاحب: ۔ میرے نزدیک ضرور کہنا چاہیے۔

ارشاد: ۔ جب دلیل شرعی قائم ہو ضرور صاف کہنا چاہیے۔

میاں صاحب: ۔ خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد: ۔ کیا خوب، گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے۔

میاں صاحب: ۔ یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی گمراہ ہے مگر عرف میں گمراہ بہت برا

لقب ہے۔

ارشاد:۔ داڑھی منڈانے والا کہ اسے فعل حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں۔ (کہ راہ سنت جانتا اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ شامت نفس سے اختیار نہ کی) مگر قائل کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب:۔ کوئی قائل کفریات ہو بھی، اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسمٰعیل دہلوی) کو جس کی عمر خدمت حدیث میں کٹی قائل کفریات بنا دیا۔

ارشاد:۔ سل السیوف آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے؟۔

میاں صاحب:۔ ہاں۔

ارشاد:۔ میں نے اس میں کافر لکھا ہے۔

میاں صاحب:۔ نہیں کافر نہیں لکھا۔ (الحمد للہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی زور رہے ہیں کہ تکفیر کردی)

ارشاد:۔ تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت، اور خدمت حدیث مسلم بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ

میاں صاحب:۔ اب آپ نے لکھ دیا کہ انھوں نے کہا ہے خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد:۔ جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے، یہی لفظ جا بجا دیکھ لیجیے۔

میاں صاحب:۔ یہ کون کہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد:۔ حضرت اردو زبان ہے، آپ ہی فرمایئے کہ ماننے کے معنے کیا ہیں۔

میاں صاحب:۔ بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی، حدیث کیوں پڑھتے۔

ارشاد:۔ یہ آپ اپنی نسبت کہیے، اس کے وقت میں نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری۔

مولینا حسن رضا خاں صاحب:۔ حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب:۔ بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا۔

ارشاد:۔ کیا معاذ اللہ 'مر کر مٹی میں مل جانا' بتانا گستاخی نہیں۔

میاں صاحب:۔ (انکاری لہجے میں) ہوں! کس نے کہا ہے۔

ارشاد:۔ اسمٰعیل نے۔

میاں صاحب:۔ کوئی نہیں بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد:۔ تقویۃ الایمان چھپی ہوئی ہے دیکھ لیجیے۔

میاں صاحب:۔ بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد:۔ جی رسول ہی کی شان میں کہا ہے دیکھ لیجیے نا!

سید مختار صاحب:۔ جناب میاں صاحب اس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں جن سے دل دکھتا ہے یہ (اعلیٰ حضرت قبلہ) ان کے سبب جوش میں ہیں۔

میاں صاحب:۔ مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے، جتنا چاہے مجھ پر ظلم کیے جا تیرا ظلم مجھے اوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔

ارشاد:۔ مولانا قدس سرہ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے؟۔

میاں صاحب:۔ جی مولانا نے۔

ارشاد:۔ مثنوی شریف لاؤ۔

مولوی محمد رضا خان صاحب مثنوی شریف لائے، جناب میاں صاحب کے سامنے رکھدی، میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹادی۔

ارشاد:۔ حضرت بتایئے کہاں لکھا ہے۔

میاں صاحب:۔ (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے ع

گہہ شہیدے دیدۂ از...... خر۔ خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھیے۔

ارشاد:۔ یہ فسق پر استہزا ہے (قرآن مجید میں) فرمایا "ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ" اسی حکایت کی سرخی میں ہے، جان من...... را دیدی و کدو راندیدی، جناب نے

یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے، جب ایک فاسقہ کی نسبت اکابر دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہان بددین زیادہ مستحق تشنیع و توہین ہیں۔

میاں صاحب:۔ اب آپ ہی جواپنے آپ کو عبدالمصطفیٰ لکھتے ہیں۔

ارشاد:۔ یہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی خوبی ہے رب العزت جل جلالہ نے قرآن عظیم میں جو فرمایا "وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ" اسے بھی شرک کہہ دیجیے، (حضرت امام اہل سنت نے اپنے قصیدۂ اکسیر اعظم کی شرح مجیر معظم میں تحریر فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کی ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا "كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ" میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا، اس مسئلہ کی بحث کافی اسی کتاب مستطاب میں ہے)

میاں صاحب:۔ خیر بھائی تمہیں اختیار ہے برا کہو برا سنو۔

ارشاد:۔ کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں برا کہیں تو اس کی کیا پرواہ۔ ہمارے پیشواؤں صدیق و فاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک ان کا برا کہنا نہیں چھوٹتا۔

میاں صاحب:۔ ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل؟

ارشاد:۔ ضرور حاصل ہے۔ حدیث میں فرمایا "اَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتٰى يَعْرِفُهُ النَّاسُ اُذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيْهِ يَحْذَرُهُ النَّاسُ" کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبۃ اور امام ترمذی محمد بن علی نے نوادر الاصول اور حاکم نے کتاب الکنی اور شیرازی نے کتاب الالقاب اور ابن عدی نے کامل اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن کبریٰ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کی)

میاں صاحب:۔ تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد:۔ فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب:۔ بے شک۔

ارشاد:۔ خود اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب بدمذہبوں کو جہنمی بتایا۔ "کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً" اب کیا نہ کہا جائیگا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں۔

میاں صاحب:۔ رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد:۔ حدیث کا کیا جواب۔

میاں صاحب:۔ (سکوت فرمایا)

ارشاد:۔ کیا آپ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں۔

میاں صاحب:۔ کون کہتا ہے کوئی نہیں۔

ارشاد:۔ رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب:۔ کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

مولوی سید تصدق علی صاحب:۔ چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں۔

میاں صاحب:۔ میرے دس بارہ ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی ہیں کسی نے میرے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا، کوئی ایسا نہیں کہتا۔

سید مختار صاحب:۔ حضرت وہ ضرور ایسا کہتے ہیں آپ کے سامنے تقیۃً کچھ اور کہہ دیا ہوگا۔

ارشاد:۔ حضرت اب وجہ حمایت معلوم ہوئی۔

میاں صاحب:۔ پھر بھائی تم انھیں برا کہو، وہ تمہیں برا کہیں۔

ارشاد:۔ اس کی پرواہ نہیں، ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جوابتک کہا جاتا ہے۔

میاں صاحب:۔ ایسی ہی وہ بھی کہتے ہیں۔

ارشاد:۔ آپ کے نزدیک یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں یا نہیں۔
میاں صاحب:۔ ہونگے۔
ارشاد:۔ ہیں یا نہیں؟۔
میاں صاحب:۔ ہوں گے (اللہ اللہ ضروریات دین میں بھی تامل)
سید مختار صاحب:۔ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں (تو اہل باطل اگر اہل حق کو اہل باطل کہیں اس سے اہل حق انھیں اہل باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے)
میاں صاحب:۔ تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا سنیوں نے رافضیوں کو مارا ہمارے نزدیک دونوں مردود (اللہ اللہ کفریات بکنے والے کو گمراہ نہ کہے، رافضیوں کو جہنمی نہ بتائے، مگر سنی ضرور مردود "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ")
ارشاد:۔ آپ ایسا فرمایئے مگر اہل سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔
میاں صاحب:۔ جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے دونوں مردود ہوئے (سبحان اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی و اہل جمل و اہل صفین سب پر معاذ اللہ وہ حکم ناپاک لگایا تھا "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ")
ارشاد:۔ بھلا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قرا و علما کہلاتے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔
سید مختار صاحب:۔ یہ بحث ختم نہ ہو گی اب تشریف لے چلیے اور اس جلسے کو خوشی اور خوش اسلوبی پر ختم کیجیے۔
میاں صاحب:۔ (کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے وقت) ابو بکر صدیق کو کسی نے ان کے سامنے برا کہا لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا صدیق نے فرمایا کہ قتل میرے برا کہنے والے کے لیے نہیں ہے (آگے تمۂ حدیث یوں ہے کہ "جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی شان میں گستاخی کرے' میاں صاحب یہیں تک پہنچے تھے کہ "اس کے لیے ہے" کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے سبقت کر کے فرمایا) جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہے ، معاذ اللہ' مر کر مٹی میں مل گئے'۔

حاضرین:۔ سوائے میاں صاحب سب ہنسنے لگے۔

ارشاد:۔ الحمد للہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تابع ہیں جنھوں نے خوارج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا بدمذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس نہ فرمایا۔

میاں صاحب:۔ السلام علیکم۔

(جلسہ بالخیر ختم وتمام والحمد للہ)

مؤلف:۔ حدیث میں ارشاد فرمایا "اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ" بچو تہمت کی جگہوں سے یہ امر کسی کیساتھ خاص نہیں سب مسلمانوں کو عام ہے وہ عام ہوں یا خاص ، اور ظاہر کہ اولیائے کرام مکلف ہیں تو وہ بھی مامور ہوئے، پھر انھیں اس امر کا خلاف کیوں کر جائز ہوگا، اور پھر اس صورت میں صرف تہمت کے موقع سے بچنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلاوجہ بد گمانی کا مرتکب کرنا بھی ہے، جو حرام ہے۔

ارشاد:۔ شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں سب جانتے ہیں کہ خمر وخنزیر حرام قطعی ہیں مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا "اِلَّا مَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ" بھوک یا پیاس سے جان نکلی جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں اب اگر ترک کرے تو گنہگار ہوگا اور حرام موت مرے گا بلکہ فرض ہے کہ جان بچانے کی قدر استعمال کرے یوں ہی اگر نوالہ اٹکا دم نکلا جاتا ہے اور اتارنے کو سوائے خمر کچھ نہیں، شریعت کا کلیہ قاعدہ ہے "اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ" اللہ عزوجل کے ساتھ قلب کی محافظت اہم واعظم فرائض سے ہے جب بحالت ضعف وتنگی ظرف اس کا حفظ بے ایسے کسی اظہار کے نہ بن پڑے تو یہ واجب ہوگا، حقیقت فعل سے جاہل اسے مرتکب حرام جانے گا، حالانکہ وہ ایک مباح کر رہا ہے، اور فعل سے واقف، حال فاعل سے غافل اسے موضع تہمت میں پڑتا

لوگوں کو بدگمانی میں ڈالتا یوں خلاف امر کرتا گمان کرے گا، حالانکہ وہ ادائے واجب اعظم کر رہا ہے، کیا اپنے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا حرام نہیں؟ لیکن معاذ اللہ آکلہ ہو جائے تو کاٹ ڈالا جائے گا کہ اور بدن محفوظ رہے۔ سیدنا ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اشرفیاں ملیں کنارۂ دجلہ پر ایک صاحب خط بنوا رہے تھے ان کو دیں قبول نہ کیں حجام کو دیں، کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لیے بنانا چاہا ہے، اس پر عوض نہ لوں گا شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال سے فرمایا کہ تو ایسی ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور دریا میں پھینک دیا، جاہل گمان کرے گا کہ تضییع مال ہوئی، حاشا بلکہ حفظ قلب، کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا دو صاحب سامنے تھے کسی نے قبول نہ کی اب ان کو پاس رکھتے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کر لیتا اور معصیت میں نہ اٹھاتا اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے، وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور ڈرتے ہیں کہ اس وقت آ جائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دست رس رہتی اب بتائیے سوا اس کے ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کر لیں کہ نفس کو یاس ہو جائے اور اس کے خیال سے باز آئے، یہ صفائے قلب و دفع خطرۂ غیر کی دولت کروروں اشرفیوں بلکہ تمام ہفت اقلیم کی سلطنت سے کروروں درجہ اعلیٰ و افضل ہے، کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کر کے سلطنت یہ ملی کوئی اسے تضییع مال کہہ سکتا ہے بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا یہی یہاں ہے۔

عرض: ۔ وحدۃ الوجود کے کیا معنے ہیں۔

ارشاد: ۔ وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لیے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں سب اسی کے ظل پر تو ہیں تو حقیقۃً وجود ایک ہی ٹھہرا۔

عرض: ۔ اس کا سمجھنا تو کچھ دشوار نہیں، پھر یہ مسئلہ اس قدر کیوں مشکل مشہور ہے۔

ارشاد: ۔ اس میں غور و تامل یا موجب حیرت ہے یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کچھ

ع ناک میں زخم ہونا

مثالیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یاد رہی، مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے زمین و مکان اپنی ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض۔ آفتاب کی وجہ سے تمام دنیا منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے، ان کی روشنی انہیں کی روشنی ہے، ان کی روشنی ان سے اٹھالی جائے وہ بھی تاریک محض رہ جائیں۔

عرض:۔ یہ کیونکر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

ارشاد:۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جو شخص آئینہ خانہ میں جائے وہ ہر طرف اپنے آپ ہی کو دیکھے گا، اس لیے کہ یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کے ظل ہیں مگر یہ صورتیں اس کی صفات ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی مثلاً سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی اس لیے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں ذات کی نہیں اور سمع و بصر ذات کی صفتیں ہیں سطح ظاہری کی نہیں، لہٰذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیدا نہ ہوگا۔ بخلاف حضرت انسان کہ یہ ظل ذات باری تعالیٰ ہے لہٰذا اظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔

مؤلف:۔ حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیوں کر دیکھتے ہیں، اگر ان ظلال و عکوس کو کہا جائے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں، اور اتحاد کھلا الحاد و زندقہ ہے اور اگر یہ ظلال و عکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ انہیں عدم محض میں سلاتے ہیں ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر رہا نہ نظر پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے کیا معنے وہ اس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط، یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ دیدار الٰہی سے ہم مسلمان فیض یاب ہوں گے مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رویت کیوں کر ممکن ہے جبکہ احاطہ ناممکن اگر یہ کہا جائے کہ منظور کو نظر کا محیط ہو جانا کچھ ضرور نہیں مثلاً فلک ہے کہ اس کا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تجزی سے پاک ہے میں اپنا مافی الضمیر اچھی طور پر ظاہر نہ کر سکا مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ

سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے۔

ارشاد:۔ ظلال وعکوس مرأت ملاحظہ ہیں۔ مرأت کا مرئی سے متحد ہونا کیا ضرور، علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے حالانکہ ذوالوجہ سے متحد نہیں۔ بلاشبہہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے۔ نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پر پڑ کر واپس آتی ہے۔ اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے، لہٰذا دہنی جانب بائیں اور بائیں داہنی معلوم ہوتی ہے، تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اس نے تمہیں کو، ظلال اپنی ذات میں معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں، کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں، اسلام کا پہلا عقیدہ ہے کہ حَقَائِقُ الْاَشْیَاءِ ثَابِتَةٌ نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر، فی الواقع اس مشاہدہ میں خود اپنی ذات بھی ان کی نگاہ میں نہیں ہوتی، اہلسنت کا ایمان ہے کہ قیامت و جنت میں مسلمانوں کو دیدار الٰہی بے کیف و بے جہت و بے محاذات ہوگا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" کچھ مونھ تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔ کفار کے حق میں فرماتا ہے کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ بے شک وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے۔ یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا ہے، تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں۔ بصر احاطہ مرئی نہیں چاہتی، آیہ کریمہ "لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ" کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار و جملہ اشیا کا محیط ہے، اسے بصر اور کوئی شئی محیط نہیں، فلک وغیرہ کی مثالیں اس کے بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ اسی طرح کا ہے، وہاں بمعنی عدم ادراک حقیقت وکنہ ہے، رہا یہ کہ رؤیت کیوں کر، یہ کیف سے سوال ہے، وہ اور اس کی رؤیت کیف سے پاک ہے، پھر 'کیوں کر' کو کیا دخل ہے۔

عرض:۔ ذات باری کے پرتو تو صرف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ جلد ثانی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ انبیا

علیہم الصلاۃ والسلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں اور عامہ مخلوق مظہر اسماء الٰہیہ ہے، وسید کل مظہر ذات حق ست وظہور حق دروے بالذات ست' تو تمام مخلوق ظلال ذات کس طرح ہوگی۔

ارشاد:۔ اسما مظہر صفات ہیں اور صفات مظہر ذات، اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے، اگرچہ بواسطہ یا بوسائط، شیخ کا کلام مظہر ذات بلا واسطہ میں ہے وہ نہیں مگر حضور مظہر اول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان کے لفظ دیکھیے کہ "ظہور حق دروے بالذات ست"۔

عرض:۔ دو شخصوں میں کچھ روپیہ کا جھگڑا تھا چودھری نے صلح کرادی اور مدعی کو مدعا علیہ سے روپے مل گئے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ جب چودھری تصفیہ کراتا ہے تو اپنا کچھ حق مقرر کر رکھا ہے، وہ لے لیتا ہے چنانچہ اس صلح میں بھی چودھری اپنے حق کا طالب ہوا اس نے دینے سے انکار کیا جب اس نے اصرار کیا تو اس نے سب روپے چودھری کو دے دیے چودھری نے کہا کہ میں صرف اپنا حق لونگا سب نہ لونگا اس نے کہا میں خوشی سے دیتا ہوں چودھری نے وہ سب روپے لے لیے، بعد اس واقعہ کے مدعی نے کچہری میں نالش دائر کی کہ مجھے روپے نہیں ملے، اور دو شخصوں نے جو اس واقعہ میں موجود تھے اور جن کے سامنے روپے دیے گئے تھے قسم کھا کر شہادت دی کہ اس کو روپے نہیں ملے، ان سب کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ مدعی سے چودھری کو روپیہ لینا حرام ہے ہاں اپنی خوشی سے دے تو مضائقہ نہیں، اور مدعی اور گواہوں پر توبہ فرض ہے کہ جھوٹا دعویٰ کیا اور جھوٹی گواہی دی اور جھوٹی قسم کھائی۔

مؤلف:۔ رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری نے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا، پھر جب چودھری کا بہت اصرار ہوا تو اس نے سب دے دیے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا اور وہ تو حرام ہی ہے اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ

بھی نیت رشوت ہوگی۔

ارشاد:۔ انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی نہ ہو، رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہوسکتی صحیح حدیث میں فرمایا "اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاهُمَافِی النَّارِ" رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں چودھری جو صلح ہو جانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے بلکہ ایک ناجائز اجرت ہے، جاہلان بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا۔ ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا اگر چہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں مگر شریعت مطہرہ میں زبان مظہر مافی الضمیر مانی گئی ہے وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں مصرح ہے "اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَةَ" صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی۔ فقہ میں بہت مسائل اس پر مبنی ہیں کہ خانیہ و ہندیہ و درمختار میں ہیں اور تمام کتاب حیل کی بنا ہی اس پر ہے ورنہ اصل غرض قلبی اس عقد ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی۔ درزی سے کپڑا سلوایا اور اجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اجرت واجب ہوگئی کہ اس کا پیشہ ہی دلیل اجرت ہے لیکن اگر اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا اگر چہ دوستانہ میں کہا ہو اگر چہ ایسی صورت میں غالباً یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مروت و لحاظ حتی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے قیاس سے ٹھہرا لینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تین کبیروں کی نسبت ہے ایک تو جھوٹ دوسرے دھوکہ دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی۔ تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے لہٰذا اس کا قول واقعیت پر محمول کریں گے۔

عرض:۔ حضور قسم کا کفارہ کچھ نہیں؟۔

ارشاد:۔ اس صورت میں کفارہ کچھ نہیں، توبہ ہے۔ کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جو آئندہ کے

لیے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر کھائی اور اس کے خلاف کیا گزشتہ پر قسم کھانے سے کفارہ نہیں۔

مؤلف:۔ شب جمعہ میں اعلیحضرت مدظلہ کے چھوٹے بھائی مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج ایک اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے منتقل ہو کر سلطان المعظم کے زیر اثر آگئی اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک قدیمی اسلامی سلطنت ہے جہاں بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین گزرے ہیں۔ اور جن کے برکات اس وقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز، دوکاندار اور کاروباری لوگ اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی تذکرۂ سلطنت بخارا میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے پوتے یعنی برخوردار ابراہیم رضا خاں) کے برابر تھی (دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل و وجیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے، چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔ ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ تو رضا علی کا کون ہے، میں نے کہا، پوتا، فرمایا، جبھی، اور فوراً تشریف لے گئے۔

عرض:۔ نماز فرض سے قبل کی سنتیں نہ ملنے سے کیا وہ قضا ہو جاتی ہیں۔

ارشاد:۔ اپنے وقت سے قضا سمجھی جائیں گی نہ وقت نماز سے۔

عرض:۔ کیا ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے۔ جو ہاتھوں کے باندھنے میں اختلاف ہے کہ بعض سینہ پر اور بعض ناف پر باندھتے ہیں۔

ارشاد:۔ خربوزہ کھائیے فالیز[ع] سے کیا غرض اس میں نہ پڑیئے جو کچھ ائمہ نے فرمایا مطابق شرع ہے ہر ایک کو امام کی تقلید چاہیے۔

ع خربوزے کا کھیت

عرض:۔ حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟

ارشاد:۔ درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا هُوَ اَهْلُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ"۔

حصول زیارت اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کے لیے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو، آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از او غیر او تمنائی

پھر ایک مسئلہ معمولی پیش ہوا جس کے آخر میں لکھا تھا کہ جواب بحوالہ کتب ارقام فرمایا جائے۔

ارشاد:۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی استفتا پیش ہوتے تھے جن کے جواب فرما دیے جاتے تھے حوالۂ کتب وہاں کہاں تھا، اور آج کل مدلل مفصل صفحہ سطر دریافت کرتے ہیں حالانکہ سمجھتے کچھ بھی نہ ہوں۔

عرض:۔ حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے اس کے واسطے کون سا دن مناسب ہے؟

ارشاد:۔ اس کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی

حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر حاجت کے لیے ارشاد فرمایا ہے؟

ارشاد:۔ ہاں جائز حاجت ہونا چاہئے۔

عرض:۔ "الم" کے پارے میں ایک جگہ "عَذَابٌ عَظِیْمٌ" آیا ہے اگر نماز میں "اَلِیْمٌ" پڑھا، ہو جائے گی یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں ہو جائے گی نماز اس غلطی سے جاتی ہے جس سے معنے فاسد ہو جائیں۔

عرض:۔ نماز میں اگر بسم اللہ شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ بلا قصد نکل جائے تو خیر، ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض:۔ دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایام بارش میں ایک شہید ہو گئی اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد:۔ ناجائز ہے حتی کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے مسلمانوں پر دونوں کا بنانا اور آباد کرنا فرض ہے۔ اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

عرض:۔ حضور مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ جہنم کا مستحق ہے۔

عرض:۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار کر رکھے یہ جائز ہے یا ناجائز۔

ارشاد:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ"، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔ قبر تیار رکھنے کا شرعاً کوئی حکم نہیں البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور قبر ہمراہ نہیں جا سکتی۔

عرض:۔ جمعہ و عیدین کا خطبہ مع بسم اللہ جائز ہے۔

ارشاد:۔ اعوذ باللہ آہستہ پڑھے، اس کے بعد خطبہ پڑھے۔

عرض:۔ اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اتار لے کہ دردسر کا

گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ خیر۔مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اتارے ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے (اسی بیان میں ارشاد ہوا کہ) دردِسر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتے تھے۔ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِ سر ہوا، آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزاردی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتا تھا، اللہ اکبر! یہاں یہ حالت ہے کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں پھر فرمایا ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موضع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے، لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کرجاتا ہے جس سے باذنہ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے، الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت و دردِ سر رہتا ہے۔

عرض:۔ حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا۔

ارشاد:۔ ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی، انھوں نے کہا واقعہ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ، حکم نہیں مگر اللہ کے لیے۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا، زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کردے گا۔دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب و امداد و غیرہما میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعویٰ ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے امیر المومنین نے ان کے

قتل کا حکم فرمایا، امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے باایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا، عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے امیر المومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس اس پار نہ جانے پائیں گے، سب اسی طرف قتل ہوں گے، جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقوے وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ دفع کرنے کے لیے فرمایا، تلاش کرو اگر ان میں ذو الثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا، امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا، کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا امیر المومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے، ہرگز نہیں، ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا "حَتّٰی یَخْرُجَ اٰخِرُھُمْ مَعَ الدَّجَّالِ" یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانے میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں "تُحَقِّرُوْنَ صَلَاتَکُمْ عِنْدَ صَلَاتِھِمْ وَصِیَامَکُمْ عِنْدَ صِیَامِھِمْ وَاَعْمَالَکُمْ عِنْدَ اَعْمَالِھِمْ" تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو، ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو "یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَایُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ" قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا "یَقُوْلُوْنَ مِنْ

قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ" بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو، یا مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ "يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ" دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے "سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ" ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے "مُشَمَّرِىْ الْأُزُرِ" گھٹنی ازاروں والے، ان کے پیشوا ابن عبد الوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انھیں دور کر یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمھارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا اور اب وہابیہ کو دیکھیے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پائچے والے ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ) غزوہ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیے گئے علما فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہولیے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا، اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے، حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر، قسم ہے اس کی جس نے

حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں، دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں، اور لوح و قلم کے تمام علوم ماکان و ما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِکَ وَصَحْبِکَ وَبَارَکَ وَکَرَّمَ۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور جا کر دیکھا کہ وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا ارشاد فرمایا، کون ہے کہ اسے قتل کرے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انھیں بھی وہی واقعہ پیش آیا، حضور نے پھر ارشاد فرمایا، کون ہے کہ اسے قتل کرے، مولیٰ علی اٹھے اور عرض کی کہ یارسول اللہ، میں، فرمایا ہاں تم اگر تمھیں ملے، مگر تم اسے نہ پاؤ گے، یہی ہوا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری ومعنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے اس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے، جب تک ان کا غلام نہ ہولے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی ولہٰذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ ورسول پر اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔ یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفےٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مؤلف:۔ ایک روز مولوی سعید احمد بن مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی اعلیٰ حضرت مدظلہ سے آکر دست بوس ہوئے اور قربانی کی کھال کے بارے میں دریافت کیا کہ مدارس میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ بلاشبہ ان کا صرف مدرسہ میں جائز ہے۔ مولوی صاحب نے صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا کہ ان کے نزدیک قربانی کی کھال بیچنے سے اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہو جاتا ہے اور صدقات واجبہ کا مصرف مصرف زکوۃ ہے اور مصرف زکوۃ میں تملیک فقرا شرط ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ تمول کے لیے بیچے کہ وہ بوجہ تقرب صالح تمول نہ رہی بخلاف اس صورت کے کہ فی سبیل اللہ مصارف خیر میں صرف کے لیے بیچے کہ یہ بھی قربت ہے اور یہاں قربت ہی مقصود ہے علاوہ بریں مدارس میں دینا بیچ کر ہی ضرور نہیں، اکثر کھالیں مدارس میں بھیج دیتے ہیں اور کھال تو غنی کو بھی دے سکتا ہے پھر مدرسۂ دینیہ نے کیا قصور کیا ہے، اس وقت مولانا حسنین رضا خاں صاحب بھی حاضر خدمت تھے انھوں نے عرض کی کہ جب صدقات واجبہ میں تملیک شرط ہے تو زکوۃ اور ایسے صدقات مدارس میں کیونکر صرف کیے جاسکیں گے۔

ارشاد:۔ مہتمم کو چاہیے کہ زکوۃ وصدقات واجبہ کی رقوم سے ضرورت پر طلبا کو کتابیں خرید دے اور انھیں مالک بنادے، یا یہ کہ جو کھانا طلبا کو مدرسہ سے بطریق اباحت دیا جاتا ہے طلبا کو پہلے روپیہ دیکر مالک بنادے پھر وہ روپیہ مہتمم کو واپس کریں اور کھانے میں شریک ہوجائیں، البتہ مدرسین کی تنخواہ وغیرہ میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں۔

عرض:۔ حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں

سفر کر رہا ہے اور تنگیٔ جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے ورنہ کچھ دشوار نہیں جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اس کی تعظیم کا خیال رکھے گا۔

عرض:۔ وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے؟۔

ارشاد:۔ غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں، یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں اس کے بعد کراہت ہے کہ اسوقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگتی ہے۔

عرض:۔ ایک شخص نے نماز میں سورہ زلزال، وعادیات" پڑھیں اور 'اثقال' اور 'تحدث' کی ث کو س کے مخرج سے ادا کیا اور اوحی کی ح کو ہ اور ضبحاً کے ض کو د مفخم بھی نہیں پڑھا بلکہ صریح دبھاً پڑھا اور حصل کے ص کو مشابہ س تو اس صورت میں اعادہ نماز کا ہوگا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نماز نہ ہوئی پھر پڑھے۔

عرض:۔ بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضور دنیوی مکروہات نے ایسا گھیرا ہے کہ روز ارادہ کرتا ہوں آج قضا نمازیں ادا کرنا شروع کردوں گا مگر نہیں ہوتا، کیا یوں ادا کروں کہ پہلے تمام نمازیں فجر کی ادا کرلوں، پھر ظہر کی پھر اور اوقات کی تو کوئی حرج ہے، مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئیں ہیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟

ارشاد:۔ قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہے، نہ معلوم کس وقت موت آجائے، کیا مشکل ہے، ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین، عشا کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع وغروب وزوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے، اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا کی، یا

سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے کاہلی نہ کرے، جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا، نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی، ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے، اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لیے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے ''الحمد شریف'' کے تین بار 'سبحان اللہ' کہے اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار 'سبحان ربی العظیم' اور 'سبحان ربی الاعلیٰ' پڑھ لینا کافی ہے، تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ''۔ وتروں میں بجائے دعائے قنوت 'رَبِّ اغْفِرْلِیْ' کہنا کافی ہے، طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کر سکتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں، اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجیے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا ''قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ'' جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستے میں موت آ جائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا، یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا

وہاں نیت دیکھتے ہیں سارا دارومدار حسن نیت پر ہے۔
عرض:۔ حضور جب رسل و ملائکہ معصوم ہیں تو ان کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ کر ایصال ثواب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
ارشاد:۔ اول تو علیہ الصلوٰۃ والسلام ایصال ثواب نہیں بلکہ اظہار تعظیم ہے اور ان پر نزول درود وسلام کی دعا اور ہو بھی تو ملائکہ ورسل زیادت ثواب سے مستغنی نہیں۔ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل فرمارہے تھے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے سونے کا مینھ ان پر برسایا آپ چادر مبارک پھیلا کر سونا اٹھانے لگے ندا آئی اے ایوب، کیا ہم نے تمہیں اس سے غنی نہ کیا عرض کرتے ہیں بے شک تو نے غنی کیا ہے لیکن تیری برکت سے مجھے کسی وقت غنا نہیں۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک صاحب سادات کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غربت وافلاس کے شاکی رہتے۔ ایک مرتبہ بہت پریشان آئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے فرمایا نہیں میں نے کہا حضرت امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جن کی آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا اے دنیا کسی اور کو دھوکہ دے میں نے تجھے وہ طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں، پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے، سید صاحب نے فرمایا، واللہ میری تسکین ہوگئی وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔
مولوی عبدالرحمن صاحب بہاری جے پوری: حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔
ارشاد:۔ لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۹۹ بلاؤں کو دفع کرتی ہے، ان میں سب سے آسان تر پریشانی ہے اور ساٹھ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روز پی لیا کریں۔
عرض:۔ برکت رزق کی کوئی دعا حضور ارشاد فرمائیں میں آج کل بہت پریشان ہوں۔
ارشاد:۔ ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ

پھیرلی، فرمایا، کیا تمہیں وہ تسبیح یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر، طلوع فجر کے ساتھ سو بار کہا کر 'سُبْحَانَ اللّٰهِ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی کہ میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں، کہاں رکھوں۔ اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے۔ جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجیے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔

مؤلف:۔ مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا اس پر فرمایا۔

ارشاد:۔ ان کی تعمیر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام[۱] سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی۔ نوح علیہ السلام کی امت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے پہلی رجب تھی، بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا، بحکم رب العالمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی، اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے، جس میں دو نبی تھے (حضرت نوح وآدم علیہما السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا تیس ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس

---

[۱] یہاں ناقلین سے کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے کیونکہ اسی کی تفصیل میں اگلے صفحہ پر ہے 'تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ انکی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے۔" حضرت علی کے قول سے حضور اعلیٰ حضرت نے جو حساب فرمایا ہے اس کے اعتبار سے عبارت کچھ یوں ہونی چاہیے۔' ان کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام سے بھی قبل آج سے تقریباً چودہ ہزار برس پہلے ہوئی۔ واللہ اعلم عند اللہ تعالیٰ۔ (ف)

کا "سوق الثمانین" نام رکھا یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے۔ اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد و مینارہ باقی رہ گئی تھیں، جنھیں کچھ نقصان نہ پہنچا اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی۔ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے انھیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے "بُنِیَ الْھَرَمَانِ وَالنَّسْرُ فِیْ سَرَطَانٌ" یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی، نسر دو ستارے ہیں نسر واقع و نسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع مراد ہوتا ہے، ان کے دروازے پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اس کے پنجے میں گنگچہ۔ جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے، مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی، جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینہ ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے، اور اب برج جدی کے سولہویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجہ سے زائد طے کر گیا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ انکی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے، لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی تھی۔

عرض:۔ حضور انھیں ۸۰ رانسانوں کی اولاد ہو کر دنیا بڑھی؟

ارشاد:۔ پس ماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی، صرف حضرت نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے، قرآن عظیم فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِیْنَ، اسی لیے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں۔

عرض:۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار برس قیام فرمایا؟

ارشاد:۔ نہیں بلکہ تقریباً سولہ سو برس تک تشریف فرما رہے۔

ے دونوں حساب میں جو فرق ہے وہ قمری اور شمسی سال کا فرق ہے (ف)

عرض:۔ حضور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر بھی حج فرض ہوا تھا؟۔
ارشاد:۔ ان پر فرضیت کا حال خدا جانے، انبیا علیہم الصلاۃ والسلام حج کرتے رہے،
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جا رہا تھا جب کعبہ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا
اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے
گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا نہ رو میں تیرا حج اپنے بندوں پر
فرض کر دوں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرندا اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے
روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے شوق میں۔ اور تجھ میں نبی آخر
الزمان کو پیدا کرن گا جو مجھے سب انبیا سے زیادہ پیارا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عرض:۔ غُرور بالفتح اور غُرور بالضم میں کیا فرق ہے؟۔
ارشاد:۔ غَرور بالفتح فریبی اور غُرور بالضم فریب۔
عرض:۔ زید اپنے عیال و اطفال کو اپنے بھانجے یا بھتیجے کی نگرانی میں چھوڑ کر خود باہر چلا
گیا، اس کے چلے جانے کے بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا، اس کی اطلاع خاوند کو دی گئی، اس
نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ جب واپس آیا تب بھی محض خاموش رہا، نہ کچھ کہا نہ سنا،
اور پھر باہر چلا گیا، پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کی خبر کی اطلاع دینے پر اس نے جواب لکھا
کہ تم میری عورت پر تہمت لگاتے ہو، اس صورت میں اولاد حرامی ہوگی یا نہیں؟۔
ارشاد:۔ تاوقتیکہ چار مرد مسلمان آزاد عادل گواہان ثبوت اس طرح دیکھنے کی گواہی نہ
دیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی ان کی شہادت شریعت مطہرہ میں قابل سماعت نہ ہوگی۔
عرض:۔ حضور عہد رسالت میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے یا نہیں؟۔
ارشاد:۔ عہد رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہیں ہوا، البتہ دوبار یہ ہوا
کہ مجرموں نے خود اقرار کرلیا۔ پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، دوسرا ایک صحابیہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا، دونوں مجرم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار
ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں دونوں کو سنگسار کیا گیا، جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا فرمایا تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا جب وہ بھاگا تھا اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو، صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ برے الفاظ فرمائے، اس پر ارشاد ہوا برا نہ کہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے، اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا، اور سزا کی خواستگار ہوئیں، ارشاد فرمایا، تیرے پیٹ میں حمل ہے، بعد وضع حمل آنا، بعد فراغ حمل بچے کو لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں، فرمایا اس کو دودھ پلاؤ، یہ ارشاد عالی سن کر وہ بی بی واپس ہو گئیں اور بعد دو برس بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، عرض کی، حضور اب یہ روٹی خود کھاتا ہے بچہ لے کر رجم فرمایا۔

عرض:۔ کیا حضور حد شرعی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ارشاد:۔ حد سے پاک ہو جاتا ہے اور قصاص سے نہیں ہوتا۔ خون ناحق کرنے والے پر تین حق ہیں ایک مقتول کے اعزا کا، دوسرا مقتول کا، تیسرا رب العزت تبارک وتعالیٰ کا، جن میں سے اعزا کا حق قصاص لینے سے ادا ہو جاتا ہے اور دو حق باقی رہتے ہیں۔

عرض:۔ اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا نماز پڑھی جائے۔

ارشاد:۔ ہاں۔ جیسے خودکشی کرنے والے کی، اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا ان کے جنازہ کی نماز نہیں۔

عرض:۔ ایک صاحب نے ایک وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازے کی نماز انھیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

عرض:۔ اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے کوئی حرج نہیں اس

صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد:۔ خلاف سنت ہے، امام کو سمجھانا چاہیے، نماز ہوگئی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا، ابتداءً اکثر ستون کے سہارے سے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض:۔ حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لیے کتنا فاصلہ درکار ہے۔

ارشاد:۔ خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائی تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے کچھ آگے بڑھتی ہے، میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے، یہاں تک نکلنا مطلقاً جائز نہیں، اس سے باہر باہر صحرا اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک سامنے سے نہیں جاسکتا، فقہائے کرام نے جس کو بڑی مسجد فرمایا ہے یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک ربع چار ہزار ستون پر ہے بڑی مسجد ہے یا مسجد حرام شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے (اسی سلسلہ بیان میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر لا الہ الا اللہ کہہ دے، اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹا دے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھا لے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گود میں لے کر نماز پڑھی ہے، اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حامل نجاست ہے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حامل نجاست ہوا۔

عرض:۔ جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جاسکتا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر مدعی نبوت سے اس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لیے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہو

گیا (اسی تذکرہ میں فرمایا کہ) مباحثہ میں لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ جو ساکت ہو جائے گا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کر لے گا یہ سخت حرام اور اشد حماقت ہے ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہو جائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں ہم انسان ہیں اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔

مؤلف:۔ اس وقت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفرالدین صاحب اور مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی اور مولوی احمد علی صاحب و مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہل سنت و مدرس مدرسہ اہلسنت و مولانا مولوی امجد علی صاحب مدرس مدرسہ اہلسنت و مہتمم مطبع اہلسنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ انجمن کے آریہ ناریہ کے مقابل جلسے ہو رہے تھے یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور واپس آئے تھے۔ رام چندر مناظر آریہ کی چرب زبانی اور بے حیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا بے حیائی سے کچھ نہ کچھ بکے ضرور جاتا ہے اس پر ارشاد فرمایا سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو اس کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائے گا جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے برابر جواب دے رہا ہے انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کر دے بے حیا کفار اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی یہاں تک کہ منھ پر مہر فرمائی جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا بول چلو، اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہئے کہ مکرنے، بدلنے، بچلنے کی گلی نہ رہے، بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل میں گفتگو کر بیٹھتے ہیں۔ وہابی، غیر مقلد، قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو انھیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے ان سے یہی کہا جائے کہ پہلے تم اسلام کے دائرہ میں آلو اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کر لو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا۔

عرض:۔ مصافحہ واپسی کے وقت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے؟

ع بدکنا، بہکنا، گم ہونا۔

ارشاد:۔ نہیں اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آپس میں ملتے مصافحہ فرماتے اور جب رخصت ہوتے معانقہ کرتے۔

عرض:۔ معانقہ ایک جانب یا دونوں جانب سے کرے۔

ارشاد:۔ ایک طرف سے بھی ہو جائے گا لیکن عرب شریف میں دونوں طرف سے کرتے ہیں۔

عرض:۔ نماز جمعہ یا عیدین یا بعد صلاۃ پنج گانہ مصافحہ کرنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ جائز ہے نسیم الریاض میں ہے۔ اَلْاَصَحُّ اَنَّھَا بِدْعَۃٌ مُبَاحَۃٌ.

عرض:۔ اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضہ منورہ کی طرف منہ کر سکتا ہے؟

ارشاد:۔ خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف مونھ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے البتہ خطبہ میں اگر کلمہ شریف خطیب پڑھے تو رفع سبابہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عرض:۔ گناہ صغیرہ و کبیرہ میں کیا فرق ہے؟۔

ارشاد:۔ گناہ کبیرہ سات سو ہیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ و کبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے، وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جس گناہ کو ہلکا جان کر کرے گا وہی کبیرہ ہے۔ ان کے امتیاز کے لیے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ، جو گناہ بیباکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

عرض:۔ کون کون عورتیں غیر محرم کے یہاں جا سکتی ہیں۔

ارشاد:۔ مریضہ، غاسلہ، قابلہ کا غیر محرم کے یہاں جانا جائز ہے۔

عرض:۔ لا مذہب کو مسلمان کرنے کا کیا طریقہ ہے؟۔

ارشاد:۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اللہ ایک ہے آسمان سے پانی

اتارنے والا ایک اللہ ہے زمین سے کھیتی اگانے والا، ایک اللہ ہے جلانے والا، ایک اللہ ہے مارنے والا، ایک اللہ ہے روزی دینے والا ایک اللہ ہے ایک اللہ کی پوجا ہے اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں، اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لیے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہیں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے میرا دین مسلمانوں کا دین ہے مسلمانوں کا دین سچا ہے مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض:۔ وسوسہ کے دفع کے لیے کیا پڑھے۔

ارشاد:۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. پڑھنے سے فوراً وسوسے رفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کہنے سے دور ہو جاتے ہیں۔

عرض:۔ اگر ریا کے لیے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں؟

ارشاد:۔ (معاذ اللہ) فقہی نماز روزہ ہو جائیگا کہ مفسد نہ پایا گیا ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا روز قیامت اس سے کہا جائے گا، او فاجر، او غادر، او خاسر، او کافر! تیرا عمل حبط ہوا، اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لیے کرتا تھا، یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

عرض:۔ تبارک بعد مرنے ہی کے ہو سکتا ہے یا زندگی میں بھی کر سکتا ہے اور مقدار رسوا من صحیح ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ ہر سال کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو، اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے

اللہ کے لیے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں، بلکہ مقرر کر کے موقوف نہ کرنا چاہیے، اس کے فوائد بے شمار ہیں اس میں سورہ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے اس سورہ کریمہ کے برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانے والی کوئی چیز نہیں اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہو جاتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ، یہ مجھے پڑھتا تھا، فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے تو فرماتی ہے کہ ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اس کے پاس نہ آنا اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لیے ایسا جھگڑتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے تو عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اسے نہ بخشا، اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب میں سے چھیل دے اس پر ارشاد باری ہوتا ہے جا ہم نے اسے بخشا وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لیکر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے مجھے آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو نہ تھا پھر بچھونے بچھاتی ہے اور تکیہ لگاتی ہے فرشتے بحکم رب العالمین واپس جاتے ہیں۔

عرض: حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔

ارشاد: کلمۂ طیبہ ستر ہزار مرتبہ مع درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے دونوں کے لیے ذریعۂ نجات ہوگا اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا، اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو ثواب ہوگا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعۃً رونے لگا وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری

ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لیے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمۂ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا، آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا، فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جا رہے ہیں، شیخ ارشاد فرماتے ہیں اس حدیث کی تصحیح مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔

عرض:۔ عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی؟۔

ارشاد:۔ روح و جسم دونوں پر، یونہیں ثواب بھی، حدیث میں ہے ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر اس تک جا نہ سکتا تھا اتفاقاً ایک اندھے کا اس طرف سے گزر ہوا کہ باغ میں جا سکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے اس صورت میں کون مجرم ہوگا دونوں ہی مجرم ہیں اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

عرض:۔ ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں؟۔

ارشاد:۔ صرف ایک روح ہے، اگر مسلمان ہے تو علیین میں اور کافر تو سجین میں جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہے اس کی بات سنتی سمجھتی ہے مرنے کے بعد روح کا ادراک بیشمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی، شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں، روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے روح بصر کو دیکھو کوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتے ہی زمین سے فلک ثوابت تک پہنچتی ہے جو یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے حدیث میں روح زندہ و مردہ کی مثال پرند کی فرمائی کہ جب تک پنجرے میں بند ہے اسی کے لائق پر کھول سکتا ہے جب قفس سے نکال دو پھر اس کی اڑان دیکھو۔

عرض:۔ قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے؟۔

ارشاد:۔ اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کر دیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کریں اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگرچہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی جگہ اور نہ مل سکے اور یہ قبر پرانی ہو چکی تو مجبوراً جائز ہے۔

عرض:۔ داڑھی منڈانا اور کتروانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟۔

ارشاد:۔ کتروانا یا منڈانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسق معلن ہو جائے گا۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اگر اعادہ نہ کیا گناہ گار ہوگا۔

ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے، رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں۔ ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں، میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جاں فشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں، مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے، خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ. زمین کے خزانے میرے ہاتھ دے دے بیشک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں

بفضل ورحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتا اور رد وہابیہ کے دونوں کامل فن دونوں نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پایئے گا، غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا، میں تو ہر شخص کو بہ طیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں، سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدّ امجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا صدقہ وعطیہ ہے۔ آپ یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پایئے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں طبیعت اخاذ ہیں طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔ اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا۔ اور کب غروب۔ بہت سی عمر گزر گئی تھوڑی باقی ہے جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کر لیں سَلُوْنِی قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِی حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے۔ اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا قول بالکل صحیح ہے، ع۔ قدر نعمت پس از زوال بوذ" پھر لینے والے کو یہ چاہیے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگر چہ کمالات سے بھرا ہوا ہو اپنے تمام کمالات کو دروازہ ہی پر چھوڑے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا تو، ع۔ "اناء کہ پر شد دگر چوں برد"۔ بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جا سکتی۔ اور آج کل تو حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے اس زمانہ میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ آخیرین سپرد ہوا، یہ کوئی آسان کتاب نہیں، جب انھوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلا لیا کیجیے اور وہاں تنہائی میں مجھے پڑھا دیا کیجیے، کسی کو معلوم نہ ہو، میں نے کہا مولانا ہدایہ آخیرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو

مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ ایک صاحب یہیں کی فتوی نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیج دیا میں نے اصلاح دے کر بھیج دیا ایک روز ان سے کہا گیا مولانا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح لے لیا کریں انھوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی اس بندۂ خدا کے نام افریقہ اور امریکہ تک سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انھیں کے نام استفتے بھیجتے، اس زمانہ میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا سید حافظ اسماعیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لیے کرم فرمایا تھا ان کے سامنے ان کا تذکرہ ہوا فرمایا ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے، اب بی اے پاس کرنے کی فکر میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا، ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کا شانۂ اقدس سے تشریف لاتے اور فرماتے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی، میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا، یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَایَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے، اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انھوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علما کے ساتھ ایسا ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں، ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لیے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلۂ علما و قراء سبعہ میں سے ہیں) عرض کیا۔ فرمایا، میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں حاضر ہو جایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو، فرمایا، یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے بادشاہ غضبناک ہو کر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا او بے ادب خدا نے دو ہاتھ کس لیے دیے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔ ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ خزیر کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے، جب آفتابہ[1] اور چلیچی[2] ہاتھ دھونے کے لیے لائی گئی تو چلیچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لیکر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں، کہا ہارون، کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ آپ کی عزت کرے، ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لیے یہ کیا تھا۔

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے بادشاہ ان کی تعظیم کے لیے سرو قد کھڑا ہوتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کیا یا امیر المومنین رعب سلطنت جاتا ہے جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے۔

[1] لوٹا [2] وہ برتن جس میں ہاتھ دھویا جائے

یہی وجہ تھی کہ انکا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجۂ اتم تھا سلاطین نصاری ان کا نام لیے تھراتے تھے تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمراں تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج نہ حاضر کیا ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رخ بنایا تھا یہ تحریر لیکر ایلچی جب حاضر دربار ہوا وزیر کو حکم ہوا سناؤ وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں فرمایا لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا لا مجھے دے اور یوں لکھا یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے جواب وہ نہیں جو تو سنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا اس نے بہت گریہ وزاری کی ہاتھ پاؤں جوڑے خراج دینے کا وعدہ کیا چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی اس نے پھر سرتابی کی فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا، ایسے جبار بادشاہ کی علما کے ساتھ یہ طرز تعظیم تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

عرض: ۔ بندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے۔

ارشاد: ۔ ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ چار قسم ہیں۔ سجدۂ نماز، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو، سجدۂ شکر۔

عرض: ۔ سجدۂ شکر مسنون ہے یا مستحب؟۔

ارشاد: ۔ سنت مستحبہ ہے، جس وقت ابو جہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا سجدۂ شکر فرمایا

عرض:۔ اس لعین سے بھی قلب اقدس کو بہت تکلیف پہنچی؟

ارشاد:۔ یہ ان بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے، کسی کے سر پر بجلی گری، کسی پر پتھر برسے، غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثا پر نازل ہوئے ایک مرتبہ عاس سفر کو گیا تکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا جبرئیل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور اس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کیا وہ چلاتا تھا، ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے، اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا، یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ قیامت کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز و کریم کہا کرتا یعنی عزت والا اکرم والا، داروغۂ دوزخ کا حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مارو جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا سر میں ہو جائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا، اور اس سے کہا جائے گا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ. چکھ تو تو عزت و کرم والا ہے۔ ہر کافر کو یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب منہ کے قریب آئے گا منہ اس میں گل کر گر پڑے گا اور جب پیٹ میں اترے گا آنتوں کے ٹکڑے کر دے گا اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس[1] کے مارے اونٹ بھوک سے بے تاب ہوں گے تو خار دار تھوہڑ کھولتا ہوا چرخ دیے ہوئے تانبے کی طرح ابلتا ہوا کھلائیں گے، جو پیٹ میں جا کر کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا، انواع انواع کے عذاب ہوں گے، ہر طرف سے موت آئے گی اور مریں گے کبھی نہیں، نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی یہی حال تمام رافضیوں، وہابیوں، قادیانیوں، نیچریوں تمام مرتدین کا ہے، جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا وہ بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا اس نے مجھے بہکایا اس پر دونا عذاب کر، رب العزت فرمائے گا سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں۔ اور ناریوں کے جسم ایسے بڑے بڑے ہوں گے جن کی ایک ایک داڑھ

[1] وہ پیاس جو نہ بجھے دھوپ کی شدت سے [2] کانٹے دار زہریلا پودہ [3] قلعی کیا ہوا۔

مثل کوہ احد کے۔

عرض:۔ مسجد میں کپڑا سینا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر اجرت پر سیتا ہے تو ناجائز ورنہ کوئی حرج نہیں۔

عرض:۔ کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟۔

ارشاد:۔ داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے ہاتھ سے توڑنا چاہیے، ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔

عرض:۔ فاتحہ میں الحمد شریف پڑھنے کو وہابیہ منع کرتے ہیں آیا کچھ زیادہ ثواب ہے؟۔

ارشاد:۔ جو کچھ تیس پاروں میں ہے وہ صرف الحمد شریف میں ہے۔ اس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔ اِنِّیْ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ. میں نے سورۂ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا نصف اول میرے لیے اور نصف آخر میرے بندے کے لیے ہے، جب بندہ پہلی تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تمجید کی، اور جب بیچ کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. پڑھتا ہے ارشاد فرماتا ہے یہ آدھی میرے لیے اور آدھی میرے بندے کے لیے، جب اخیر کی تین آیات پڑھتا ہے ارشاد فرماتا ہے ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ. یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے ہے وہ جو اس نے مانگا۔ یہ اس لیے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. تک مولیٰ عزوجل کی خالص حمد و ثنا ہے اور پچھلی اِھْدِنَا سے آخر سورہ تک اپنے لیے دعا ہے اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے، عبادت مولیٰ تعالیٰ کے لیے ہے اور استعانت بندہ کا نفع، وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہیے کہ ایسی متبرک سورت کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

عرض:۔ حضور زمانہ صحابہ میں بھی قرآن عظیم کے یہ پارے ہو گئے تھے؟

ارشاد:۔ امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث و روایات

واقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمادیے ہیں، اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی، ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے، مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچ سو چالیس رکوع رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

عرض:۔ یہ احزاب وغیرہ کیسے شروع ہوئے؟۔

ارشاد:۔ احزاب واعشار زمانہ مبارکہ سے ہیں، اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کا نام تھا یعنی صحابہ کرام ایک عشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھتے اور اس کے متعلق علوم ومعارف جو ان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقر شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ بقر شریف بارہ برس میں پڑھی۔

عرض:۔ کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہوئے گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے؟۔

ارشاد:۔ یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی آج کل تو لوگوں نے بہت اختراع کر لیے ہیں ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرماتے تھے ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلیے، حضرت سید ابرہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو واجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں ’ایں بد بختان وقت مارا پریشان کردہ اندوہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ

عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔

عرض:۔ حضور کا کی کے کیا معنی ہیں، اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔؟

ارشاد:۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے حضور کے یہاں اس وقت کچھ سامان خورد و نوش موجود نہ تھا غیب سے کاک (روٹیاں) آئیں جو سب کو کافی و وافی ہوگئیں جب سے آپ کا کی مشہور ہو گئے (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک مرتبہ مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو میرے پیر مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلما کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے دہلی میں تھے جلسۂ وہابیہ میں تشریف لے گئے، وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھار ہوئی ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا آپ نے چھوہارا توڑا تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارہ جلا ہوا، یہ دیکھ کر تبسم کیا اور بآواز بلند کہا، صاحبو! آج تک تو سنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلا دی، اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں، تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے، اس پر بہت شور و غل ہوا آپ کو غصہ آیا، پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے سے یہ بارش ہو رہی تھی، دیکھا تو اسمٰعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبداللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے لیے بیٹھا ہے، پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنؤ حضرت مولانا نور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے، آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے، معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں، جب بہت دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا، تمہیں میں نے اسی لیے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ، آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہوگیا کہ میری خطا قابل معافی ہے، اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسمٰعیل دہلوی کے مکر و فریب کا عرض کیا اور

کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگان خدا اس کی اس عیاری سے گمراہ ہو رہے تھے۔ آپ سن کر خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔

یہی مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لیے جا رہے تھے سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا ہاتھی پر چلا آ رہا تھا اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بیٹھا دیا اور اتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے اس کی طرف سے مونھ پھیر لیا اور سلام نہ لیا کہ وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈی ہوئی تھی، سمجھا کہ شاید مجھے دیکھا نہیں، دوسری طرف جا کر سلام عرض کیا، آپ نے ادھر سے مونھ پھیر لیا اور سلام قبول نہ فرمایا، تیسری دفعہ پھر سلام کیا، آپ نے جواب نہ دیا، اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پر چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردوں کی داڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں، آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا، آپ فوراً باہر تشریف لائے، آستانے پر اس وقت میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے، عرض کیا حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں فرمایا، بچو! نورا کی حماقت تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا سلام کیا تھا جواب دیدیا ہوتا، اب کسی کی داڑھی مونڈے ہے، کسی کا مونڈ مونڈے ہے، نورا کی حماقت تو ہے، اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لیے اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہو رہا تھا شراب و کباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا اور بادشاہ کو خبر دی بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً تمام منہیات شرع اٹھا دیے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کر کے حضرت کو اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا، علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے، کاٹو تو بدن میں خون نہیں، سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا، مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے کے قیاس سے وراہیں، یہ

شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے کو کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے، بادشاہ نے عرض کی، حضرت نے کیسے تکلیف فرمائی، ارشاد فرمایا، تیری زمین میں رہتے ہیں، ہم نے کہا ہوآئیں۔ بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لیے آئی تھی پیش کی فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں، چنانچہ ان حضرات کو بھی بلالیا گیا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے۔ یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۳۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔

ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جس میں انھوں نے تعریفات اشیا لکھی تھیں اعلیٰ حضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنا رہے تھے علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا آپ نے علم زائرچہ کی تعریف نہ لکھی یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی ردی سے آتا ہے، اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا۔ میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں، میں نے تین روز پڑھا تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابۂ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کنوئیں میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے اھ ذ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھا ہ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے

ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا جاتا، مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا، اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنے ہیں فضول بک۔

عرض:۔ مرید کو بعد وفات شیخ قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہیے؟۔

ارشاد:۔ چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کے حیات میں جیسا ادب کرتا تھا سامنے سے حاضر ہو کہ بالیں سے حاضر ہونے میں مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے (اسی سلسلہ بیان میں یہ حکایت بیان فرمائی) ایک بزرگ کا انتقال ہوا ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضر ہوتیں اور تلاوت قرآن عظیم کیا کرتیں کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا ایک روز حاضر نہ ہوئیں شب کو خواب میں تشریف لائے فرمایا ایسا نہ کرو آؤ اور میرے مواجہہ میں کھڑی ہو یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں پھر میرے لیے دعائے رحمت کرو اور پھر چلی جاؤ رحمت آکر مجھ میں اور تم میں حجاب ہو جائے گی، ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے، پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا، صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھدیا اور کہا یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ اُہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے کفن میں ایک تہ بند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہ بند لو اور الگنی پر ڈالدیا صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔ ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا، خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں فرماتی ہیں اے خدا کے بندے اس بلا کو میرے پاس سے دور کر جو تھوڑی دیر میں آنے

والی ہے اس کی فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک قبر وہیں کھد رہی ہے اور سامنے سے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے ایسی ہے ویسی ہے غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے آگ کو میرے پاس سے دور کیا۔

مؤلف:۔ ایک روز مولانا مولوی امجد علی صاحب بعد عصر بہار شریعت حصہ سوم بغرض اصلاح سنا رہے تھے، اس میں ایک مسئلہ اس بارے میں تھا کہ رب العزۃ جل جلالہ کی طرف مؤنث کا صیغہ زبان سے نماز میں نکل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

ارشاد:۔ فرمایا، صیغہ ہو یا ضمیر، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفعتاً سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور بہت روئے لوگوں نے سبب دریافت کیا فرمایا میں نے دیکھا رب العزۃ کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلیٰ وسلمہ کو مجھ پر محمول کرتا ہے اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہو۔

عرض: حضور دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے

ارشاد:۔ ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ باہر نکالا تھا الہام ہوا ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا، دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض:۔ دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے؟۔

ارشاد:۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ حیاوالا کرم والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے اور فرمایا جو دعا نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

عرض:۔ کیا صف اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے؟۔

ارشاد:۔ حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر

ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اول میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ اندازی پر فیصلہ ہوتا، سب سے پہلے امام پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صف اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو پھر اس محاذی کے داہنی جانب پھر بائیں جانب، اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر پھر داہنے پھر بائیں پر یوں ہی آخر صفوف تک۔

مؤلف:۔ برکات اولیائے کرام کے ذکر میں فرمایا، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے آپ کا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا بغور دیکھتا رہا پھر دفعتاً کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،لوگوں نے سبب پوچھا، کہا میں دیکھتا ہوں یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کر دیا۔ اللہ اکبر ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ یمن کے ایک نصرانی نے یہ صحیح حدیث سنی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ" مسلمان کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے، ادھر کے نصاری زنار باندھتے ہیں اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا عمامہ باندھا اور مسلمان بن کر مشائخ کرام کی مجلسوں میں دورہ شروع کیا، ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی پوچھتا وہ کچھ فرما دیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا، عرض کی، یا سیدی اس حدیث کے معنی کیا ہیں "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ" فرمایا اس کے یہ معنی ہیں کہ زنار توڑ اور نصرانیت چھوڑ اسلام لا۔ وہ یہ سنتے ہی بیتاب ہوا اور کلمہ شہادت پڑھا، اور کہا، یا سیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا، فرمایا سب نے پہچانا مگر تجھ سے تعرض نہ کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے۔

عرض:۔ مجاہدے کے کیا معنی ہیں؟۔

ارشاد:۔ سارا مجاہدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے۔"وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى" جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بیشک تو جنت ہی ٹھکانا ہے یہی جہاد اکبر ہے۔ حدیث میں ہے جہاد کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا "رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ" ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔ ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا، اس کے بعد خواب میں زیارت اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں "اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے صبح اٹھے انار کھایا اب نفس نے دودھ کی خواہش کی فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر فوراً خلش دور ہوگئی اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی جس کے دو امتیاز سہل ہیں ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کرلو "اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ" اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی دوسری یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جما رہتا ہے جب تک پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں اسے واقعی اسی شے کی خواہش ہے اگر شیطانی ہو تو ایک چیز کی خواہش ہوئی وہ نہ ملی دوسری چیز کی ہوگئی وہ نہ ملی تیسری کی ہوگئی اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو۔ ایک صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے انھوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا، گرم ہوگیا ہوگا، فرمایا صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آگئی میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں، حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ تھا، طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لیے آبخورہ[ع] میں رکھدیا تھا، عصر کے مراقبہ میں تھے حوران بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا، جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے، تو کس کے لیے ہے، وہ ایک بندۂ خدا کا نام لیتی، ایک آئی، اس سے

ع پانی پینے کا پیالہ

پوچھا، اس نے کہا، میں اس کے لیے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے، فرمایا، اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو گرا دے، اس نے گرا دیا، اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی، دیکھا تو وہ آبخورہ ٹوٹا پڑا ہے۔ دو فرشتے آپس میں ملے، ایک نے پوچھا کہاں جاتے ہو دوسرے نے کہا فلاں عابد کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور وہ پیا چاہتا ہے مجھے حکم ہے کہ جا کر پر ماروں اور گرا دوں اور تم کہاں جاتے ہو، کہا ایک فاسق دیر سے دریا میں بنچھی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے کہ جاؤں اور پھانس دوں (اسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا) اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علت یا قلت یا ذلت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا۔ حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے اے جبرئیل اس کی حاجت رہنے دے کہ مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منھ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے اے جبرئیل اس کی حاجت جلد روا کر دے کہ مجھے اپنی طرف اس کا منھ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام حاجت روا ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا اور مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہو سکتا ہے، وہ تو جبرئیل کے بھی حاجت روا ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایک روز مولوی احمد مختار صاحب میرٹھ سے آئے اور بعد نماز عشا اعلیٰ حضرت مدظلہ سے دست بوس ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا شرعی امامت کبریٰ کے لیے قرشی ہونا شرعاً ضروری ہے کہ بے اس کے شرعی امامت کبریٰ نہ پائی جائے گی، اگرچہ عرفی ہو یا یہ کوئی استحسانی شرط ہے۔

ارشاد:۔ یہ مذہبی مسئلہ ہے، اس میں ہمارا اور روافض و خوارج کا خلاف ہے، خوارج کچھ تخصیص نہیں کرتے اور روافض نے اس قدر تنگی کی کہ صرف ہاشمیوں سے خاص کر دی

اور یہ بھی مولیٰ علی کی خاطر، ورنہ بنی فاطمہ کی تخصیص کرتے، اہل سنت صراط مستقیم وطریق وسط پر ہیں۔ ہمارے تمام کتب عقائد میں تصریح ہے کہ اہلسنت کے نزدیک امامت کبرے کے لیے ذکورت وحریت وقرشیت لازم ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا اشتراط قطعی یقینی اجماعی ہے۔

عرض:۔ خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے اور اب کون کون ہونگے۔

ارشاد:۔ خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفائے اربعہ و امام حسن مجتبیٰ وامیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی اور اب میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قائم کریں گے۔ والغیب عنداللہ۔

عرض:۔ قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب؟۔

ارشاد:۔ قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قیامت ہی کا ذکر کرکے ارشاد فرماتا ہے "عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" اللہ غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی، امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا "اَلْکَشْفُ عَنْ تَجَاوُزِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْاَلْفَ" اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے اور آپ نے حساب سے خیال فرمایا کہ ۱۵۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا، بحمداللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گزر گئے، اور ہنوز قیامت تو قیامت اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا، امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں، مگر ان میں کسی وقت کا تعین

نہیں۔ اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

عرض:۔ جب میں مکہ معظمہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا قاضی رحمت اللہ وہابی کو حاضر خدمت پایا، اور یہ وہ وقت تھا کہ مولانا اس کو سند حدیث دے چکے تھے، مجھے یہ نہایت ہی گراں گزرا، میں نے مولانا عبدالحق صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی غلامی میں حاضر ہوا ہوں اور یہ بھی آپ سے سند حاصل کر چکے ہیں، تو یہاں وہ اختلاف جو ہم میں ان میں در بارۂ مسئلہ علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بآسانی طے ہو سکتا ہے، اس پر مولانا نے تین دن میں ایک رسالہ 'الفرائد السنیۃ فی الفوائد البھیۃ' تحریر فرما کر قاضی رحمت اللہ کو دیا اس رسالہ میں مولانا نے آثار قیامت کے متعلق بہت سی احادیث جمع فرمائیں، لیکن ان میں بھی تعیین وقت نہیں۔

ارشاد:۔ حدیث میں ہے، دنیا کی عمر سات دن ہے میں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے، میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے۔ ان حدیثوں سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی "اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" تیرے رب کے یہاں ایک دن تمھاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا وہ اُس توقیت کے منافی نہیں جو اس علم سے میرے خیال میں آئی ہے کیوں کہ یہاں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عزجلالہ سے استدعا ہے آئندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے جیسے جنگ بدر میں حضور نے صحابۂ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لیے آنے کی امید دلائی کہ "اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ" کیا تمھیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے۔ اس پر حق سبحٰنہٗ تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ "بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ

مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ" کیوں نہیں، اگر تم صبرو تقوی کرو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمھارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

عرض:۔ حضور نے جفر سے معلوم فرمایا؟۔

ارشاد:۔ ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھایئے پیڑ نہ گنیے (پھر خود ہی ارشاد ہوا کہ) میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا مٹنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں۔ اللہ اکبر کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزرا ہوں گے رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمادیا۔ ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرمادیے، کسی بادشاہ سے اپنی اس تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ 'لا اقول ایقظ الھجریة بل ایقظ الجفریة' میں نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کیے ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔

رباعی

اِذَا دَارَ الزَّمَانُ عَلٰی حُرُوْفٍ	بِبِسْمِ اللّٰهِ فَالْمَهْدِیُّ قَامَا
وَيَخْرُجُ فِی الْحَطِيْمِ عَقِيْبَ صَوْمٍ	اَلَا فَاقْرَاْهُ مِنْ عِنْدِیْ سَلَامًا

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر "اِذَا دَخَلَ السِّيْنُ فِی الشِّيْنِ ظَهَرَ قَبْرُ مُحْيِ الدِّيْنِ" جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔ سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو

ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے، سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوا دیا، جو زیارت گاہ عام ہے (پھر فرمایا) چند جداول ۲۸۔۲۸ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیے، اب اس کا حساب لگاتے رہیے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔

عرض:۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لیلے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

عرض:۔ اگر نماز میں بلغم آجائے تو کیا کرے؟۔

ارشاد:۔ دامن یا آنچل میں لیکر مل دے۔

عرض:۔ حضور ہر سائل پر رحم کھانا چاہیے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کہ قرآن عظیم میں "وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" فرمایا ہے۔

ارشاد:۔ پھر سائل بھی تو ہو۔ بحر الرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدق کرنا اصلاً جائز نہیں۔ فرمایا یہ بھی ارشاد ہے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ" نماز پڑھو، تو کیا اس سے یہ مطلب ہے خواہ وضو ہو یا نہ ہو، شرط بھی تو موجود ہونا چاہیے، نہ کہ مطلق، فقہائے کرام فرماتے ہیں، اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جاں بلب ہو تو کتے کو پلا دے اور کافر کو نہ دے۔ حدیث شریف میں ہے، قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لیے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا، اس سے سوال ہوگا کیا لایا، وہ کہے گا، میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے، اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے، وغیرذلک، ارشاد باری ہوگا "هَلْ وَالَيْتَ لِيْ وَلِيًّا وَعَادَيْتَ لِيْ عَدُوًّا" کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی، تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا و رسول کی محبت ایک طرف، اگر محبت نہیں سب عبادات و ریاضات

بیکار، بر کے کاٹنے سے ایک ذراسی آپ کو تکلیف ہوتی ہے، اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بے کار ہو گیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں، تو خدا اور رسول عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی و عداوت رکھیں، وہ قابل رحم ہیں؟ ہر گز نہیں، عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے، خواہ خدا و رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو، حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے، اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقۂ مقبولیت قطع کر دیتی ہے، ہاں ذمی، مستأمن کافروں کے لیے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لیے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا ہے۔

عرض:۔ حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا سے اتر گئے پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد:۔ غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا "یا جنید یا جنید کہتا چلا آ" اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر۔ دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اُس پار رہتے تھے ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکوائی اور خادم سے کہا تھوڑی

ہمارے دوست کو بھی دے آؤ خادم نے عرض کی حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں فرمایا دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے بہر حال تعمیر حکم ضرور تھی دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا دریا نے فوراً راستہ دیدیا اس نے پار پہنچ کر ان بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی انھوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا ہمارا اسلام اپنے آقا سے کہہ دینا خادم نے عرض کی کہ سلام تو جب ہی کہوں گا جب دریا سے پار اتر جاؤں فرمایا دریا پر جا کر کہہ میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا خادم ششدر و پنج میں تھا یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے کھیر تناول فرمائی اور فرماتے ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش رہا، دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا دریا نے پھر راستہ دیدیا جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی حضور یہ کیا معاملہ تھا فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لیے نہیں ہوتا۔

عرض: ۔ وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے؟۔

ارشاد: ۔ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔

عرض: ۔ وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں؟۔

ارشاد: ۔ کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔

عرض: ۔ وہابی مؤذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں؟۔

ارشاد: ۔ جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔

عرض: ۔ حضور یہ روایت صحیح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے کاشانہ اقدس میں ایک کافر مسلمان ہوا اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرہ شریف میں ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت

پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کردیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا جب حضور حجرہ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی آپ نے خود نجاست کو صاف کیا صحابہ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لیے اسے مجبوراً پھر لوٹنا پڑا یہاں آ کر دیکھا کہ حضور اپنے دست اقدس سے بستر دھو رہے ہیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھا لو وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ تو حضور اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار پر بھی نظر عنایت کرنا چاہیے۔

ارشاد:۔ اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے، ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا یہ سلوک کس کے ساتھ تھے وہ جو رجوع لانے والے نہ تھے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا امیر المؤمنین اسے ہمراہ لے آئے خادم بحکم امیر المؤمنین کھانا حاضر کرتا ہے اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بدمذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے۔ رب العزۃ کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضرت والد ماجد قدس سرہ کے زمانۂ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر

ہوا اور اس وقت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی تشریف رکھتے تھے اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شدومد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنے سنی ہو نے کا پورا پورا ثبوت دیا، میرے بچپن کا زمانہ تھا، جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے، مولانا بدایونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اور اسماعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا، اسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینی ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں کوئی وعظ نہیں کہہ سکتا، اس لیے اس نے یہ تمہید ڈالی دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا اپنا سا منھ لیکر چلا گیا۔

حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جب کہ اپنے منجھلے بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا تھا باہر تنہا بیٹھا تھا، سامنے گلی میں سے ایک عربی صاحب آتے نظر آئے جب قریب آئے میں نے چاہا ان کے لیے قیام کرنا کہ اہل عرب کے لیے قیام کرنا میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے میں اٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے آخر میں نے کہا کہ یہ تیرا تکبر ہے جبراً وقہراً قیام کیا، وہ آ کر بیٹھے میں نے نام پوچھا کہا عبدالوہاب، مقام پوچھا کہا نجد، اب تو میں کھٹکا اور میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اس کی شاگردی کریں، بار بار حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام پاک لیتا، نہ اول میں کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود، میں اسے ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا، آخر میں نے سختی کے ساتھ اس سے کہا، تو مجبور ہو کر بولا "اَقُوْلُ لِقَوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ میں نے اسے دفع کیا اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو، میں نے شہر کے دو ایک وہابیوں کا پتہ بتا دیا کہ ان کے پاس جاؤ یہاں تیرے لیے کچھ نہیں، بالآخر وہ خائب وخاسر دفع ہوا، میں نے اپنے دل

کو شاباش دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا، بے شک اس شیطان کے لیے قیام ناجائز تھا۔ ایک بار علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لیے آیا اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے، دریافت کیے سے معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے کہا میں اپنے مکان کو لکھنؤ جاتا تھا راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لیے اتر پڑا ہوں کیا آپ اہل سنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین۔ میں نے التفات نہ کیا، غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منھ پھیر لیتا تھا آخر اٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے یہی روایت (امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ بد مذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکلوادیا) بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے، اب بھلا وہ کیا کہہ سکتے تھے، خاموش ہو گئے، مسلمانو! ذرا ادھر خدا و رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوا کر لیں بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں، کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے؟ حاشا ہرگز نہیں، اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت ہے، اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اترے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارہ نہ کرو گے، للہ، انصاف! صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ، ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں، ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں، اور الحمد للہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں، ایمان کا تقاضا یہ ہے، آگے تم جانو اور تمہارا کام۔ نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھوک اڑنے لگتا

ہے آنکھیں لال ہو جاتی ہیں گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے ایسی ناپاک تہذیب انہیں کو مبارک، فرزندان اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بد مذہبوں کو نام لے لے کر اٹھا دیا۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہو گئی راستہ میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹے ہوئے آرہے ہیں آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے چھپ گئے اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ" اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر اور فرماتا ہے عزوجل "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" محمد اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل اور فرماتا ہے جل وعلا۔ "وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً" لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں۔ تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سختی فرماتے تھے۔

عرض:۔ اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا، یا جس کا ستر کھلا وضو ہے گا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا (پھر فرمایا) تیں عضو عورت کے عورت ہیں اور نو مرد کے۔ ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسد نماز ہے، اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لیے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض:۔ حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس کے ظل ہیں۔

عرض:۔ اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟۔

ارشاد:۔ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں (۱) البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرفعلی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر "مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ"۔

عرض:۔ ہر کافر ملعون ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں عنداللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے کسی خاص کا نام لے کر پوچھا جائے گا ہم اسے ملعون نہ کہیں گے ممکن ہے کہ توبہ کر لے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا تو ملعون کہیں گے۔

عرض:۔ خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو؟۔

ارشاد:۔ تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار

(۱) یہاں وہابیہ سخت دھوکہ دیتے ہیں کہ جب تنقیص و توہین شان رسالت کفر ہے تو اسمٰعیل نے بھی کی ہے وجہ کیا ہے کہ اشرفعلی وغیرہ تو ایسے کافر ہوں کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو اور اسمٰعیل ایسا نہ ہو مگر مسلمان ہوشیار ہوں یہاں خبثا کا سخت دھوکہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ اسمٰعیل اور حال کے وہابیہ کے اقوال میں فرق ہے۔ ہم اہل سنت متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کسی قول میں تاویل کی گنجائش ہوگی تکفیر سے زبان روکی جائے گی کہ ممکن ہے اس نے اس قول سے یہی معنی مراد لیے ہوں۔ شرح فقہ اکبر میں فرمایا ہاں جب قول ایسا ہو کہ اس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو تو تکفیر کی جائے گی تو اس قول کے قائل کو جس میں تاویل کی گنجائش ہے اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے کہ وہ معنی ظاہر کے اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس کی خود تکفیر نہیں کرتے کہ احتیاط اس میں ہے اور اس دوسری صورت کے قائل کی تکفیر ضروری ہے کہ اس میں جب اصلاً تاویل نہیں تو تکفیر سے زبان روکنے کا حاصل خود کفر اور طغیان ہے۔ ان کے اس بیہودہ اعتراض اور ذلیل دھوکے کا جواب اتنا کافی ہے کہ ایک قول پر فقہا تکفیر فرماتے اور متکلمین نہیں کرتے اب کہیں کیا کہتے ہیں؟ کیا فقہا کے نزدیک متکلمین اس کی تکفیر نہ کر کے جس کی تکفیر فقہا نے کی ہے معاذ اللہ فقہا کے نزدیک کافر ٹھہریں گے یا متکلمین فقہا کو کافر کہیں گے اس لیے کہ انھوں نے متکلمین کے نزدیک جو کافر نہ تھا اس کی تکفیر کی، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان خبثا کے اقوال بدتر از ابوال ایسے ہیں جن میں نام کو بھی تاویل کی گنجائش نہیں لہذا ان کے لیے یہ حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر جو تفصیل چاہے وہ رسالہ الموت الاحمر مطالعہ کرے ۱۲ مؤلف غفرلہ)

خوش الحانوں سے بکثرت سنے، اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔

ایک روز برادرم مولانا حسنین رضا خاں صاحب برائے جواب کچھ استفتے سنا رہے تھے اور جواب لکھ رہے تھے ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر **ارشاد** فرمایا یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا، اسم جلالت اللہ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیہ کریمہ۔ مثلاً اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں 'حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام' یا اسم جلالت کی جگہ 'مولیٰ تعالیٰ'۔

عرض:۔ لفظ شہر ہر مہینہ کے ساتھ بولا جاتا ہے یا نہیں یہ کہہ سکتے ہیں شہر رجب المرجب؟۔

ارشاد:۔ نہیں یہ لفظ ان تین مہینوں کے لیے ہے شہر ربیع الاول، شہر ربیع الآخر، شہر رمضان المبارک۔

عرض:۔ حضور، اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا، اس کے ایک معنی مولیٰ، اللہ تعالیٰ بیشک مولیٰ ہے، دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

عرض:۔ میلاد شریف میں جھاڑ، فانوس، فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ علما فرماتے ہیں "لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ" جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر

شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں، ایک شخص ظاہر میں پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے، بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جاکر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کے لیے روشن کی ہو وہ بجھا دیجیے کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔

عرض:۔ تحیت الوضو کی کیا فضیلت ہے؟

ارشاد:۔ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میں وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں فرمایا یہی سبب ہے۔

عرض:۔ حضور بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ رکوع کے بعد پائنچے اوپر کو چڑھا لیتے ہیں یہ کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ مکروہ ہے اور اگر دونوں ہاتھ سے ہو تو بعض علما کے نزدیک مفسد صلاۃ ہے۔

خواب:۔ ایک مسجد معمولی وسعت کی ہے اور نماز تیار ہے ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں عقائد وہابیہ کا پیرو اذان کہتا ہے لیکن نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پھر مکبر تکبیر کہتا ہے وہ بھی نام نامی تک میں نے کہا یہ عجب وہبڑوں نے دستور نکالا میں اندر مسجد کے اس وقت پہنچا جب کہ امام اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ تکبیر تحریمہ کہے میں نے باواز بلند السلام علیکم کہا جس سے امام نے چونک کر میری طرف رخ کیا اور پیچھے ہٹ آیا اور میں فوراً اس کی جگہ کھڑے ہو کر امامت کرنے لگا جب سلام پھیرا فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت تھا۔

تعبیر:۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہابیہ کی دعوت بند ہوگی اور اہلسنت کی ترقی ہوگی۔

عرض:۔ نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہیے اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے؟۔

ارشاد:۔ اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں

مقوس نہ ہوں اور کف دست گھٹنوں پر قائم کر کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور منہ اٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے پوچھا گیا یہ آپ نے کیسا رکوع کیا حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ وہ صاحب کہنے لگے کہ منہ اس وجہ سے اٹھالیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے۔ میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوری پر کرتے ہوں گے،ان کی سمجھ میں بات آگئی اور آئندہ کے لیے اصلاح ہوگئی۔

عرض:۔ حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہے اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ کر سکتے ہیں، خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

عرض:۔ حضور والا! عجم کے معنی بے پڑھی ولایتیں۔

ارشاد:۔ گونگی زبان اور عرب کے معنی تیز زبان۔

عرض:۔ حضور! اولیا ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں

عرض مؤلف:۔ حضور! اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیا کے تابع ہو جاتے ہیں اس لیے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں اگر یہ ہے تو اس پر شبہہ ہوتا ہے کہ مثل تو شئے کا غیر ہوتا ہے امثال کا وجود شئے کا وجود نہیں تو ان اجسام کا وجود اس جسم کا وجود نہ ٹھہرے گا؟۔

ارشاد:۔ امثال اگر ہوں گے تو جسم کے،ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح درحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم

ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے، یہ کیوں کر ہو سکے گا شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا تعجب ہے یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے وراہیں خوض و فکر بے جا ہے۔

عرض:۔ حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا؟۔

ارشاد:۔ حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آ گیا تھا مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملے ہندوستان پر ہوئے۔

عرض:۔ اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا
کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

ارشاد:۔ شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے اس کے وجہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔

عرض:۔ غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے؟۔

ارشاد:۔ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

عرض:۔ غوث کو مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں بلکہ انھیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا، اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب

چپ۔ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے، اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی، ان کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے، پھر امیر المومنین حضرت عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے، پھر مولیٰ علی کو، اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب تک ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

عرض: حضور افراد کون اصحاب ہیں؟۔

ارشاد: اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں، ولایت کے درجات ہیں، غوثیت کے بعد فردیت، ایک صاحب اجلہ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا، حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟ فرمایا ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی فرماتے تھے میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھو مشغول بخدا ہو، کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے میری حالت پر رہنے دیجیے، میں نے کہا کہ میں مشہور کیے

دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کردوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں میں نے کہا میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا "وَفَرَ اللّٰہُ حَظَّکَ مِنْہُ" اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا میں اگر غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے، وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے، وہ اس کے کمبل کا نور ہے میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا آئی 'اے خضر احتیاط کیجیے' اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ رکے یہاں تک کہ رو کے گئے میں نے کہا اٹھ مشغول بخدا ہو کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں میں نے کہا تو میں مشہور کیے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے، کہا میں مشہور کردوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں، میں نے کہا میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا "وَفَرَ اللّٰہُ حَظَّکَ مِنْہُ" اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے پھر کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے کہا یہ تو بتائے جا کیا تو اسی مرد کی بیوی ہے کہا ہاں یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔ حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ لوگ افراد ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا ہاں شیخ عبدالقادر جیلانی۔

عرض:۔ غوث کے انتقال کے بعد درجہ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے؟۔

ارشاد:۔ غوث کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے، اور اوتاد کی جگہ بُدلا سے، بُدلا کی جگہ پر ابدال سبعین سے، اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے، پھر اولیا سے، اور اولیا کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے، کبھی بلا لحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

عرض:۔ پانی میں مسام ہیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں۔ کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے کہ جو مسام فرض کیے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اترے گا اور انہیں بھرے گا۔ اور مسام ہونے پر فلسفہ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھنا محسوس ہوگا۔ مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے دوسرا غوطہ لگائے اور باہر والا شخص بآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سنے گا اور سنتا ہے تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں سے فرض کیجیے جس میں کہیں روزن نہ ہو اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگرچہ اندر باہر دو شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو بآواز بلند پکارے مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں آواز پہنچنے کے لیے ملأ فاصل میں تموج چاہیے مسام کی کیا حاجت ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہٰذا نہ پہنچے گی پختہ و خام عمارات میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعہ صوت ہے ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم۔ تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔

☆☆☆

قطعۂ تاریخ

عطیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مدظلہ الاقدس

میرے ملفوظ کچھ کیے محفوظ
مصطفےٰ مصطفےٰ کا ہو ملحوظ

نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں
زبر و بینہ میں الملفوظ
۱۳۳۸ھ

مسلمانانِ عالم کے لیے

ایک اعلیٰ اسلامی دستور العمل

یعنی

ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳۳۸ھ

حصہ دوم

مولفہ ومرتبہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند

مولانا مصطفٰے رضا بریلوی قدس سرہ

مکتبہ قادریہ

اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

ادبی دُنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مؤلف:۔ حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں مریدین ومعتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ منظر الاسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے، حضور نے دریافت فرمایا، کیا کتاب ہے، عرض کیا حضور! اعمال تسخیر میں ہے ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد:۔ میرے پاس ان عملیات کے ذخائر بھرے ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا، ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا میری تو تمام مشکلات انھیں سے حل ہوتی رہتی ہیں، دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکا یک جانا ہوگیا، اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہم راہ رکاب تھی اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا، واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا اس کی تفصیل میں بہت طول ہے، لوگوں نے کفن پہن لیے تھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمنان رکھیں، خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا، یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمنان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی، لہذا حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی "مَنْ یَّتَاَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ" حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی، الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی، ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی، مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا، ان کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا، اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں، یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا،

یہاں سے ننھے میاں (برادر خرد) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے، لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آ گیا لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بے چین ہوا بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر ممبئی تک سکنڈ کلاس رزرو کرالیں کہ نمازوں کا آرام رہے انھوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے انھوں نے کہا اسی شب کے دس بجے والی سے وہ بولا یہ گاڑی نہیں مل سکتی اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیتے بے چارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک (ٹکٹ کلکٹر) جو قریب رہتا تھا مل گیا اس نے کہا تم گھبراؤ مت میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے میں آپ سے کہنا بھول گیا، اس نے ایک سو تر سٹھ روپیہ پانچ[عہ] آنے لے کر سکنڈ کلاس کا کمرہ رزرو کر دیا، عشا کی نماز سے اول وقت فارغ ہو لیا، شکرم بھی آ گئی، صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی، کس طرح عرض کروں، اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام، آخر کار اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں، میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دے دیجیے۔ پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا کہ خدا حافظ، یہ انھیں دعاؤں کا اثر تھا، میں الٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ بعد واپسی کے معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا انھوں نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا چلتے وقت جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں اس واسطے کہ ان کا سال آئندہ میں ارادہ تھا میرا کسی کو گمان بھی

عہ ایک قسم کی چار پہیوں والی گاڑی

نہ تھا غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا ادھر مجھے راستے میں ایک دن کی دیر ہوگئی کہ آگرہ پر میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پینجر کا انتظار کیا مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کاٹ کر جدا کیوں کر لی، کہا میل رزرو نہ تھا، آپ کو پینجر میں جانا ہوگا یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت تک نہ پہنچ سکا، اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ[۱] میں داخل ہو جائیں گے اور میں رہ گیا، اب جانا کیونکر ہوگا، یہ دن پنجشنبہ کا ہے، تار آ چکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں، گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا، اسٹیشن پر دیکھا بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے، حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لیے موجود ہیں سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا یہ تھا شہر کو نہ چلیے سیدھے قرنطینہ چلیے، ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں میں شکر الٰہی بجا لایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا، یہ حدیث کی انھیں دعاؤں کی برکت تھی کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی میں نے واقعہ پوچھا وہاں کے لوگوں نے کہا عجب ہے اور سخت عجب ایسا کبھی نہ ہوا تھا پنجشنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعۃً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا[۲] کل ہوگا، یوں تمھارے لوگ باقی رہ گئے، اب ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے بمجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہونگا تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں، جنھیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولی تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بہیڑی کے ساکن مل گئے جنھوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجہ کا اسی لیے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجہ کا تھا ان سے

[۱] میڈیکل جانچ کی جگہ۔ [۲] بھاپ لینا

تبدیل میں مالی نقصان نہ ہو، بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپے داخل کر کے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرا لیا، جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لیے کہ میں مؤامرہ ہندسیہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے، جب میں فارغ ہوا تو ان سے پوچھا اس وقت بتائیے سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی جس کو انھوں نے بھی تسلیم کر لیا جب کامراں آیا قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا اللہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزاء خیر دے حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دنوں بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اٹھاتے بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے یہاں میں نے سنا کہ کامراں سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کئے آدمی ہوں گے، میں نے کہا کہ دس بارہ، ان سب کو بھی اجازت دی اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شان حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرے پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی میں سمجھا کہ وہابی ہے دریافت کیے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے، اس روز میں نے روئے سخن رد وہابیہ دیوبندیہ گنگوہی کی طرف پھیرا، جبراً قہراً سنتا رہا، مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا، میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا، اب یہاں کامراں میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد

شکم واسہال عارض ہوا میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا دن چڑھ گیا
اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا
کرتے میرے بھائی ننھے میاں سلمہ، کو اندیشہ ہوا اور عزم کرلیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے
کہہ دوں مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لیے گئے اور حج کا وقت قریب
ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارا ہوگا، کہا، اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہونگے
اگر انھیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں ٹھہرے گا، میں نے کہا، ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم
سے کہہ لوں، مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب
سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے
اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہوگیا تھا سامنے سے تشریف لائے ان کی تشریف آوری فال
حسن تھی میں نے ان سے بھی دعا کو کہا انھوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے
شاید دس منٹ ہوئے ہونگے اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا
کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر
سمندر کے کنارے پہنچے جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا
صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود بھلا ایسی حالت میں کس طرح
گزر ہو، زنانی سواریاں ساتھ، پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم
ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع نہ ہونا تھا نہ ہوا، یہاں تک کہ دوپہر
قریب ہو گیا دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ
نہایت پریشان، جب بہت دیر ہوگئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں نے مجھ سے آکر کہا یہاں
آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے، میں نے کہا تمھیں جلدی ہو تو
جاؤ، میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا، اب کس کی مجال تھی جو کچھ
کہتا مجبوراً خاموش ہوگئے، تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ

دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا "یاشیخ مالی اراک حزینا" کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں، میں نے عرض کیا، پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ میں مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم، ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہوگئے، فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر ان عربی صاحب کے پیچھے ہو لیے، ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا، جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہوگئے، جدہ پہنچتے ہی مجھے بخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے، محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا، آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالیٰ رضائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی تین روز جدہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی بخار میں کیا حالت ہوگی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا، جب بفضلہ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لیے تیرھویں تاریخ بخار نے عود کیا، میں نے کہا اب آیا کیجیے ہمارا کام رب العزۃ نے پورا کردیا۔ بعد فراغ مناسک کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا، پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خاں ساتھ تھے محافظ کتب حرم ایک وجیہہ وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جس کا سبب میرا فتویٰ مسمٰی بہ "فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین" تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں رد ندوہ کے لیے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمان دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا، اور انھوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہوکر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہوکر شائع

ہو چکا تھا۔ اس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت ووقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لیے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی، مولانا نے فرمایا، یہاں کہ علما نے جواز پر فتویٰ دیا ہے، حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا، میں نے کہا، خلاف مذہب ہے، مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے، میں نے کہا، ممکن کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا، وہ کتاب لے آئے، مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انھیں سے ہو رہی تھی لہٰذا ان سے پوچھا انھوں نے میرا نام لیا، نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمداللہ تعالیٰ وداد نے کامل ترقی کی، اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے وہ حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزرائے ریاست و دیگر اہل ثروت بھی ہیں، حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علمائے مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے، میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا، حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب زادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے میں نے بعد سلام ومصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی، اور دو گھنٹہ تک اسے آیات واحادیث واقوال ائمہ سے ثابت کیا، اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے، جب

میں نے تقریر ختم کی چپکے اٹھتے ہوئے قریب المناری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ 'اعلام الاذکیا' کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں نا تمام اٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکتا، میں حمد الٰہی بجالایا، اور فرودگاہ پر واپس آیا مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا پچیس ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانہ کے زینہ پہ چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے، وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں، حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفےٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجیے، حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسمٰعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لیے قدرے مہلت چاہیے دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے، ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں، میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور

اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کرلیا اور شانِ الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں علوم خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصدِ تکمیل، آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطبا کبیر العلما مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں، میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لیکر حاضر ہوا ،رسالہ کی قسم اول ختم ہوچکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے، قسم دوم لکھی جارہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے حضرت شیخ الخطبا نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی، میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا، میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو، میں نے قبول کیا رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا، حضرت موصوف نے بآں فضل وکمالِ وبآں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ 'اَنَا اُقَبِّلُ اَرْجُلَکُمْ اَنَا اُقَبِّلُ نِعَالَکُمْ' میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت، میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحی ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ ودینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم پیام لایا کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے، عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوؤں گا فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں، تبریز ہوچکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہولیے ہیں، ظہر پڑھ کر سوار ہوجاؤں گا، اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی

اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی، وہاں زوال ہوتے ہی معا اذان ہو جاتی ہے، میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے، بقیہ دن میں اور بعد عشا فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرادی۔ الدولة المكية بالمادة الغيبية اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لیکر تشریف لے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد فکیہ کہلاتا دوسرا عبدالرحمن اسکوبی انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دیگی شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا، لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے انھوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا، حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجیے، پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے، ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انھیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جابجا بیجا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں شریف نے فرمایا 'اِقْرَأ' آپ پڑھیے، اب

ان کی ہاں کو کون نا کرسکتا تھا، معترضوں کا منھ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے، اس کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا "اَللّٰهُ یُعْطِیْ وَهٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ" یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آ گیا شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالا خانہ پر آرام کے لیے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انھیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علمائے کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا، وہابیہ پر اوس پڑ گئی بفضلہ تعالٰی سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچے میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمھارا کفر و شرک تمھیں پر پلٹا وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا مولٰی عزوجل کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کرم کہ علمائے کرام نے کتاب پر دھوم دھامی تقریظیں لکھنی شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجیے، وہ سید ھے مقدس بزرگ، ان کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا، یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے، حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی، مگر مولٰی عزوجل کی رحمت میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولانا اسمٰعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گذارش بھی کی کہ

حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحب زادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی وللہ الحمد۔ جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمد اللہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا (اسے کسی طرح اپنے)موافق کیا احمد راتب پاشا اس زمانے میں گورنر مکہ معظمہ تھے آدمی ناخواندہ مگر دین دار ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے، یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک جائے گا، ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گذارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیوں کر جچے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہٰذا مجبورانہ اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علمائے مکہ مثل شیخ العلما سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ صالح کمال و مولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبورانہ کہی اس پر الٹی پڑی، پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا "یَاخَبِیْثُ ابْنُ الْخَبِیْثِ یَاکَلْبُ ابْنُ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ ھٰؤُلَاءِ مَعَہٗ فَھُوَ یُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ" اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا اس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے "ناھب الحرم" کہتے اور احمد فلکیہ کو "احمق سفیہ" اور ایک اور مخالف کو مغصوم مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہٖ تعالیٰ حسام الحرمین کی کارروائی جاری کی اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا ادھر

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو کہا ہاں مولانا نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھیں میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھی صاحب اور ان کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افترا ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں فرمایا تمہاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے انبیٹھی نے کہا حضرت کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی فرمایا ہوتی ہے مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا اور انہوں نے بعینہٖ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیج دیا وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ (۱) صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا میں نے سنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا میں نے کہا، مولانا آپ نے بھگا دیا، فرمایا، میں نے؟ میں نے کہا، ہاں آپ نے، فرمایا، یہ کیوں کر؟ میں نے عرض کیا، جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول

صاحب الفضیلة والاخلاق والمحبة الجمیلة حضرة السید اسمعیل الفندی حافظ الکتب حضر عندنا فاقبل تاریخه رجل من اهل الهند یقال له خلیل احمد

ترجمہ خط:۔ بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل [illegible] حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علما

نہیں ہوتی، آپ نے کیا فرمایا؟ فرمایا، میں نے کہا: ہوتی ہے۔ میں نے کہا، اسی نے اسے بھگایا، آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں، فرمایا: واللہ یہ مجھ سے رہ گئی، میں نے کہا، تو آپ ہی نے بھگایا۔ زمانۂ قیام میں

مع بعض علماء الهند المجاورين بمكة يستعطف خاطرنا عليه لانه قد بلغه اني شديد الغيظ عليه وانا لا اعرفه شخصاً فقال ياسيدي بلغني انكم واجدون علي وذلك بسبب اني ذكرت ما وقع منه في البراهين القاطعة لدى حضرة الامير حفظه الله فقلت له لعلك خليل احمد الانبيتهي فقال نعم فقلت له ويحك كيف تقول في البراهين القاطعة تلك المقالات الشنيعة وتجوز الكذب على الله جل جلاله كيف لااغتاظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق وكيف تعتذر وتنكر وهي قد طبعت وشاعت عنك فقال يا سيدي هي لي ولكن ليس فيها تجويز الكذب على الله ولان كان فيها فانا تائب وراجع عما فيها مما يخالف اهل السنة والجماعة فقلت له ان الله يحب التائبين والبراهين موجودة وساخرج لك منها هذا الذي انكرته وتجاسرته به على الله جل شانه فصار ينتصل ويعتذر ويقول انكان فهو مكذوب

ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اوپر اس لیے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اس پر پس کہا اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں یہ آنا اس کا اس سبب سے تھا کہ جو کچھ اس سے براہین قاطعہ میں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظہ اللہ سے ذکر کر دیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے کہا ہاں میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کیوں کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ جل جلالہ پر کیونکر نہ ناراض ہوں میں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھ کو ان کے برابر زندیق اور کس طرح تو عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے شائع ہو چکی ہے، پس کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے اس میں تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالفت مذہب اہل سنت والجماعت ہے اس سے رجوع کرتا ہوں پس میں نے کہا بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور جراءت کی تو نے اللہ جل شانہ پر تو

علماءِ عظمائے مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں، ہر دعوت میں علما کا مجمع ہوتا مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبدالقادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گذارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد، ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی نہایت شیریں و سرد اور خوش ذائقہ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے، فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلما مولانا محمد سعید بابصیل

علی وانا رجل مسلم موحد من اهل السنة والجماعة ما قلت فیها هذا ولا غیره فما یخالف مذهب اهل السنة والجماعة فتعجبت منه کیف ینکر ما هو مطبوع فی رسالته البراهین القاطعة المطبوعة بلسان الهند وظهر لی انه انما قال ذلک تقیة کانهم مثل الرافضة یرون التقیة واجبة واردت ان احضرها واحضر من یفهم ذلک اللسان لاقرره وما فیها واستبیه لکنه فی ثانی یوم من مجیئه عندنا هرب الی جدة ولا حول ولا قوة الا بالله احببنا اعلامکم بذلک ودمتم.

محمد صالح کمال.

۲۸/ذی الحجة ۱۳۲۳ھ

☆☆☆

عذر اور خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے اور میں مسلمان موحد سنی ہوں میں نے نہ اس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالفت مذہب اہل سنت ہے مجھے تعجب ہوا کیونکر انکار کرتا ہے اس بات کا جو چھاپی جا چکی اس کے رسالہ براہین قاطعہ میں کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تا کہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ کہ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہم نے دوست رکھا خبردار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اور مولانا عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں، اور مولانا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا آخر محرم میں کہ طبیعت بہت روبہ صحت ہو گئی تھی ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا ان دو روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں میں نے ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ بھیجے۔

هٰذانِ يَوْمَانِ مَافُزْنَا بِطَلْعَتِكُمْ وَلَوْ قَدَرْنَا جَعَلْنَا رَاْسَنَا قَدَمَاً

قَالُوْا لِقَاءُ خَلِيْلٍ لِلْعَلِيْلِ شِفَا اَلَاتُحِبُّوْنَ اَنْ تُبَرُّوْا لَنَا سَقَمَاً

عَوَّدْتُمُوْنَا طُلُوْعَ الشَّمْسِ كُلَّ ضُحیً وَهَلْ سَمِعْتُمْ كَرِيْمَاً يَقْطَعُ الْكَرَمَا

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حامل رقعہ نے دیکھی فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزر رہے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے نویں

ترجمہ اشعار (۱) یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر سے آتے۔ (۲) لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفا نہیں چاہتے۔ (۳) آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا ہے کہ کرم قطع کرے۔ ۱۲

تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو، کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں، سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجہ میں سمجھا جاتا ہے، اپنے منصب کی جلالت قدر نے انھیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں مولانا سید اسماعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور فرمایا واللہ یہ نہ ہوگا تمام علما ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں، ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا۔ اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انھیں دنوں میں مولانا عبداللہ مرداد و مولانا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ "کِفلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمْ فِی اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمْ" تصنیف کیا تھا وہ تبییض کے لیے حرم شریف کے کتب خانہ میں سید مصطفیٰ برادر خورد مولانا سید اسماعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم علما کی گردنوں میں امانت ہے، مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔ ایک دن میں کتب خانہ میں جاتا اور ایک شاندار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ "کِفلُ الفقیہ" مطالعہ کر رہے ہیں جب اس مقام پر پہنچے جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے

ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے کو بیچے تو جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے "اَیْنَ جَمَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا النَّصِّ الصَّرِیْحِ" حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لیے کتابیں نکلوائیں ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا، اس وقت تک نہ انھوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو، اتنے میں انھوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھ دی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے میں نے ان پر نہ اعتراض بلکہ کتاب کی تعظیم کے لیے اتار کر نیچے رکھدی، انھوں نے پھر اٹھا کر کتاب پر رکھ دی اور کہا بحر الرائق کتاب الکراہیۃ میں اس کے جواز کی تصریح ہے، میں نے ان سے یہ تو نہ کہا کہ بحر الرائق کتاب الکراہیۃ تک کب پہنچی وہ کتاب القضا ہی میں ختم ہو گئی ہے، ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں، بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے، مگر لکھتے وقت بضرورت، مثلاً ورق ہوا سے اڑیں نہیں، کہا کہ میں لکھنا ہی تو چاہتا ہوں، میں نے کہا ابھی لکھتے تو نہیں ہو، وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسماعیل سے مجھے پوچھا انھوں نے فرمایا کہ یہ ہی اس رسالہ کا مصنف ہے، اب ملے مگر خجالت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے حضرت سید اسماعیل نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیسا واقعہ ہوا۔ یہ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ تھی اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید دورہ بخار کا رہ چکا تھا دوبار مسہل ہوئے ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زمزم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمد اللہ تعالی بہت نفع ہوا۔ اور انھوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے۔ میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو با آنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے، میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا، جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے، تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ

پیا، نہ کبھی نہار منھ پانی پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں، گرمیوں کی سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں اس سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا اور نفع ہی کیا، زورقیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھیں بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی کلی کر کے زمزم شریف پی لی صبح وضو سے پہلے پیتا وضو کے بعد پیتا، بارہ بارہ زورقیں ایک دن رات میں صرف میرے صَرف میں آتیں پونے تین ماہ کے قیام مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید اسماعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ نصیب فرمائے میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے ملنک یعنی پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صَرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انھیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا اسی حالت میں علمائے کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا ایام مرض میں میں اسی پر ہوتا اور علما عظما عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے میں اس سے نادم ہوتا ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا یہ علما مانع ہوئے اول تو یہ فرمایا کہ حالت تمھاری یہ ہے اور سفر طویل میں نے عرض کی، اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے، دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا، معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں انہوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا میں نے حدیث "مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ" پڑھی فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف

ع پانی رکھنے کا برتن

کر چکے ہو، میں نے کہا میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار ہی کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار تک پہنچ لوں روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اسی وقت دم نکل جائے حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے یہاں فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا، اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا، جب مجبور فرمایا لکھ دیا، تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا، جس زمانے میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلے کے موافق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال وکبیدگی اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی، مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی، ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا۔ ایک بار کہا مؤذنوں نے یہ جو اذان واقامت وتکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے، فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع وسجود وغیرہ افعال نماز کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی فرمایا حکم یہ ہی ہے مگر ان پر علما کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں، ایک جمعہ میں میں خطیب کے قریب تھا اس نے خطبہ میں پڑھا "وَارْضَ عَنْ اَعْمَامِ نَبِیِّکَ الْاَطَائِبِ حَمْزَۃَ وَالْعَبَّاسِ وَاَبِیْ طَالِبٍ" یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی اور یہ بداہۃً جانب حکومت سے تھی اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے بآواز بلند نکلا "اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مُنْکَرٌ" کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ" فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بر وجہ اوسط بجالایا اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ

ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا "رَاَیْــتَ" تم نے دیکھا، میں نے کہا "رَاَیْتُ" ہاں دیکھا، کہا "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" اور تشریف لے گئے، ان دونوں اکابر علما نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک باددی کہ اس ردمنکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعہ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے جناب سید مصطفیٰ خلیل برادر حضرت مولانا سید اسماعیل سے کہا "هَــلْ عِـنْـدَ كُـمْ شَـیْئٌ مِـنْ هَـزْمَةِ جِبْـرِيْـلَ" آپ کے پاس سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے؟ سیدزادے نے فرمایا 'نَعَـمْ' اور کٹورے میں زمزم شریف لائے، میں اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں، جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انھیں دیا، یہ حال ان معظم ومعزز بندگان خدا کے ادب واجلال کا تھا، بایں ہمہ شدت مرض وشوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نظر پڑ جائے پھر دم نکل جائے دونوں علمائے کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ "تَـعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُـمَّ يَـكُونُ" تو روضۂ انور پر اب حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے ان کی اس غایت محبت کے غصے نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی میں اس زمانے میں بشدت درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت امتداد واشتداد ہوا تھا ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیرو مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیرو مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے، جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی

قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی، ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں، عرض کی یارسول اللہ! حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں، فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے، الحمدللہ یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھایا، اور یہ وہی برکات احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں کہ محبت پیرو مرشد کے سبب انھیں حاصل ہوئیں "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ" ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی میں شدت مرض سے تنگ آچکا تھا زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا، "ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں" واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے، مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اس وقت مجھے باونواں ہی سال تھا یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی، یہ چودہ برس کی پیش گوئی حضرت نے فرمائی، اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش برادر ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے ابھی چند سال ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا روزہ نہ چھوڑنا ویسا ہی ہوا اور ہر چند طبیب وغیرہ نے کہا میں نے بحمداللہ روزہ نہ چھوڑا اور اسی کی برکت نے بفضلہٖ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے "صُوْمُوْا تَصِحُّوْا" روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے، وہ حضرات علما بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زائد ہو، حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا، یہاں کی شدت گرمی تمہارے لیے باعث تپ ہے، طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پرفضا ہے چلیے

گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گزارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو، ہنس کر فرمایا میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد و شد کے ہجوم سے تمھیں فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا اجازت ہو تو ہم یہاں تمھاری شادی کی تجویز کریں، میں نے کہا، وہ کنیز بارگاہ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کیے، کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں، فرمایا، ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا، اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالا خانے پر تھا چالیس زینے کا تھا، اس سے اترنا اور چڑھنا نا مقدور تھا، مسجد الحرام شریف میں کوئی نا آشنا سے بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا، کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا انھوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا دس بجے دن کے نہ بخار رہا نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کے ساتھ پیش آیا نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے سے پڑھنا، تینوں مصلّوں پر نماز پہلے ہو جاتی ہے اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد، باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے اس کے بعد نماز حنفی ہوتی اس کے بعد باقی تینوں مصلّوں پر، وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے آخر کوششیں کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر اصح و احوط و اقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری

کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا، جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ "اَجْلَی الْاَعْلَامْ بِاَنَّ الْفَتْوٰی مُطْلَقًا عَلٰی قَوْلِ الْاِمَامْ" میں ہے۔

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ فَصَدِّقُوْہُ　　فَاِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ الْاِمَامُ

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی، بس اس بار جماعت عصر میں بہ نیت نفل شریک ہوجاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں، حضرت مولینا شیخ صالح کمال، حضرت مولانا سید اسمٰعیل ودیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے پہلے شیخ عمر جمی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے بالا خانے کے درِ وسطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا، وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے، اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے، جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع رہے، اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازۂ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا، اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں میں نے عرض کی "صَالَحْنَاھُمْ فَصَالَحُوْنَا" ہم نے ان سے صلح کی تو انھوں نے بھی ہم سے صلح کی، اس پر بعض علمائے حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں، ہم نے ان سے کون سی جنگ کی ہے، میں نے کہا، میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آکر بیٹھتے ہیں انھیں اڑاتے ہیں، کنکریاں مارتے ہیں سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے تھرتھرا تھرتھرا کر رہ جاتے ہیں، یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں انھیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے ان عالم نے فرمایا یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں میں نے کہا کیا یہ ابتدا بالایذا کرتے ہیں کہا، ہاں، میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں چیل، کوے فاسق

ہیں وہ ساکت ہوگئے شریعت میں وہ جانور فاسق ہے جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ابتداءً ایذا پہنچائے ایسے جانوروں کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل، کوا، بندر، چوہا۔ چیل، کوے زیور اٹھا کر لے جاتے ہیں بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براہ شرارت ایذا دیتے ہیں، لہٰذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے کہ اگرچہ مرغی پکڑتی، کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لیے نہ تمہاری ایذا کے لیے، کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی، نہ یہ کہ چمنی پر کنکری مارنا انھیں مقصود ہو، اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں اگر اسی وقت منضبط کر لیے جاتے محفوظ رہتے، مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو احساس بھی نہ تھا، جب اواخر محرم میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں اس میں نہایا باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینھ برستے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے، فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا بخار پھر عود کر آیا مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لیے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ قوی ہے یہ طواف بحمد اللہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا، بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی اور اس سے بھی زیادہ لطف کا طواف بفضلہٖ عزوجل گیارھویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا طواف زیارت کے لیے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے عام حجاج دسویں ہی کو منیٰ سے مکہ معظمہ جاتے ہیں میرے ساتھ مستورات تھیں اور خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا گیارھویں کو بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا، حرم شریف میں نماز عصر ادا کی آج تمام حجاج منیٰ میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا، ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف پر منھ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا، ایک عربی صاحب کو جنھیں پہچانتا نہیں مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے انہیں روک کر کھڑے

ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسہ سنگ اقدس ہوئیں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَتَقَبَّلَ اللّٰہُ بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لیکر یہ دعا عرض کرنی شروع کی۔ یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَاتُزِلْ عَنِّی نِعْمَۃً اَنْعَمْتَھَا عَلَیَّ. اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی اور یکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آکر کھڑے ہوئے اور باواز چلا کر رونا شروع کیا۔ ان کے چلانے سے کچھ طبیعت بٹی پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے اس تصور سے پھر اطمینان ہو گیا، مغرب پڑھ کر منی کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں ان سے سند لیکر علو حاصل کروں مگر بفضلہٖ تعالیٰ تمام علما سے میری ہی سند عالی تھی، یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہاں کا مرجع وملجا ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفرداں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں، نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن دہان حضرت مولانا احمد دہان مکی کے چھوٹے صاحبزادے، میں نام سن کر اس لیے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے تھے میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا وہ تشریف لائے، کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جوان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہو گئی، اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ میں مواقع ہوا وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے یہ عبدالرحمٰن دہان عربی مکی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی ترکی شامی، کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے ہجوم حضرات اہل علم ومعززین کے سبب انھیں بات کا موقع نہ ملتا ایک دن میں نے ان سے غرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا دوسرے دن ان کے لیے وقت نکالا کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے فرمایا یہاں نہ میرا اب زیادہ

قیام ہے نہ تیرا ایں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان میں آؤں گا وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق و تکسیر سیکھے، انھیں کے لیے میں نے اپنا رسالہ "اَطَائِبُ الاِکْسِیْرِ فِی عِلْمِ التَّکْسِیْرِ" زبان عربی میں املا کیا یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے علم جفر میں اتنی دستگاہ ہوگئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لیے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کرلیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں، اگر چند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکالنے لگتے، میں نے جو جداول کثیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لیے اپنی طبع زاد ایجاد کی تھیں رخصت کے وقت انہیں نذر کردیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کرلیا تھا جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئیں جن کا مذہب سنی نہ تھا انھوں نے میرے آقازادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ سے سوال کرایا جواب نکلا سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رو رعایت صاف کہہ دیا جائے، میں نے یہ ہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا، اب حضرت ہی کے ذریعہ سے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں یا نینی تال پر کہ اس وقت تبدیل آب وہوا کے لیے مریضہ کا وہیں قیام تھا یہ سوال ۸؍ شوال المکرم ۱۳۲۸ھ کو ہوا جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی اور کہاں ہوگی اس کے جواب میں میں نے ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اس کے بعد قؔ اور اس کے بعد دو کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھدیا، وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمے کو حل کریں انھوں نے حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا اور قؔ سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا، حالانکہ اس حرف سے شہر مراد تھا اور قؔ سے قریب اور دو سے حرف بؔ کہ اول لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہوگی بلکہ

اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں ایسا ہی واقع ہوا تو ۷ ارمحرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی جب اس جواب کا شہرہ ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خطوط ذیقعدہ ہی سے آنے لگے کہ تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی میں نے کہا بھائیو! اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت کے لیے تم ابھی موت تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود، جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے، تو اس علم میں ناظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لیے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا، صرف ایک قاعدہ بدوح ملن کے مزدوجات سنے ہے والا حضرت عظیم البرکت حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۂ تعلیم فرمایا تھا اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا کہ یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں صرف دو کتابوں کی مدح کی جو ان سب رائج کتابوں سے جدا ہیں جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرا دیں انھیں مطالعہ کیا جہاں تک بزور مطالعہ انکشاف ہوا ہوا، اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہو لیا تھا اس سے سوال کیے اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا، اب جو آگے الجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا اور حل ہوا، اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی، میری کتاب "سفر السفر عن الجفر بالجفر" انہیں مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال و جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب، اس نے ایک

دوسرے علم زائرچہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے رسالہ زائرچہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد ہے رسائل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ پتے دیے گئے ہیں، ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا اس نے روشن طور پر بتادیا اب جوان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہوگئیں میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ چند روز کچھ اسماء الٰہیہ تلاوت کیے جاتے ہیں مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالی زیارت جمال جہاں آرائے حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے۔ میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کیے پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں شاید پہلے ذکر بھی کر چکا ہوں اس سے اذن کا استنباط ہوسکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا۔ غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ علم اولیائے کرام کا ہے اہل بیت عظام کا ہے امیر المومنین علی مرتضی کا ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اترا تو اس فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی دقت کون سہے، جواب بحمد اللہ تعالی پورا صحیح اترا اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا، وہ طبع زاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنھوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کر دیں، ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے انھوں نے حیدر آباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہوسکتا خود آیئے وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے میرے چھوٹے بھائی مولوی

محمد رضا خاں سلمہ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی و صالح و عالم تھے وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انہیں خیر و خوبی سے رکھے حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ یہ جو کچھ سیکھیں ان کو بتاؤ۔ میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کر سکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کا خلاف کیونکر کروں گا آٹھ مہینے تک انہیں سکھایا ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے۔ وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کر لیے آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا باضابطہ مرتب فرمالیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا مجھے دکھاتے میں گزارش کرتا دیکھیے یہ جواب رکھا ہے اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نہیں نظر آتا، میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القائے ملک ہے، اگر القا نہ ہو اپنا کیا اختیار، یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لیے انہیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں، ان کی محبت وصلاح و تقویٰ کے سبب اکثر ان کی یاد آتی ہے، جزیرۂ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں، سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا کہ ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں، میں حضرت سید اسمٰعیل مکی کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے، زہے سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے، اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیوں کر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے، یہاں سے ملک چین کو تشریف لے گئے، پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا، نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا، ان کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو۔ ان کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پار سال تشریف لائے تھے۔ (واللہ

تعالیٰ اعلم)

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہوگیا اونٹ کرایہ کرلیے سب اشرفیاں پیشگی دیدیں، آج سب اکابر علما سے رخصت ہونے کو ملا وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے برا مانتے ہیں ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار نو فنجان تک پہنچا، اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عادی نہیں اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف۔ رات کو معاذ اللہ بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا، ساری شب جاگتے کٹی، صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبورانہ ملتوی رہا، جمالوں سے کہہ دیا گیا کہ تاشفا نہیں جاسکتے، وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انھیں کے ساتھ گئیں، ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاسٹر لگائے دو ہفتے سے زائد تک معالجے کیے بحمد اللہ تعالیٰ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہوجاتی تھی اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کیے، سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں حال بہت ہوگی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلا علی اللہ تعالیٰ چوبیس صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبۂ تن سے کعبۂ جاں کی طرف روانہ ہوا، براہ بشریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی ہال عہ سے کیا حال ہوگا و لہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ پر ہونگی بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا، ہال کا ضرر پہنچنا درکنار، وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہوجاتی تھی دفعۃً دفع ہوگئی وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی۔ یہ ہے ان کی رحمت، یہ ہے ان سے استعانت کی برکت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک باہر سے دور تک برسم مشایعت تشریف لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم کے لیے ہر چند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری

عہ جھٹکا

دربار معلّٰی میں لکھا گیا تھا۔

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے، کوئی تیس چالیس آدمی اور ہونگے، کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول[۱] تھا، ہوا کے لیے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے ایک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی ابدل کو، علیٰ ہذا القیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں، ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا ان سے کہا گیا نہ مانے، معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے، میں نے ان سے کہا یا شیخ! انھوں نے کہا "الشیخ عبدالقادر جیلانی" شیخ تو حضرت عبدالقادر جیلانی ہیں، ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے انھوں نے ان پہلے بزرگ کو سمجھا دیا اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے تین روز میں کشتی رابغ پہنچی یہاں کے سردار شیخ حسین تھے ٹٹیوں کے مکان قیام کے لیے تھے جب ان میں اترنا ہوا اللہ اعلم لوگوں کو کس نے اطلاع دی ان کے بھائی ابراہیم مع اپنے اعزا کی ایک جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نافیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمدہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا، ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا، یہاں سے اونٹ کرایہ کیے گئے، نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا ہوا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہو گئے اور یہ خیال کیا کہ حاجی صاحب اسباب بار کرادیں گے، حاجی صاحب بھی سوار

[۱] جہاز یا کشتی کا ستون

ہو گئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا، جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن ہے نہ گھی ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے دن بحمد اللہ تعالی خاک بوس آستان جنت فشاں ہوئے، الحمد للہ رب العالمین، راہ میں جب بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا، جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا، میں اور میرے رفقا اتر پڑے قافلہ چلا گیا کرچ کا ڈول پاس تھا رسی نہیں اور کنواں گہرا، عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا بحمد اللہ تعالی نماز ہو گئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا، منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لیے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اس پر سوار ہوا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کر دی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اپنا اونٹ لیے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا، یہ سب میری سرکار کرم کی وصیتیں تھیں، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی عِتْرَتِہٖ قَدْرَ رَاْفَتِہٖ وَرَحْمَتِہٖ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستہ میں نکل گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کا یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انھوں نے نہ

لیا، اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی ہے کہ شیخ سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمد اللہ تعالی اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی صبح سے عشا تک اسی طرح علماء عظما کا ہجوم رہتا، بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں، حسام الحرمین و الدولۃ المکیۃ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی، جزاہ اللہ خیراً کثیراً۔ یہاں بھی اہل علم نے الدولۃ المکیۃ کی نقلیں لیں ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد مقدس وغیرہا کے علما جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے، رحمۃ اللہ تعالی علیہ رحمۃ واسعۃ۔ علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یاسیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا، واللہ تم سید ہو، میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَولَی الْقَومِ مِنْھُمْ قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے۔ اللہ تعالی سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقہ میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین۔ یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولانا سید مامون بری و مولانا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں، ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اٹھ گئے تھے مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالی بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں زیادہ زمانہ قیام انہیں

میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے۔ مسی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا۔ ایسا ہی کیا گیا، حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد الدولۃ المکیۃ پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں۔ تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی یہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشا کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب دیے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے، جا بجا ان کا ذکر میں نے الفیوض الملکیۃ حاشیۃ الدولۃ المکیۃ میں کر دیا ہے، بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا، اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا۔ ایک رات ان کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیے جن کا جواب وہ نہ دے سکے اور وہ بھی سینے میں غبار لیکر اٹھے، ان کا غبار مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے پرواہ نہ کی۔ انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انہیں صواب کی طرف راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں۔ اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرۂ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا، یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علما تو علما اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علما آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علما کا یہ ہجوم ہے،

میں نے عرض کی، میرے سرکار کا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کریما کہ در فضل بالا ترند سگاں پرورند و چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں ہموں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا، باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی۔ سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں۔

ہم کو مشکل ہے انھیں آسان ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آ لیے ہیں پا بر کاب ہوں اس وقت تک علما کو اجازت نامے لکھ کر دیے وہ سب تو ''الاجازات المتینۃ'' میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آ ئیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے، یہ درج رسالہ نہیں، چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا اونٹ جدہ کے لیے کیے تھے اب موسم سخت گرمی کا آ گیا تھا اور بارہ منزلیں منزل پر ظہر کی نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں ابتدا سے یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا، انھوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول کے لیے جیسے آرام دیئے اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین۔ جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے خریدے اور روانہ ہوئے جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکہ دیا عدن پہنچ

کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا، بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا، ہم نے کہا، اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی جب کراچی پہنچے ہیں ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چنگی کی چوکی، جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر، اسباب کثیر، یہاں محصول تک دینے کو نہیں، ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود وسلام، ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا، ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیے، چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دیکر چلا گیا اب سوا روپیہ باقی رہا، اس میں سے میں نے مجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دو سو روپیہ بھیجو، یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کہ بمبئی سے آتا کراچی سے کیسا آیا، بارہ سے روپے پہنچ گئے، بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے وہاں جانا پڑا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی آدمی بھیجے باصرار احمد آباد لے گئے سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خان و حامد رضا خان کے ساتھ روانہ کر دیا تھا، میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں اَلْـمُـرْجِـفُـوْنَ فِـي الْـمَـدِيْـنَـةِ کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہوگیا، بمبئی آ کر یہ خبر سنی، احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی ہاں اتنا ہوا کہ آیہ کریمہ اِنَّـا فَـتَحْنَا لَکَ فَـتْحاً مُّبِيْناً کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے

عہ بہر حال

صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں انہیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے۔ میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جس کے جواب انھوں نے وہ دیے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے، اس کو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا، وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ پورے اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرا مخالف کر دیا تھا یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے۔ اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہٖ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہو گیا۔ علم الٰہی اور علم نبوی کا غیر متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی کہ عیاذاً باللہ یہ قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے، کچے ناسمجھ لوگ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ، پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آ گئے، مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا یہاں جو فتح و ظفر مولیٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی ان صاحب نے اپنے زعم پر کہ مجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جما لیا آنے تو دو یہاں آتے ہی قید کرا دوں گا۔ مولیٰ عزوجل کی شان، میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں ہوں ان کی نسبت دھوکے سے چندے منگانے کا دعویٰ ہوا اور جیل خانے بھیج

دیے گئے جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آ چکے تھے مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں، میں نے کہا علماء وعظما کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے، کہا میں اسی وقت آؤں گا، میں نے کہا اس وقت بندش ہوتی ہے، کہا میری بندش نہ ہوگی، تشریف لائے اور کلمات استمالت واستعفا کے فرمائے، میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہ تعالیٰ اس کا کچھ غبار بھی نہ تھا پھر ہندوستان تشریف لا کر بھی مجھ سے ملے اظہار نام کی ضرورت نہیں۔ ع

چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا، ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے اور جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ ورسول کی بیشمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی، ان سے رہ گیا اور مجھ سے بہت کچھ سہو ہو گیا، جو یاد آیا بیان کیا، نیت کو اللہ عزوجل جانتا ہے قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر۔ یہ برکات ہیں ان دعاؤں کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْحَبِيْبِ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

مؤلف:۔ ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے، اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ اشعار نعت شریف سنانے کی درخواست کی، استفسار فرمایا کس کا کلام ہے، انہوں نے بتایا، اس پر ارشاد فرمایا، سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا، مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے، البتہ مولانا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جابجا ہے اور یہ شرعاً محض ناروا و بیجا ہے، مولانا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ورنہ ضرور احتراز فرماتے، حسن میاں مرحوم کے یہاں بفضلہٖ تعالیٰ یہ بھی نہیں، ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیے تھے ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی

معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا۔

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے جس کے لیے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ، اے محبوب تم فرمادو کہ اگر رحمٰن کے لیے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا، ہاں شرط و جزا میں علاقہ چاہیے وہ آیہ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

ہر نعمتیکہ داشت خدا، شد بر او تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لیے بچا رکھی۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں، باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین، ہر جود سے بڑھ کر جواد۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں، لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا جیسے ارشاد ہوا "لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ" اگر ہم بیٹا چاہتے

توضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو! تم مسیح کو اور یہودیو! تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو! تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لیے بیٹا بنانا ہوتا تو انھیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں، یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے باقی اکثر دیکھا گیا کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض حمد میں ایک جانب اصلا حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا) مولانا کافی علیہ الرحمہ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی۔ پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی لکھا تھا۔ ع

بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد کی منتہائے حد جنوبی سے میری طرف خوش خوش آ رہے ہیں ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں نو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض:۔ حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے؟۔

ارشاد:۔ طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے

پکنا۔ بیعت اس شخص سے کرنا چاہیے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی، اولاً سنی صحیح العقیدہ ہو، ثانیاً کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے، ثالثاً اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو، کہیں منقطع نہ ہو، رابعاً فاسق معلن نہ ہو (اسی سلسلہ بیان میں ارشاد ہوا کہ) لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنی نہیں جانتے بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

عرض:۔ حضور کے زمانے میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی؟۔

ارشاد:۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جا رہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا، سلمہ تم بیعت نہ کروگے، عرض کی، حضور ابھی کر چکا ہوں، فرمایا وایضا پھر بھی، انھوں نے پھر بیعت کی، اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یارسول اللہ میں دو بار بیعت کر چکا فرمایا وایضا پھر بھی۔ غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی۔ ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔ ایک بار عبدالرحمٰن فزاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ "یاصباحاہ" یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں، کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر

کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں اَنَا سَلْمَۃُ ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَعِ۔ میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت و خواری کا دن ہے ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہوکر زیادہ بھاگیں یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوگئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انھوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادہ کفار کی مدد آئی ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ مع بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اَسَدٌ مِنْ اُسُدِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فرمایا اللہ و رسول کے شیروں میں سے ایک شیر، ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی، تھان[1] پر بندھا ہوا چمکا انھوں نے چمکارا پھر چمکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل، گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا، اس عبدالرحمٰن فزاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدۂ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے پورا ہونے کا آیا، وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انھوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک[2] شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بیوی کے لیے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلہ کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور

---

[1] گھوڑے کا اصطبل [2] خنزیر، سوٴر

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور کیا۔

عرض:۔ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں ، ع۔ کہ سلطان نہ گیرد خراج از خراب۔ اور اگر بتکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لیے ہے تو جہنم کا مستحق ہے، اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بنیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا   اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

عرض:۔ اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تا کہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا؟۔

ارشاد:۔ یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے۔ یہاں میں ایک حدیث وہابی کش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے۔ عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقدِ احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے انہیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا صدیق نے عرض کی یارسول اللہ، اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِيْهِ میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنالیتا ہوں یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں فاروق نے عرض کی یارسول اللہ اَطْرُدُ الشَّيْطَانَ وَاُوْقِظُ الْوَسْنَانَ میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا

اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا اس لیے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں حضرت بلال نے عرض کی یارسول اللہ، کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُ اللّٰہُ بَعْضَہٗ مَعَ بَعْضٍ. پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔ اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے درمنثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے کہیں حمد ہے کہیں ثنا، کہیں ذکر کہیں دعا، کہیں خوف کہیں رجا، کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطلب جدا جدا، جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کرکے پڑھتا ہوں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّکُمْ قَدْ اَصَابَ تم سب ٹھیک پر ہو۔ مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورۃ ختم کرکے دوسری سورۃ کی طرف چلو۔ اسی طرح ایک شب تہجد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سنا ان کی آواز نہایت دلکش، ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا ارشاد ہوا انہیں داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انھوں نے عرض کی یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا۔ میں کہتا ہوں یہ جگہ ہے کہ وہابیت کا زہرہ شق ہو جائے ریا حرام ہے بلکہ اسے شرک فرمایا۔

اگر روئے طاعت تر ا در خداست ۔۔۔ اگر جبرئیلت نہ بیند رواست

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لیے تصنع، یہاں یہ صحابی خود حضور میں عرض کررہے ہیں کہ میں حضور کے لیے اور زیادہ بنا کر پڑھتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نہیں فرماتے، تو ثابت ہوا کہ حضور کے لیے بنانا غیر خدا کے لیے بنانا نہیں، خدا ہی کے لیے ہے کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مِنْ تَمَامِ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" یارسول اللہ! میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب اللہ

ورسول کے نام پر تصدق کردوں۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تُبْتُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" یارسول اللہ! میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔ اس قسم کی بہت آیات واحادیث میری کتاب "الامن والعلیٰ" میں ملیں گی جن سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں اللہ ہی کا معاملہ ہے، مگر وہابیہ کو عقل وایمان نہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور سے پنج آیت کا بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم سب ٹھیک پڑھو اور آگے جو انہیں تعلیم فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولیٰ یوں ہے۔

عرض:۔ حضور! فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے؟۔

ارشاد:۔ یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائز ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہوجائے گی کہ شجر وحجر ودرودیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔ حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لیے جاتے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑگئی یہ نظر اول تھی بلاقصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیرومرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہوکر...... انھیں سیدی احمد سجلماسی کی دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہیے، عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی، فرمایا سوتی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال لی تھی، عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا، فرمایا جہاں وہ سورہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا، عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا، فرمایا اس پر میں تھا۔ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں، ہر آن ساتھ ہے۔

عرض:۔ بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر ایک دن کا بچہ ہو ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتا ہے۔

عرض:۔ اثبات ہلال میں تار پر اعتماد ہوگا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ میرا رسالہ "ازکی الاھلال" ملاحظہ فرمایئے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں لیکن گنگوہی صاحب نے معتبر مانی اور اپنے علم و فہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ استدلال مضحکہ اطفال تراشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے ہو یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوار کے نزدیک تار بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ان کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً و نقلاً باطل و مردود ہے اول تو یہاں تحریر ہی کہاں دوم خط خود کب معتبر تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ اَلْخَطُّ يُشْبِهُ الْخَطَّ اور اَلْخَطُّ لَا يُعْمَلُ بِهٖ سوم آپ کے لیکھے اس سینکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا نہیں لکھتا کہ اس کا خط آپ کے نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت بانس تار بابو کے ہاتھ میں ہے جو محض مجہول اور اکثر کفار۔ اس کا نام مفتی گری ہے، آدمیاں گم شدند۔

عرض:۔ حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے؟۔

ارشاد:۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے۔ قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے (اسی تذکرہ میں فرمایا) حضرت سیدی ابراہیم ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے غیب سے ندا آئی "ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں" اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے۔

عرض:۔ دسترخوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے؟۔

ارشاد:۔ ناجائز ہے۔

عرض:۔ اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن باوضو ورنہ اجازت نہیں۔

عرض:۔ اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی میں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی؟

ارشاد:۔ نہیں مگر جب کہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ فصیل پر وضو کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکتے فرش مسجد میں پہنچ گئے یہ ناجائز ہے۔ میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طور پر کیا وہ یوں کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف، جاڑوں کے دن تھے میں نے توشک بچھا کر اور اس پر لحاف ڈال کر وضو کر لیا اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی، پانی جتنا وضو کا تھا توشک ولحاف نے جذب کر لیا۔

عرض:۔ حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟۔

ارشاد:۔ جمہور حنفیہ کا یہ ہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، ایک صحابی نے کہا کہ مکہ معظمہ افضل ہے، فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے، انھوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ، فرمایا میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے، انھوں نے کہا بخدا خانۂ خدا وحرم خدا........ فرمایا میں خانۂ خدا اور حرم خدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے، وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے، اور یہی میرا مسلک ہے صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ" مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں، دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا "اَلْمَدِیْنَةُ اَفْضَلُ مِنْ مَّکَّةَ" مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ اور تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت، یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں، جسے یوں سمجھیے کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ

پچاس ہزار اشرفیاں، گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی، مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یونہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب، مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں، عجب نہیں کہ حدیث میں "خیر لھم" کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

مؤلف:۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا ان کے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قیامت قریب ہے اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا ۹۰ ر ہزار شاگرد محدث چھوڑے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے۔ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل، اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مگس رانی کر رہا ہوں خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی نہ تھی علما نے تعبیر فرمایا، بشارت ہو تمہیں کہ احادیث میں جو خلط ہو گیا ہے تم اسے پاک وصاف کرو گے۔

عرض:۔ حضور احادیث میں خلط کس نے کر دیا اس کی کیا وجہ ہے؟۔

ارشاد:۔ خدا ناترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس وعظ میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا، حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيىٰ بْنُ مَعِيْنٍ احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی۔ اتفاق کی بات کہ یہ دونوں حضرات اس وقت وہاں تشریف فرما تھے باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہ جاتے جب وہ ختم کر چکا یحییٰ بن معین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا، احمد یہ ہیں اور یحییٰ میں، ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی،

بولا میں سنا کرتا تھا کہ ابن حنبل اور ابن معین کم عقل ہیں آج مجھے اس کا یقین ہوا ساتھ احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) پہلی مرتبہ کی حاضری حرمین طیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کعبہ معظمہ میں مجھ سے آکر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لیے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب شریف میں عام طور سے قیام ہوتا ہے یہاں شیخ العلما احمد زین دحلان قیام کو منع کرتے ہیں۔ میں نے کہا شیخ العلما کا دولت کدہ یہاں سے چند قدم ہے ابھی چلو ہم دریافت کرادیں ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ گیا، مفتریوں کی یہ جرأت ہوتی ہے، میں نے کہا، کاش مکہ معظمہ سے باہر جا کر بلکہ جہاز میں سوار ہو کر یہ افترا کیا ہوتا کہ تصدیق کے لیے واپس آنا دشوار ہوتا، شیخ العلما کے زیر دیوار بیٹھ کر ایسا جیتا افترا، مگر اس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا اٹھ کر چلا گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلما خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں ان کے متعدد فتوے ہیں، فتاوے کے علاوہ ان کی کتاب مستطاب اَلدُّرَرُ السَّنِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْوَهَابِيَّةِ میں اس کی جلیل تصریح ہے اور سیرۃ نبویہ (۱) میں اس سے بھی روشن تر۔

عرض:۔ واقعی اگر منہ بند ہوا ہے تو حضور ہی کی ذات بابرکات سے دل میں نہ معلوم کیا کیا کہتے ہوں گے؟۔

ارشاد:۔ اس کا کیا خوف، دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خبثا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں مجھے اس کی

(۱) سیرۃ نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقومون تعظیماً لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم یعنی عادت جاری ہوگئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور بیشک امت کے بڑے بڑے علما نے ایسا کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے ۱۲)

پرواہ نہیں اس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں، ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لیے ہے بلکہ ان پر نثار ہونا ہی عزت ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا، وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَذًى كَثِيْرًا۔ البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ برا سنو گے۔ بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین و صحابہ و تابعین تو مخالفین کے سب و شتم سے بچے نہیں، یہ درکنار جب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب و محبوب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی انہیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں۔

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی صاحب کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے انھوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب رہی انھوں نے لوگوں سے پوچھا اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا وہ دہلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا، انھوں نے کہا الحمد للہ میری محنت وصول ہوئی۔

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزۃ میں عرض کی الٰہی مجھے ایسا کر کہ مجھے کوئی برا نہ کہے ارشاد باری ہوا، اے یحییٰ یہ میں نے اپنے لیے تو کیا ہی نہیں کوئی میرا شریک بناتا ہے کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لیے بیٹے ٹھہراتا ہے لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کو اکثر برا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک بھی برا کہنے والا نہیں۔ قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سید نا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے یہاں

تک کہ انہیں اوران کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے چارسوانبیا کو صاف جھوٹا لکھا حتی کہ دربارہ حدیبیہ خود شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا۔ مگر یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی (یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ) اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اور اللہ ورسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے، نہ بے تہذیبی نہ کوئی بری بات۔ ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہوگئی۔ ہاں ہاں اللہ ورسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کہے با شدا ور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ ورسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں میں تو ان کا چپراسی ہوں چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے، آمین۔

عرض:۔ حضور علم ماکان وما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے، مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد:۔ جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ واقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا، باقی قدرت نہیں رکھتا، حدیث میں ارشاد ہوا۔ عَلِّمُوْا بَنِيْكُمُ الرَّمْيَ وَالسِّبَاحَةَ، اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کردو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں، بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں

دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے۔ کعب بن زبیر اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے قصیدہ نعتیہ میں عرض کیا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنَارٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
وَصَارِمٌ مِنْ سُیُوْفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلٌ

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ، جب بعض اشعار دیگراں علم اقدس میں آنا منافی کریمہ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ نہ ہوا تو جمیع اشعار اولیں و آخریں مکتوبات لوح مبیں کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہو سکتا ہے جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر بھی رب العزت نے دفع وہم فرمادیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق، اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرمادیتے۔ لبید رضی اللہ تعالی عنہ کے شعر

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَاکُنْتَ جَاھِلاً
وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدٗ

کا مصرعہ دوم یوں پڑھتے، ع۔ وَیَاْتِیْکَ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ۔

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے۔ شاعر نے یوں کہا ہے۔

وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدٗ۔

عرض: ۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزء لا یتجزی باطل ہے۔ اگر باطل مانا جائے اور ہیولی اور صورت کی قدامت باطل کر دی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر جزء لایتجزی نہ مانا جائے تو ہیولی اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا پھر طویل وعریض مباحث چاہے گا اس لیے ہمارے علما نے اسے سرے ہی سے رد فرمادیا "گربہ کشتن روز اول باید"۔ دین اسلام میں ذات وصفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں رب العزۃ فرماتا ہے۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نیا پیدا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا، اور حدیث میں ہے، کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، غیر خدا کسی شی کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض:۔ باری تعالی کا علم قبل مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا؟۔

ارشاد:۔ یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل وانفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کنہ کوئی نہیں جان سکتا یوہیں اس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عند العقل کا ہے غلط ہے ان سفہا نے اصل و فرع میں فرق نہ کیا علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے حق سبحانہ تعالی ذہن وصورت وارتسام ونور عرضی سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضور معلوم کا محتاج اس کا علم حضوری وحصولی دونوں سے منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چوں و چگوں و چرا و چساں کا دخل نہیں ہم نہ اس کی ذات سے بحث کر سکتے ہیں اور نہ اس کی کسی صفت سے حدیث میں فرمایا۔ تَفَكَّرُوْا فِیْ آلَاءِ اللّٰهِ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ فَتَهْلِكُوْا. اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہوجاؤ گے اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لیے انہیں لاعین ولا غیر کہا جاتا

ہے اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ وہ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ہے کوئی اسے محیط نہیں ہوسکتا لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال، حق یہ ہے "وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ، اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالیٰ کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں انسان کی تعریف کرتے ہیں حیوان ناطق حیوان کی تعریف کرتے ہیں جسم نامی حساس متحرک بالارادہ اور ناطق کی مدرک کلیات و جزئیات اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفو گری ہے ان سفہا نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں گھوڑا حیوان صاہل ہنہنانے والا جانور، گدھا حیوان ناہق رینکنے والا جانور، انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور، انھوں نے ناطق کے معنے گڑھے مدرک کلیات و جزئیات جسے اصلاً زبان عرب مساعد نہیں خیر یوں ہی سہی، انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموع کا، اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن، دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ حیوان ولا حیوان کا مجموعہ لا حیوان ہوگا اور ناطق ولا ناطق کا لاناطق، غرض واقع میں کوئی شی ایسی نہیں جس پر حیوان و ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز،

ع۔

تو از جاں زندہ و جاں را ندانی

پھر کنہ ذات وصفات میں کلام کیسا جہل شدید وضلال تام ہے حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہوسکتی اسی لیے اولیا فرماتے ہیں۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب پہلے معرفت رب ہولے۔ زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" نہ کہ معاذ اللہ ربی۔

عرض: حاشیہ خیالی پر مولوی عبد الحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغا

اعتباری ہے۔

ارشاد:۔ یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد مانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہو جائے گا محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور ہے اور روح اور ہے۔

عرض:۔ تو حلول ہوا۔

ارشاد:۔ ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہی ہیں۔

عرض:۔ روح عالم امر سے ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں، عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے، عالم خلق مادے سے بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم امر زے کن سے، لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ روح عالم امر سے ہے محض کن سے بنی، اور جسم عالم خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے، خلقکم اطواراً۔

عرض:۔ اس مسئلہ جزء لایتجزی میں امام رازی اور علما نے بھی توقف کیا اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ صدرا میں بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جز کو کوئی باطل نہیں کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں اتصال کو ہم بھی باطل مانتے ہیں جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں، اقلیدس نے جو اصول موضوعہ مانے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نقطہ وخط وسطح موجود ہیں اور اثیر ابہری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہ ہی ان کے یہاں مذہب محققین وجمہور ہے۔بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے نہ کہ نفس جز کا۔

عرض:۔ شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے؟۔

ارشاد:۔ فلسفی خیالات باطلہ اس کی طرف نسبت کیے گئے ہیں جس پر اسے قتل کیا گیا وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقیین کا متبع ہوا۔

کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اسے آتا تھا قصاب سے دنبہ خرید ا دنبہ لے کر چلا اور قیمت نہ دی قصاب پیچھے ہولیا وہ مانگتا ہے یہ چپ چاپ چلا جاتا ہے قصاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اکھڑ آیا وہ بیچارہ ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائے چھوڑ کر چلا گیا اور وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی اسے یہ فن آتا تھا، اسے لکھ کر حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

"بدا کسا نیکہ چنیں کارہا کنند، وبد اعلمیکہ باواین کارہا آموزند"۔

عرض:۔ بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی ہے۔

ارشاد:۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ کی تعریف کی ہے اور وہ بیشک امام الائمہ ہیں۔ یہ بھی سہروردی تھا زمانہ بھی حضرت سے قریب ہے نسبت بھی ایک ہے لقب بھی ایک ہے اس لیے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اس کی کسی بات میں برکت نہ دی گئی۔ ۳۴، ۳۵ برس کی عمر میں مارا گیا۔

عرض:۔ معقولیوں نے اس کی بڑی تعریف کی ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (تا) گھٹا دیا بے واسطہ اللہ تک وصول محال ہے سوائے ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات کے۔ نفحات الانس شریف میں ہے، ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہو کر عرض کی، غزالی کیسے ہیں؟۔ فرمایا فَازَ مَقْصُوْدَهٗ اپنی مراد کو پہنچ گئے، عرض کی فخر الدین رازی کیسے ہیں؟ فرمایا رَجُلٌ مُعَاتَبٌ ان پر عتاب ہے، معاذ اللہ عقاب نہ فرمایا، عقاب سزا ہے اور عتاب حصہ احبا ہے، عرض کی ابن سینا؟ فرمایا، بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا، میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثریٰ کو چلا گیا، یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مرآت الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہو گیا تھا، موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا، باندی غلام سب آزاد کر دیے، رات دن

ع۔ نامعقولیوں، منطقی، فلسفی

نماز وتلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا، اگر ایسا ہے تو اُس کے اِس شعر نے کام دیا کہ

آنجا کہ عنایت تو باشد باشد ناکردہ چو کردہ، کردہ چوں ناکردہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اسی برس کے بت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلیٰ بدلاء سبعہ سے کر لیتے ہیں اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا۔ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

عرض:۔ وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہوگئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی تقویۃ الایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے؟۔

ارشاد:۔ ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا، اللہ پر افترا، اور اللہ کے رسولوں پر افترا، اور رسالت کا انکار، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وہ واسطہ کے معنیٰ ایلچی سمجھے ہیں ایلچی ہی مانتے ہیں بس ایلچی سے جب پیام سن لیا اب کیا کام رہا۔

عرض:۔ اہل فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا؟۔

ارشاد:۔ تو آپ کا مقصود کیا ہے، انہیں وصول تو نہیں ہوا، بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو یہ مختلف فیہ ہے۔ قس بن ساعدہ واصلین اور اہل فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں، نصرانیت محو ہو چکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا وہ جو مشرکین تھے ان کے سامنے وعظ کہتے اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے آخر میں کہتے اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه روشن فرمائیں گے۔ تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہ ہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیا اولیا وعلما علیہم الصلاۃ والثنا کہ شفاعت فرمائیں گے ان کی شفاعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ولہٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا۔ اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ، شفاعت انبیا کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ

فرماتی ہے وَیَھْدِیَکَ صِرَاطاً مُّسْتَقِیْماً ہمیں بھی حکم ہوا کہ عرض کرو، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا اور حضور کو بھی فرمایا وَیَھْدِیَکَ صِرَاطاً مُّسْتَقِیْماً۔ اے محبوب ہم نے تمہارے لیے فتح مبین اس لیے کی ہے کہ تمہیں سیدھی راہ بتائیں، صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو یہ کہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ وخم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا، پہلی اور انبیا اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور مجھ تک چلے آؤ، تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں سب کے لیے وسیلہ تم ہو تمہارے لیے کون وسیلہ ہو فلہٰذا حضور اقدس کے اسمائے طیبہ سے ہے صاحب الوسیلۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واسطہ اگر حضور کے لیے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لیے کہ جو واسطہ ہوگا کامل ہوگا ناقص نہ ہوگا اور جب کامل ہوگا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجود عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف تو خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو، توحیدیں دو ہیں، ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے، ذات وصفات واسماو افعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ۔ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖ اَحَداً۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ۔ اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خلاصہ ایمان یہ ہے محقق دہلوی فرماتے ہیں۔

مخواں اور اخدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اور ان سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ ۔۔۔ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ حَدٌّ ۔۔۔ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا۔ تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اسے بیان کر سکے۔ بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض:۔ صحابہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا سُلْطَانُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہتے تھے۔

ارشاد:۔ اس آن سے پہلے کبھی نہیں سنا، محض افترا اور محض بے بنیاد ہے۔

عرض:۔ سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

تہی دست سلطان پشمینہ پوش ۔۔۔ غلامی خرد پادشاہی فروش

ارشاد:۔ بادشاہ دو عالم ہیں تمام جہاں ملک ہے مگر کمبل اوڑھتے اور متاع دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں ایک بار نماز کی اقامت ہوگئی، تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے ہیں کہ دفعۃً صحابہ کو ارشاد ہوا "عَلٰى رِسْلِكُمْ" اپنی جگہ ٹھہرے رہو کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر انھیں تصدق فرما آیا۔ بندۂ بارگاہ عرض کرتا ہے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگتے اس کے عوض سلطانی عطا فرماتے ہیں۔ جو ان کا بندۂ درہو گیا، ملک ابد کا تاج ور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" اے محبوب تم فرمادو کہ میرے غلام ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا یعنی بندوں کو محبوب الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکاری غلامی وہ ہے کہ ہر بندۂ در محبوب اللہ ہے۔

مؤلف:۔ ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے، سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا، نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنا چاہیے وہ حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت۔

عرض:۔ آمدنی کی قلت اور اہل وعیال کی کثرت سخت کلفت ہے۔

ارشاد:۔ "یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ" ۵۰۰ بار اول وآخر ۱۱۔۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشا قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو پڑھا کرو۔

مؤلف:۔ حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثا نے تو روافض کو بھی مات کر دیا وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں جھوٹ فریب سے بیروپیے بن کر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔

ارشاد:۔ یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لیے چندہ مانگا ان صاحب نے اس کا نام پوچھا بتایا انھوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو احمد رضا کا مخالف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا اس نے کہا کہ حضرت میں تو ان کے در کا کتا ہوں۔ غرض کتا بن کر ۵۰۰ سو روپے مار لایا۔ (اسی سلسلے میں فرمایا کہ) حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہر

دوپٹے نے دھوکہ دینا چاہا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر تو دھوکا دے دیا تو جو مانگے گا پائے گا اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا، آخر مدت مدیدکا بھلاوا دے کر صوفی زاہد عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا بیٹھا، رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا پہلے دیہاتیوں کا ہجوم ہوا پھر شہریوں پھر امراء، وزراسب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی خود تشریف لے گئے بہرو پئے نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے، گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہوگیا سلطان منتظر رہے دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مؤدب بیٹھ گئے ان کا مؤدب بیٹھنا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ میں فلاں بہروپیا ہوں بادشاہ خجل ہوئے اور فرمایا، واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا اب مانگ جو مانگتا ہے اس نے کہا، اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اس کا نام جھوٹے طور پر لیا اس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں یہ کہا اور کپڑے پھاڑے، جنگل کو چلا گیا۔

عرض:۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں، مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض:۔ نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے؟۔

ارشاد:۔ طریقۂ حنفیہ کے مطابق، نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے اس دن کھل جائے گا کہ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے، اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہونگے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ

الصلاۃ والسلام کی نسبت صادر ہو گیا حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل مطابق عمل مذہب حنفی ہوں گے جس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے ولہذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمۂ شریعت کبریٰ سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جا کر کے خشک ہو گئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش و آب و تاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جا کر وہ تین نہریں بھی ختم گئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی۔ یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

عرض:۔ مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد کے جا سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلاضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اس شخص کے لیے یہی حکم ہے جس نے ابھی اس وقت کی نماز نہ پڑھی جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہو اور کسی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور یہ دوسری مسجد کا مقیم جماعت نہ ہو اسے نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے۔

مؤلف:۔ یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر ہوا، فرمایا اذان میں "اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ" ان کا الحاد ہے۔ اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے نیز تصریح ہے کہ "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلْ" مفوضہ لعنھم اللہ کی ایجاد ہے یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک حکایت عجیب سنی گئی کہ رافضیوں میں ایک مؤذن اندھیرے سے جا کر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا محلے میں کچھ غریب سنی رہتے تھے کہ خون جگر پیتے

اور کچھ بس نہ چلتا ایک روز چار جوان ہر چہ باداباد کہہ کر مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے، حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا اور اذان میں صدیق اکبر کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرا دیا کہ خبیث تو ہمیں برا کہتا ہے اس نے گھبرا کر کہا حضرت، میں تو عمر کو کہتا تھا، دوسرے جوان برآمد ہوئے مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے برا کہے گا اس نے سراسیمہ ہو کہا کہ حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا مارا کہ ناپاک تو مجھے برا کہے گا آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ نہ بن چلایا کہ مولیٰ مدد کیجیے، دشمن مجھے مار ڈالتے ہیں اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں استرا لیے برآمد ہوئے اور جڑ سے اس کی ناک پوچھ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو برا کہے گا اب یہ چاروں صاحب تو چل دیے مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لیے آئے ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی جب کچھ روشنی ہوئی دیکھا جناب قبلہ ایک گوشے میں سمٹے پڑے ہیں کہا حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے کہا خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے اور مارتے مارتے موتجھ کر دیا، کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہیں کیا، وہ چپ ہو رہا، جب بار بار یہی کہے گئے اس نے جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے مولیٰ نے آکر جڑ سے پوچھ لی۔

ما زیاں را چشم یاری داشتیم　　خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

عرض:۔ حضور اگر نماز فاسد ہو جائے تو سلام پھیرنا چاہیے؟۔

ارشاد:۔ کوئی ضرورت نہیں سلام نماز پوری کرنے کے لیے ہوتا ہے جب نماز ہی فاسد ہو گئی تو سلام کیسا۔

عرض:۔ بیعت کے کیا معنی ہیں؟۔

ارشاد:۔ بیعت کے معنی بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزا۔۔

ا؎ ادھ موا

موت کا حکم بادشاہ نے دیا جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے اور ہے بھی یہی بات، کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا، اس کا نام ارادت ہے، اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا، اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہیے۔ ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے، وہ نہ دیتا تھا، فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحبدل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انھوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دکان لوٹ جائے گی لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی، معلوم ہوا بالکل خالی ہے، پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا، اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وَهَبْتُهُمْ لَكَ میں نے یہ سب تمہیں بخش دیے۔

عرض:۔ حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا ان ولی اللہ نے اگر اس کی دکان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی ممکن تھا جیسے دفع ظلم کے لیے رشوت دینا مگر اس فقیر کے دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی؟۔

ارشاد:۔ شریعت مطہرہ کے دو حکم ہیں ظاہر و باطن قاضی و عامۂ ناس ان کی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے ان پر اس کی پابندی لازم اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو، اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہو چکی، ایک فقیر مفلس بینوا نان شبینہ کو محتاج شب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی یہ سمجھا کہ میری دعا قبول ہوئی یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا ہے گائے پچھاڑ کر ذبح کی اسکا گوشت پکایا اور کھایا صبح مالک کو خبر ہوئی وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا وہ بگڑا اور کہا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں فرمایا اگر حق چاہتا ہے تو گائے اسی کی تھی وہ اور برہم ہوا فرمایا نہ صرف گائے بلکہ جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے، وہ اور زیادہ فریادی ہوا فرمایا تو بھی اسی کی ملک اور اسی کا غلام ہے اب تو اس کی بیتابی کی حد نہ تھی فرمایا اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لیکر جنگل کو تشریف لے گئے واقعہ عجیب تھا خلق کا ہجوم ساتھ ہولیا، ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو، کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا نبی اللہ نے اس درخت سے ارشاد فرمایا شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا پیڑ نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے یہ گائے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی کے خنجر سے ذبح کیا! اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہو گیا اس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بے کس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں، حکم باطن ثابت ہوا غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے وہی یہاں بھی ممکن کہ دکاندار اس فقیر کے مورث کا مدیون ہو اگرچہ وہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو نہ یہ دکاندار اسے پہچانتا ہو، تو یہ جبراً دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار رسانیدن۔

عرض:۔ کسی شیخ سے بیعت کر کے دوسرے سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں، البتہ تجدید کر سکتا ہے، عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت لے لیتا ہوں سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

مؤلف:۔ ایک شب مسجد کی گھڑی کوئی صاحب چرا کر لے گئے اہل محلہ نے پولیس میں رپورٹ وغیرہ کی اس پر ارشاد فرمایا، ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قنادیل لگانے کے لیئے آئیں ان میں سے ایک قندیل غائب ہوگئی شریف مکہ نے تحقیقات کی پتہ چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے شریف کے سامنے پیشی ہوئی ان سے پوچھا گیا وہ صاحب بولے کعبہ غنی ہے اسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی شریف نے درگزر فرمائی (پھر فرمایا) مسجد کی کوئی شے لاکھ روپیہ کی چرا لے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔

مؤلف:۔ جبل پور(۱) جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے سلطان حیدر خان نے عرض کی درزی کو دیدیے جائیں۔

---

(۱) اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری اور مسلمانان جبل پور کا شاندار استقبال مسلمانان جبل پور کاٹھیاوار بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے کہ حضور والا ہمارے تیرہ و تار بلاد کو اپنے قدوم والا سے منور فرمائیں۔ اعلیحضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف و علالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرمادیا مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب جبلپوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفہ ارشد اور اس قطر میں دین وسنت کے قطب اوحد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرمالیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مولانا کے بیحد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں، الغرض ۱۹؍ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے میل سے عازم جبلپور ہوئے

ارشاد:۔ آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری جائے گا۔

باوجود اس کے کہ روانگی آخر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے اسٹیشن پر متوسلین ومعتقدین کا کافی اجتماع تھا ایک صاحب داخل سلسلہ بھی ہوئے۔ میل لکھنؤ پہنچا وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی اس پر بھی بعض حضرات جنھیں کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر میل پرتاب گڑھ پہنچا یہاں ہمارا سکنڈ کلاس میل سے کاٹ کر الٰہ آباد آنے والی ریل میں لگا دیا گیا۔ ریل ساڑھے تین بجے الٰہ آباد پہنچی وہاں چونکہ کافی وقت ملا بعض ہمراہیوں کا ارادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں ان کے شہر میں پہنچنے سے ساکنان شہر کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوگئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق در جوق آئے اور دست بوس ہونے لگے۔ الٰہ آباد اسٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس پلیٹ فارم پر اترے۔ مشتاقان دیدار نے ہر چہار جانب سے ہجوم کیا اور نئے آنے والوں نے پروانہ وار گرنا شروع کیا اس خوشنما منظر کو ایک یورپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع پا کر قدمبوسی کی عزت حاصل کی اور ادب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسے کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لیے کسی تزک واحتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت ہی نہ ہو۔ الٰہ آباد میں بعض سیٹھوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی لینڈو تفریح کے لیے حاضر کی۔ ساڑھے سات بجے ریل الٰہ آباد سے روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے مع خدام یہاں سے بھی رزرو سکنڈ کلاس میں سفر کیا۔ ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی۔ یہاں جناب مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے جو جبل پور تک ہمرکاب ہو لیے اور خود جبل پور سے حامی سنت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کو لیے ہوئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدم بوس ہوتے رہے۔ کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہوگیا، ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ہمارے ساتھی اس کے قصور ومنازل کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اور انکی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کو ڈھونڈھ رہی تھیں۔ کہ یکایک اسٹیشن جبلپور کی عمارت بھی ایک گمشدہ محبوب کی طرح سامنے آہی گئی۔ پھر کیا تھا اب تو اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت

ے موٹر کار۔

عرض:۔ قبرستان میں جوتا پہن کر جانے کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ حدیث میں فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان

بڑھتا گیا۔ ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب وغریب سماں نظر آیا۔ ریلوے اسٹیشن پر جوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رکی تو بلا تشبیہ اس محب کی طرح (جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہوں اور محبوب کی دلکشا صورت سامنے آ گئی ہو) دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی لوگ وفور جوش میں زبان سے السلام علیکم یا امام اھل السنۃ السلام علیکم یا مجدد الماۃ الحاضرۃ کے نعرے مار رہے تھے اور ان کی زبان حال کہہ رہی تھی۔

رواق منظرِ چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

تمام مجمع اپنی اپنی ان مسرتوں میں سرشار تھا اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو تنبیہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں، گردن بلند ہوتی، آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکا لی گردن نیچی کر لی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے اس لطیف منظر پر حاجی عبدالرزاق صاحب کی نظر گئی انھیں ادراک ہوا اور ان کا جی بھر آیا یہ اس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا اس شان سے اس میں داخل ہوئے کہ سر اقدس اپنے رب کے لیے تواضع میں سواری انور پر قریب سجود پہنچا تھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہو گئے کہ مجمع ادھر کا رخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیحضرت مدظلہ الاقدس کے گزرنے کے لیے راستہ بنانے میں مصروف ہوئے ہر چند کوشش کی گئی مگر اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اس طرح سواد ہند کا ماہ کامل ہالہ میں آ گیا۔ اس وقت کا نظارہ کچھ ایسا دلکش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی چھوڑ کر اس کو دیکھنے میں مصروف تھا مسافروں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کیے۔ یہاں سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا گاڑی تک جانا بہت دشواری سے ہوا، خدا جزائے خیر دے ان باہمت حضرات کو جنہوں نے اپنے بازوؤں پر اس مجمع کا سارا زور رد کا اور خیر وخوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لے جا کر ایک پرتکلف گاڑی میں بیٹھایا۔ یہاں عام مسلمانوں کو دست

کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ دوسری حدیث میں فرمایا، اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ یہ وہ فرما رہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور

بوسی کا موقع دیا گیا۔ بہت دیر تک لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ پھر یہ مجمع بڑے جوش و مسرت کے ساتھ اس قادری بزم کے دولہا کو اپنے جھرمٹ میں لیے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا، جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اور ان کی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے آکھڑے ہوئے، مجمع کو عموماً اور اعلیٰ حضرت مدظلہ کو خصوصاً ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے، پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے باشندے اپنے دروازوں دکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں بادب سلام عرض کرتے رہے، سکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ ع۔ اے آمدنت باعث آبادیٔ ما۔ اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چل کر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبد السلام صاحب مدظلہ کے دولت کدہ کے قریب پہنچا یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالیشان دروازہ لگایا گیا تھا، یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کتبوں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمان کی شوکت و حشمت کا اظہار کررہا تھا۔ اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دورویہ کیلے کے بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے۔ پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا (جو شہنشاہ معظم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب کے قیام کے لیے سجایا گیا تھا) تو معلوم ہوا کہ علمائے کرام کی قدر و قیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جن کو خود بھی علم کی خدمت کرنے کا کافی موقع ملا ہے۔ مکان کی زیب و زینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چیز نہایت موزونیت کے ساتھ اپنی جگہ پر رکھی گئی تھی۔ مکان کے تمام اندرونی اور بیرونی حصوں میں ترکی قالینوں اور خوشنما سوزنیوں کا فرش تھا اور دیوار و سقف و زمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے۔ تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاد دہانی کر رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربان عام کا پورا نقشہ کھینچ گیا تھا۔ مخدومنا و مولانا حضرت مولوی محمد عبد السلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا

ع۔ ایک طرح کا بستر

سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھدیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فتح القدیر اور طحطاوی اور رد المحتار میں ہے "اَلْمَمُرُوْرُ فِی سِکَّۃٍ حَادِثَۃٍ فِی الْمَقَابِرِ حَرَامٌ" قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا۔ تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت مگر زبان حال درافشاں۔

وہ خود تشریف فرما ہیں میرے گھر ۔۔۔ بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے۔ اور دست بستہ سلام عرض کر کے یہ نظم پڑھی۔

کوئی تاج والے ہو یا راج والے ۔۔۔ ہیں اس در کے محتاج ہر کاج والے
ہے سرکار عالم کے محتاج کا در ۔۔۔ یہاں بھیک لیتے ہیں خود راج والے
یہ وہ در ہے دولت ہے جس در کی لونڈی ۔۔۔ جھڑکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے
یہاں کی فقیری ہے رشک امیری ۔۔۔ یہیں آکے گھستے ہیں سرتاج والے
تعلی پہ ہیں سارے محتاج ان کے ۔۔۔ کہ آخر تو حامی ہیں معراج والے
یہی ہیں وہ دامن کہ جس میں چھپیں گے ۔۔۔ قیامت کے میدان میں لاج والے
خدنگ نظر کا کوئی وار ادھر بھی ۔۔۔ ہیں مدت سے مشتاق آماج والے
میں کچھ بھی سہی سلسلہ میرا دیکھو ۔۔۔ میں جن کا ہوں ان کے ہیں معراج والے
مذاق اب مجھے فکر فردا سے مطلب ۔۔۔ بنالیں گے سب کام کل آج والے

اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے چھ نظمیں اور چھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑی جاتی ہیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیازمندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

شاہنشاہ ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا۔ ساکنان جبلپور کو دن عید رات شب برات تھی کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشا کافی وقت دیا جاتا تھا۔ عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا گو حضور کو کبھی تفریح کی جانب میلان طبع نہ ہوا لیکن ساکنان جبلپور کی دلشکنی کا خیال فرماتے ہوئے ان کے اصرار سے منظور فرمالیا تھا۔ بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر اور گاڑیوں کا روز آنہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل جبلپور قیام

ہوگا بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے، فرمایا۔ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْن

رہا، اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصہ سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام وکلام قطعاً بند تھا موت زیست چھوٹ چکی تھی باہم شیر وشکر ہوگئے۔ ایک روز صبح کے جلسہ میں بمعروض منشی عبدالغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر اور محمد ادریس صاحبان (جن کا عرصہ سے نزاع تھا اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیٰ حضرت مدظلہ تھے) پیش ہوئے اولاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا بیان سماعت فرما کر ارشاد عالی ہوا، آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہے کچھ نہیں، آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں، نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام وسنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے تمہارا مذہب ایک رشتہ ایک آپ دونوں صاحب ایک ہوکر کام کیجیے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے خوب سمجھ لیجیے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کرے گا جنت کی طرف سبقت کرے گا، یہ فرمانا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بے تابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے اور آپس میں نہایت صاف دلی کے ساتھ لپٹ گئے، جوش محبت کی یہ حالت ہوئی کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات اس معانقہ قلبی میں گر پڑتے۔ واقعی مقدس حضرات کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں، جس طرف چاہیں رجوع کردیں مجھے اس وقت حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آگیا۔ جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور مسجد جامع میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی ہے اور دست بوسی وقدم بوسی سے مشرف ہوتی۔ ان کے دل میں یہ خطرہ آنا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے، انہیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی میں حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے اُن کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمہیں نے تو چاہا کیا تمہیں معلوم نہیں رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کرلیں، اسی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے قصیدہ ذریعۃ قادریہ شریف میں اشارہ

اَلْقِ سِبْتِیَّتَیکَ لَاتُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَایُؤْذِیکَ اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے، اپنے جوتے کو پھینک، نہ تو صاحب قبر کو ستا، نہ وہ تجھے ستائے۔

ایک شخص کو دفن کر کے لوگ چلے گئے منکر نکیر نے سوال شروع کیا ایک شخص جوتہ پہنے اس طرف سے نکلا اس کے جوتے کی آواز سن کر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس کے جواب سے قاصر رہتا مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے۔ غزوۂ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کنویں میں پاٹ دیں حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنویں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دے کر فرمایا ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمھارے رب نے کیا تھا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْسَادٌ لَااَرْوَاحَ فِيْهَا یارسول اللہ کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں، فرمایا، مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں تو کافر تک سنتے ہیں مومن تو مومن ہے اور پھر اولیا کی شان تو ارفع و اعلی ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرند ہے اور جسم پنجرہ، پرند جس وقت تک پنجرہ میں ہے اس کی پرواز اسی قدر ہے جب پنجرہ سے نکل جائے اس

فرمایا ہے۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ — بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے تیرا خامہ تیرا سیف تیری — دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
جس کو للکار دے آتا ہے تو الٹا پھر جائے — جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر — کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
دل پہ کندہ ہو تیرا نام تو وہ دزد رجیم — الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغریٰ تیرا

(خاکسار مدیر)

وقت تک اس کی قوت پرواز دیکھیے (فرمایا) اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ، وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہمنشیں بھی بد بخت نہیں ہوتا ولہٰذا حدیث میں فرمایا اِدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو، میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کو فرماتے سنا۔ ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں اب جو دیکھیں تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھنبھوڑ رہے ہیں حیران ہوئے کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا انھوں نے فرمایا وہاں بھی یہ اژدہا ہی تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا وہ اژدہے درخت گل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھن گلاب کے پھول، اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جا کر دفن کرو، وہیں لے جا کر رکھا پھر وہی درخت گل تھے اور وہی گلاب کے پھول، ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی قدس سرہ العزیز کہ اجلہ اولیاء کرام سے ہیں ایک قبرستان سے گزرے امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا۔ اَتُؤْمِنُ بِكَلَامِ الْمَوْتٰى کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں، عرض کی ہاں، فرمایا، اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے اَنَا مِنْ حَشْبِ الْجَنَّةِ میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں، آگے چلے، وہاں چالیس قبریں تھیں آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انہیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کی حضرت یہ کیا راز ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا فرمایا ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی مولی تعالی نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔ ایک

ع لو نوچ رہے ہیں

قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی یَا سَیِّدِیْ اَنَا مِنْھُمْ اَنَا فُلَانَۃُ الْمُغَنِّیَۃُ اے میرے آقا میں بھی تو انہیں میں ہوں میں فلاں ڈومنی ہوں مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آ گئی اور میں نے کہا اَنْتِ مِنْھُمْ تو بھی انہیں میں ہے، اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔

عرض:۔ ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہیے اور ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہیے؟

ارشاد:۔ ندوہ کھچڑی ہے۔ پہلے بعض اہل سنت بھی دھوکے سے اس میں شامل ہو گئے تھے، جیسے مولوی محمد حسین صاحب الٰہ آبادی اور مولوی احمد حسین کانپوری اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی۔ اس کی شناعتوں پر اطلاع پا کر یہ لوگ علیحدہ ہو گئے مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوہ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے رمضان کا اخیر عشرہ تھا میں اپنی مسجد میں معتکف تھا میں نے خبرن کران کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے۔ اَحْمَدُ السِّیْرَۃِ حَسَنُ السَّرِیْرَۃِ غَیْرُ شَرِکَۃِ النَّدْوَۃِ الْمُبِیْرَۃِ. اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود۔ میری ان کی دوستی تھی ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس سے توبہ کر لی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے یہ نہیں جانتا کہ پہلے آپ جائیں گے کہ پہلے میں لکھنؤ کے جلسے میں ابراہیم آری نے اپنے لکچر میں صرف لاالٰہ الا اللہ پر مدار نجات رکھا، مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی (۱) مع ہمراہیان یہ فرما کر اٹھ آئے کہ یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا یہاں تک کہ اس میں بد مذہب رہ گئے یا تو کھلے مرتدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سنی جوان کو ارکین دین بناتے اور ان سے اتحاد

(۱) یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں انھوں نے ندوہ سے گریز کی اسمیں تو کلمہ گوئی کی شرط بھی تھی اور یہ سوراج کمیٹی میں ہمہ تن مصروف جسمیں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور ایک بڑے مشرک کی سرداری ہے۔

مناتے۔ ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری، وہابی، قادیانی، رافضی سب اہل قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے، ہم ایسے عقیدہ واہیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا قرآن عظیم فرماتا ہے۔ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ، کیا ہم مطیعوں کو مجرموں کے مثل کر دیں، تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو اور فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ. کیا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کی مانند کر دیں اور فرماتا ہے لَيْسُوْا سَوَاءً سب ایک سے نہیں، اور فرماتا ہے هَلْ يَسْتَوُوْنَ کیا وہ سب برابر ہیں اور فرماتا ہے لَايَسْتَوِىْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ. اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی کامیاب ہونگے، قرآن عظیم میں اس مضمون کی بکثرت آیات ہیں۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم پر رافضی تبرا بکتے ہیں، ندوی کہتے ہیں سنی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے صرف ظنیات میں اختلاف ہے ذرا ذرا سی بات پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے، تو اب نہ صدیق کی صحابیت قطعی ٹھہری نہ صدیق و فاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق و فاروق کا جنتی ہونا قطعی رہا، سب ظنیات ہو گئے روافض کا تبرا بکنا صدیق و فاروق کو گالیاں دینا ایک ذرا سی بات ہوئی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

عرض:۔ جنت کی بھرتی کیا معنی؟۔

ارشاد:۔ جنت بہت وسیع مکان ہے۔ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کی چوڑان میں آ جائیں، اس کی وسعت اللہ و رسول ہی جانتے ہیں اس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنھوں نے اعمال صالحہ کیے اور اپنی حسنات کے سب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفضلی نہ وجوبی کہ کسی کو نہیں مولیٰ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے۔ پھر ان میں اعمال صالحہ پیدا فرماتا ہے۔ پھر اپنے کرم سے انھیں قبول فرماتا ہے پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت دے گا یہ سب اس کا

فضل ہی فضل ہے۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کرلیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو محض اپنے کرم سے اس میں بھرے گا یہ جنت کی بھرتی ہے اوراب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل ان روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کران مکانوں میں بسائے گا یہ بہت آرام سے رہے نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا فقط اللہ ورسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لیے دارالجنان، فسبحٰن واسع الرحمۃ۔

عرض:۔ نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھدیا ہے کہ نجات کے لیے صرف لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کافی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث مَنْ قَالَ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ سے سند لاتے ہیں حدیث کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد:۔ حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر۔ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ طیبہ کا علَم ہے جس سے پوراکلمہ مراد ہے۔ اگر کہیے اَلْحَمْدُ سات بار کہو یا قُلْ ھُوَاللّٰہُ گیارہ بار کہو کیا اس سے صرف لفظ اَلْحَمْدُ یا صرف لفظ قُلْ ھُوَاللّٰہُ مراد ہوں گی ہرگز نہیں بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً جن کے نام یہ ہیں کلمہ طیبہ کا اختصار لا الٰــــہ نہیں ہوسکتا تھا کہ نفی محض بلا استثنا تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا، یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بیشک صرف لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ کی معاذ اللہ حاجت نہیں کفر خالص ہے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامع جمیع کمالات، منزہ از جمیع عیوب ونقائص کا علَم پاک واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں سچے رسول بھیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل الرسل وخاتم النبیین کیا وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں۔ جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اسی نے اللہ کو جانا، اسی

نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مانا، اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہہ ہے اس نے نہ ہرگز اللہ کو جانا نہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مانا، مثلاً جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان کا دعوی رکھے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں اس نے اپنے خیال میں اک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے یہ اللہ پر مؤمن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک ہے اللہ یقیناً وہ ہے جس نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ پر ایمان وہی لائے گا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کر لو مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وعلی ھذا القیاس۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے، جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہو سکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعوی علم و معرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ، وہابیہ و مرزائیہ و امثالہم خذلہم اللہ تعالیٰ۔

عرض: ان لوگوں کی نسبت کہ اگر بدمذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں؟۔

ارشاد: ان کا شمار بھی انہیں میں سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰـثَةٌ عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ صَدِيْقِكَ وَصَدِيْقُ عَدُوِّكَ، دشمن تین ہیں ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست۔ یو ہیں اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں ایک تو ابتداءً اس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں فَاِنَّ اللّٰـهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ دوسرے وہ کہ محبوبان خدا کے

دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں۔ یہ سب اعداء اللہ ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض:۔ حضور ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں؟۔

ارشاد:۔ ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے یہ ہمارا عین ایمان ہے (اسی تذکرہ میں فرمایا) بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی۔ ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال[۱] کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج[۲] کے دورے ہوا کرتے تھے اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا، اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا جب سلام پھیرا وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ، پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن کہ (خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکروفریب میرے خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کیا یہاں درد ہے مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت و نفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے۔ ایسی عداوت رکھنا چاہیے۔

عرض:۔ اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

ارشاد:۔ حرام ہے اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے

---

[۱] بیٹھک [۲] آنتوں کا درد

زہر قاتل۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایُفْتِنُوْنَکُمْ انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے اِنَّھَا اَکْذَبُ شَیْءٍ اِذَا حَلَفَتْ فَکَیْفَ اِذَا وَعَدَتْ نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے، صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا'' سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔

دوسری حدیث ہے ''جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے'' امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں: ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کی نزع کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا نہیں کہا جاتا پوچھا کیوں کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو برا کہتے تھے اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہرگز نہ پڑھنے دیں گے۔ یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا، جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی، اُن کی بدگوئی صحابہ تک ہے، اِن کی انبیا اور سید الانبیا اور اللہ عزوجل تک۔

عرض:۔ اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے؟۔

ارشاد:۔ اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض:۔ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔؟۔

ارشاد:۔ سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔
حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے، میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ وقاضی واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے، انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں، جب لوگوں کی التجا وزاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینھ بھیجیے یا اپنا سہاگ لیجیے، یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امنڈیں اور جل تھل بھر دیے۔ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انھیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیے، اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا، چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے، خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ میرا خاوند حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں گڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

عرض:۔ سچے وجد کی کیا پہچان ہے؟۔

ارشاد:۔ یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو، حضرت سید ابوالحسین احمد نوری پر وجد طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی فرمایا نماز کا کیا حال ہے، عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی۔ہے فرمایا الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے (اس کے بعد فرمایا) نماز جب تک عقل باقی ہے کسی وقت میں معاف نہیں رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں یا

مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے اسی طرح زکوۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہولیا ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو ابھی نفساء نہیں، حکم ہے کہ گڈھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے کھڑا ہو کر نماز ادا کر لے اور اگر اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگر چہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے صحابہ کرام عرض کرتے حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے فرماتے اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں، یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا طٰـہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اے چودھویں رات کے چاند! ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو، غرض نماز مرتے وقت تک معاف نہیں رب عزوجل فرماتا ہے وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۔ اے بندے اپنے رب کی عبادت کیے جا یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔ ایک صاحب صالحین سے تھے بہت ضعیف ہوئے پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے ایک شب عشا کی حاضری میں گر پڑے چوٹ آئی، بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا، بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں، مجھے آزاد فرما، ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنون تھے۔ یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں، سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے، اگر چہ لوگ انہیں پڑھتے نہ دیکھیں۔ کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔

عرض:۔ مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔ اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔

عرض:۔ ولد الحرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر اس سے علم و تقوی میں زیادہ یا اس کی مثل جماعت میں موجود ہو تو اسے امام بنانا نہ چاہیے ہاں اگر یہ ہی سب حاضرین سے علم و تقوی میں زائد ہو تو اسی کو امام بنایا جائے۔

عرض:۔ حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے؟۔

ارشاد:۔ شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے امام میں جب کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو نفرت اور باعث تقلیل جماعت ہو اس کی امامت ناپسند ہے اگر چہ اس کا قصور نہ ہو ولہٰذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے رغبت جماعت ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوبصورت و خوش گلو ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے عوام بیچارے کس گنتی میں، بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا کہ) عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہیے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلا نہیں ہو سکتے، اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمند میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے رب عزوجل نے اس پہاڑ پر ان کے لیے انار کا ایک درخت اگایا اور ایک شیریں چشمہ نکالا انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے چار سو برس اسی طرح گزارے ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے نہ چوری نہ اور کوئی قصور کر سکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر

گناہ وہی ہیں غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا، حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے انھوں نے کہا کہ اتنی اجازت دیجیے کہ وضو تازہ کرکے دو رکعت نماز پڑھ لوں جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں جاؤں قبض روح کر لینا انھوں نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے اتنی اجازت لایا ہوں انھوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی دوسری رکعت کے سجدے میں انتقال ہوا بدن ان کا سلامت ہے، اب تک ویسے ہی سجدے میں ہیں جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہم جب آسمان سے اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انھیں اسی طرح سر بسجود دیکھتے ہیں یہ بندۂ خدا جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں حساب و میزان کی کیا حاجت رب العزت ارشاد فرمائے گا "اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ" میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ، ان کے منہ سے نکلے گا "اے رب میرے بلکہ میرے عمل سے" یعنی میں نے عمل ہی ایسے کیے جن سے مستحق جنت ہوں، ارشاد ہوگا لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو، اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو، وزن کیا جائے گا ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی۔ ارشاد ہوگا۔ اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی نَارِیْ بِعَدْلِیْ میرے بندے کو میرے جہنم میں لیجاؤ میرے عدل سے، اس پر گھبرا کر عرض کریں گے نہیں اے رب میرے، بلکہ تیری رحمت سے، ارشاد ہوگا۔ اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی (اس کے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اولین وآخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا بعض مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کیے جائیں گے، کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں نجات دلوادے گی، سزا اگر پوری

ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہوتی شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انہیں بخشوائے گی تو ثابت کہ سزا پوری نہ ہونے پائے گی (پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا رب العزۃ کا حکم ہوگا اس کا نامۂ اعمال اسے دیا جائے گا، وہ تومار حد نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا اپنا نامۂ اعمال خود وہ پڑھے گا اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا اور کبائر کو چھوڑتا جائے گا رب عزوجل فرمائے گا پڑھ لیا کہے گا ہاں سب پڑھ لیا فرمائے گا اے میرے فرشتو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو اس وقت چلا اٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے میں نے تو صرف صغائر پڑھے۔ یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ حدیث میں ہے جب آیہ کریمہ نازل ہوئی "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِذًا لَا اَرْضٰى وَ وَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ" ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی نار میں رہا، روز قیامت داروغہ دوزخ علیہ الصلاۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کریں گے حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے رب عزوجل فرمائے گا جو کچھ تمہیں پہنچا تمہارے اعمال کا بدلا تھا میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تم پھر جہنم میں چلے جاؤ ان میں سے ایک تو دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائے گا اور دوسرا آہستہ، حکم ہوگا واپس لاؤ اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھو جلدی کرنے والا عرض کرے گا اے رب میرے، نافرمانی کے سبب یہ سب کچھ دیکھ چکا تھا کیا اب بھی نافرمانی کرتا دوسرا عرض کرے گا الٰہی مجھے امید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر مجھے پھر اس میں بھیجے گا، حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لے جاؤ۔

عرض:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے؟۔

ارشاد:۔ حدیث میں تو یہ فرمایا "اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا

وَلَاتَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكْ" اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم، یا عالم کی باتیں سننے والا، یا عالم کا محب اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض:۔ زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دیدی علماء سے استفتا پوچھا حلالہ کا حکم ملا اگر بغیر حلالہ رجعت کر لے؟۔

ارشاد:۔ حرام قطعی ہے۔ جب عدت گزر لے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہمبستر ہو پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزر لے اس کے بعد زید سے نکاح ہو سکتا ہے بغیر اس کے زنائے خالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک صحابیہ کو ان کے شوہر نے مغلظہ طلاق دیدی ان بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور بلا ہمبستر ہوئے خدمت اقدس میں جا کر عرض کی کہ اگر وہ طلاق دیدے تو اب میں پہلے سے نکاح کر سکتی ہوں (ارشاد فرمایا) لَاحَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقُ عُسَيْلَتَكِ تو رب العزۃ نے یہ تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں، لیکن پھر بھی خیال نہیں کرتے تین تو درکنار جب دینے پر آتے ہیں تو بیشمار طلاقیں دیتے ہیں۔

عرض:۔ حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منھ دیکھے؟۔

ارشاد:۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے ہاں بے حائل اس کے جسم کو بیشک ہاتھ نہیں لگا سکتا باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے۔

عرض:۔ زید اگر فوت ہو گیا منکوحہ نے اس کے روپے سے مسجد بنوادی اور اس کے بہن بھائی کو محروم رکھا؟۔

ارشاد:۔ اگر اس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا

ورنہ اپنے مہر و حصہ سے زائد غصب ہے۔

عرض:۔ اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں؟

ارشاد:۔ یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنم میں، رب العزة تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجالائے کہ مجھے اتنا جتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے مانے، کسی پر حسد کرنا رب العزة پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

عرض:۔ تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ نہیں چاہیے ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یوہیں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا، ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔ درمختار و حاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی ہوگا۔

عرض:۔ بزرگان دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل و حضرت مریم کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں مگر ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔

عرض:۔ نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟۔

ع۔ مرغ کی لڑائی

ارشاد:۔ اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہو اور سخت نازلہ، عام بلا ہو اور سخت بلا، اللہ پناہ میں رکھے طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد و سورہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں یا آمین کہیں۔

عرض:۔ وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟۔

ارشاد:۔ وضو کرنے جب بیٹھے پہلے بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈالکر تین بار پھر الٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈالکر تین بار اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منھ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے جلدی جلدی تین بار بچ کرلیا یا ناک کی نوک پر تین بار پانی لگالیا ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گنہگار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے داڑھی اگر ہے تو خوب تر کرلے کہ اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منھ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک پانی بہائیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے یہ نہ ہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا، پھر سر کے بالوں کا مسح کرے چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے

ع۔ ہاتھ کا گٹا

دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انہیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لے جائے پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصہ کا گلے پر ہاتھ نہ لائے کہ بدعت ہے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے کلی کرتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ. الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت پر، ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِی رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِی رَائِحَۃَ النَّارِ. الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا، منہ دھوتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِی یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ. الٰہی میرا منہ اجالا کر جس دن کچھ منہ اجالے ہوں گے اور کچھ کالے، دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِی بِیَمِیْنِی وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَّسِیْراً. الٰہی میرا نامہ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے، بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِی کِتَابِی بِشِمَالِی وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَھْرِیْ. الٰہی میرے نامہ اعمال میرے الٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے، سر کا مسح کرتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِی تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ. الٰہی مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا۔ کانوں کا مسح کرتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ الٰہی مجھے ان میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں، گردن کے مسح میں کہے اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ الٰہی میری گردن دوزخ سے آزاد فرما، سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ. الٰہی میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں، الٹا دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ

ذَنْبِی مَغْفُوْراً وَّسَعْیِی مَشْکُوْراً وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ. الٰہی میرا گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر۔ اور ہر عضو دھونے کے بعد درود شریف پڑھے مختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منھ اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھے پھر کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ. الٰہی مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر، جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیے جائیں گے (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا ایک عالم میرے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لیے انھوں نے وضو کیا بھوں سے چہرہ پر پانی ڈالا جب ان سے کہا گیا تو فرمایا جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے میں نے کہا تو بلا وضو ہی پڑھیے گا، مجھے خیال رہا ظہر کے وقت دیکھا انھوں نے اس وقت بھی ایسا ہی کیا میں نے کہا اب تو وقت نہ جاتا تھا۔ آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے غسل میں جس قدر احتیاط چاہیے آج کل اتنی ہی بے احتیاطی ہے اللہ معاف فرمائے (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگے ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض اور سب کا سنت ہے پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہیے، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے ذرا سر اٹھایا اور سجدے کی طرف چلے گئے سجدہ سے ایک بالشت سر اٹھایا یا بہت ہوا ذرا اٹھالیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہوگیا، حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہیے اس طرح اگر ساٹھ برس نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔ ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہو کر سلام عرض کیا فرمایا۔ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ. واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی انھوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی پھر یہی ارشاد ہوا آخر میں انھوں نے عرض کی قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے حضور فرمائیں، فرمایا "رکوع و سجود باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ"۔

عرض: حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لیے کیا حکم ہے

ارشاد: کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان رہے گا، اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیو کو کیا تو کافر ہو جائے گا۔ گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک۔ اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہو گیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے زید ابن لصیت منافق نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے حضور غیب کی خبر کیا جانیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ. تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ اللہ نے ۹۹ نہ گنیں، ایک گنی۔ ارشاد علما یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے ۱۰۰ معنی ہو سکتے ہیں ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو اس کے کفر کا حکم نہ کریں گے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا، مسئلہ تو یہ تھا اور بے دینوں نے کیا سے کیا کر لیا، اس کا بہت واضح و روشن بیان ہماری کتاب 'تمہید ایمان بآیات قرآن' میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہو گیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآن عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہو چکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانیں بعینہ یہی تقویۃ الایمان میں لکھا کہ غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر۔

عرض: محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں؟۔

ارشاد: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب "آئینہ قیامت" میں صحیح روایات ہیں انھیں سننا چاہیے، باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض: اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا؟۔

ارشاد:۔ رقت آنے میں حرج نہیں باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" نیز حق سبحانہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔

عرض:۔ یہ صحیح ہے شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وادیٔ ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت زیادہ ہوگی۔؟

ارشاد:۔ یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔

عرض:۔ شب معراج جب براق حاضر کیا گیا حضور آبدیدہ ہوئے حضرت جبرئیل نے سبب پوچھا فرمایا آج میں براق پر جارہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کرے گی یہ تقاضائے محبت وشفقت امت کے موافق نہیں ارشاد باری ہوا یوں ہی ایک ایک براق بروز حشر تمہارے ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ بالکل بے اصل ہے ایسی ہی اور بہت سی روایات بالکل بے اصل وبیہودہ ہیں، کیا کہا جائے۔

عرض:۔ کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد:۔ ہاں کافی ہے، بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے، رب العزۃ نے اس سے فرمایا تھا "وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ" مال واولاد میں ان کا شریک ہو، جو بغیر بسم اللہ کھائے پیے اس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے، حدیث میں ایسوں کو

مغربین فرمایا جو انسان و شیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں، اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے درمیان میں یاد آجائے فوراً "بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ" پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہٖ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف، ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرور ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا بھوک پیاس میں حقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض:۔ بدگمانی کیا حرام ہے۔؟

ارشاد:۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور حدیث صحیح میں فرمایا "اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ" گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لیے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ، شفیق بلخی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا، دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا شفیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہولیے، راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لیکر تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے نہ سنے۔ ایک روز شفیق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ وہی صاحب بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے ہیں لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں کسی نے کہا ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جعفر صادق، جب تخلیہ ہوا انھوں نے عرض کیا حضور یہ کیا

بات ہے کہ راہ میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس پہنے دیکھ رہا ہوں آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لیے۔

عرض:۔ حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا؟۔

ارشاد:۔ خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ غَیِّرُوْا ھٰذَا الشَّیْبَ وَلَا تَقْرَبُوا السَّوَادَ. اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ۔ سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے۔ یَاْتِیْ نَاسٌ یُخَضِّبُوْنَ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یُرِیْحُوْنَ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ. کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے، تیسری حدیث میں ہے۔ مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منھ کالا کرے گا۔ چوتھی حدیث میں ہے۔ اَلصُّفْرَۃُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ وَالْحُمْرَۃُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ وَالسَّوَادُ خِضَابُ الْکَافِرِ. زرد خضاب مؤمن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا پانچویں حدیث میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الشَّیْخَ الْغِرْبِیْبَ. اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوے کو چھٹی حدیث میں ہے۔ اَوَّلُ مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ فِرْعَوْنُ. سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا۔ دیکھو فرعون کا ہے میں ڈوبا نیل میں یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خودستائی ان کو جائز ہے اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہننا جائز ہے چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا ان کو جائز ہے اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے اس میں سیاہ خضاب داخل ہے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد تھے انہیں جائز تھا تم کو حرام ہے۔

عرض:۔ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے؟۔

ارشاد:۔ بلاشبہہ۔

عرض:۔ اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ جہالت ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث صحیحہ میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے اور تشبہ کے لیے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جارہی ہے اس پر بھی یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں۔ جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیز ہیں، اور یہ خاص جزو بدن، تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے، اور چوٹی گندھوانا اور زیادہ، اور اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر۔ حضرت سیدی محمد گیسو دراز قدس سرہ نے تشبہ نہ کیا تھا ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اور اس کے لیے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علما و اجلہ سادات سے تھے جوانی کی عمر تھی سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ ایک بار سر راہ بیٹھے تھے، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی انھوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا حضرت خواجہ نے فرمایا سید فروتر ک سید اور نیچے بوسہ دو انھوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا فرمایا سید فروتر ک انھوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا، ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا حضرت نے فرمایا سید فروتر ک انھوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے لوگوں کو

تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا انھوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرمادیا جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا عالم ناسوت منکشف ہوگیا جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہوگیا۔ اس ایک گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا اور اسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کیا علاقہ، عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا، نہ استاد دراز، اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز، اس کی سند ابومحذورہ رضی اللہ تعالی عنہ کا فعل ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابومحذورہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرمادیا ماں نے برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے۔ اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں، اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لیے تھا۔

عرض: حضور مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں؟۔

ارشاد: حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے

عرض: روافض میں شادی کرنا کیسا ہے؟ آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا

ماموں ہے اور کسی کا سالا، کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ارشاد:۔ ناجائز ہے۔ ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے، رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. تجھے اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ. ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔ خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے۔

یَاْتِیْ قَوْمٌ لَھُمْ نَبْزٌ یُقَالُ لَھُمُ الرَّافِضَۃُ لَایَشْھَدُوْنَ جُمُعَۃً وَّلَا جَمَاعَۃً وَیَطْعَنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ فَلَاتُجَالِسُوْھُمْ وَلَاتُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَاتُنَاکِحُوْھُمْ وَاِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ، الحدیث. ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔ عمران ابن حطان رقاشی اکابر علمائے محدثین سے تھا اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کرلیا علمائے کرام نے سن کر طعنہ زنی کی، کہا میں نے تو اس لیے نکاح کرلیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا ایک سال نہ گزرا تھا کہ خود خارجی ہوگیا۔

شد غلام کہ آب جو آرد　　　آب جو آمد و غلام ببرد

ع۔　شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو۔ آجکل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہوسکتا ہی نہیں۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ

ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنائے خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے۔ اَحْکَامُھُمْ اَحْکَامُ الْمُرْتَدِّیْنَ، اسی میں ہے۔ لَایَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدِ مَعَ مُسْلِمَۃٍ وَلَا کَافِرَۃٍ اَصْلِیَّۃٍ وَلَا مُرْتَدَّۃٍ وَکَذَا لَایَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدَّۃِ مَعَ اَحَدٍ۔

عرض:۔ حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اس سے نہ ملا جائے۔

ارشاد:۔ تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے کہ وہ تہذیب نہیں تخریب ہے اور اگر تہذیب اسلامی مقصود تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایُفْتِنُوْنَکُمْ. ان سے دور بھاگو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی، کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے۔ امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا: اسے ہمراہ لے آؤ، وہ آیا، اسے کھانا منگا کر دیا، مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی، فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکال دیا۔

مؤلف:۔ یہ واقعہ ۲۸ رجب ۱۳۳۷ھ روز جمعہ قریب عصر کا ہے اس جلسہ میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو بدمذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ حضور پر نور کے یہ گراں بہا نصائح سن کر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفریں اور ملامت کر رہے تھے اور کبھی کبھی کسی گوشہ سے توبہ واستغفار کی آواز بھی آجاتی تھی اسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہو کر دوسرے صاحب سے کہا، آپ کو اکثر اوقات بدمذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کر لیجیے، یہ سنتے ہی وہ قدموں میں آ کر گرے اور صدق دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن

کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اِذْ عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً السِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ۔ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر مخفی کی مخفی اور آشکارا کی آشکارا، سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت کرامت فرمائے، جو داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسی ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہوں انہیں علانیہ توبہ کرنا چاہیے اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کیے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے۔

حضور پرنور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ وعلانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے عجب سماں تھا حضور پرنور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لیے دعائے مغفرت میں مصروف تھے جب سب لوگ تائب ہو چکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ تیرا جبلپور آنا اور اتنے دنوں قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا) کہ مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کر لی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے۔ اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے ان کی فہرست درج ذیل ہے، ملاحظہ ہو۔

فہرست تائبین

شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی	شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خان صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ	۱۵	عبدالجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	حلق لحیہ
۲	قاسم بھائی صاحب	//	حلق لحیہ	۱۶	عظیم الدین صاحب	محلہ کھٹک	//
۳	دادا بھائی صاحب	//	//	۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی پور	//
۴	سیٹھ عبدالکریم صاحب	//	//	۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	//

۵	عمر بھائی صاحب	//	//	۱۹	سلیمان خان صاحب	پل اومتی	//
۶	عبدالشکور صاحب	//	//	۲۰	اولاد حسین صاحب	پھوٹا تالاب	//
۷	حافظ عبدالحمید صاحب	کمانی پھاٹک	//	۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	//
۸	عبدالغنی صاحب	گلہسائی	//	۲۲	تراب خان صاحب	//	//
۹	بابو عبدالشکور صاحب	اپرین گنج	//	۲۳	حبیب اللہ صاحب	پھوٹا تالاب	//
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلہ کھٹک	//	۲۴	محمد حنیف صاحب	پیشکاری	//
۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	//	۲۵	منشی رعایت علی صاحب	بھان تلیا	خضاب سیاہ
۱۲	اللہ بخش صاحب	تمربائی	//	۲۶	منشی عبدالرحیم صاحب	//	حالق لحیہ
۱۳	عزیز محمد صاحب	محلہ کھٹک	//	۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	//
۱۴	عزیز الدین صاحب	//	//	۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	//	//

ان حضرات نے اپنے خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی

شمار	اسمائے گرامی	پتہ	شمار	اسمائے گرامی	پتہ
۱	مولوی شفیع احمد صاحب	بیسلپوری	۲۱	ملائم خانصاحب	بیسلپوری
۲	عبدالمجید صاحب	//	۲۲	غلام حیدر صاحب	//
۳	شیخ باقر صاحب	//	۲۳	عبدالغفار صاحب	//
۴	ایوب علی صاحب	//	۲۴	محمد جان صاحب	//
۵	عبدالرحمن صاحب	//	۲۵	محمد رمضان صاحب	//
۶	محمد ذاکر صاحب	//	۲۶	رستم خانصاحب	//
۷	عبدالکریم صاحب	//	۲۷	حکیم عبدالرحیم صاحب مذاق	//
۸	عظیم الدین صاحب	//	۲۸	ملا محمد خانصاحب	//
۹	محمد حسین خانصاحب	//	۲۹	محمد اسحٰق صاحب	//
۱۰	عبدالصمد خانصاحب	//	۳۰	لعل محمد صاحب	//
۱۱	محمد عثمان خانصاحب	//	۳۱	مقبول شاہ صاحب	//

۱۲	عبدالرحیم خانصاحب	//	۳۲	عبدالستار صاحب	//
۱۳	نور خانصاحب	//	۳۳	قناعت علی صاحب	//
۱۴	غلام محمد خانصاحب	//	۳۴	علی محمد صاحب	//
۱۵	عبدالسبحان صاحب	//	۳۵	حاجی کفایت اللہ صاحب	//
۱۶	خان محمد صاحب	//	۳۶	مولوی برہان الحق صاحب جبلپوری	//
۱۷	محمد فاروق صاحب	//	۳۷	میر عبدالکبیر صاحب	//
۱۸	قاضی قاسم میانصاحب	//	۳۸	مولوی محمد زاہد صاحب برادرزادۂ مولانا شاہ محمد عبدالسلام صاحب	//
۱۹	محمد حسین صاحب	//	۳۹	محمد فضل حق صاحب	//
۲۰	اللہ بخش صاحب	//	۴۰	ظہور الحق صاحب	//

شمار	اسمائے گرامی	پتہ	شمار	اسمائے گرامی	پتہ
۴۱	ماسٹر حبیب اللہ صاحب		۵۶	مدار صاحب	
۴۲	عبدالرشید صاحب		۵۷	خدا بخش صاحب	
۴۳	عبدالمجید صاحب		۵۸	رحمت علی صاحب	
۴۴	حسین استاد صاحب		۵۹	عبدالقدیر صاحب عرف بنے صاحب	برہان پوری
۴۵	عبدالغفور صاحب		۶۰	امیر خاں صاحب	
۴۶	محمد عثمان صاحب		۶۱	محمد بشیر الدین صاحب	موضع پوڑی ضلع دمہ
۴۷	حافظ عبدالشکور صاحب	برادر مولانا موصوف	۶۲	محمد ابراہیم صاحب	
۴۸	مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ متع اللہ المسلمین بطول بقائہم		۶۳	شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر	
۴۹	فیروز خانصاحب		۶۴	بدیع الرحمٰن صاحب	

۵۰	احمد خان صاحب ولد غلام حسین خانصاحب		۶۵	شیخ امیر صاحب	
۵۱	حافظ کریم بخش صاحب		۶۶	شیخ محبوب صاحب	
۵۲	شیخ حاکم علی صاحب توبہ کرتے وقت بیعت بھی ہوئے	ملازم جاپان کمپنی	۶۷	عبدالرحمن صاحب	
۵۳	شیخ بہادر صاحب موذن		۶۸	عبدالرحیم صاحب	پل اومتی
۵۴	محمد تقی صاحب		۶۹	عبدالشکور صاحب امام مسجد	پل اومتی
۵۵	منوں خانصاحب				

جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انہیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے۔

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوئے ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہننا حرام ہے صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگر چہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے؟۔

ارشاد: حدیث میں ہے۔ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ فَاَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِنْهُ بَرِئٌ. جو شخص داڑھی باندھے اسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

عرض: سود خوار کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا؟۔

ارشاد: ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے، ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں

رکھے، حدیث صحیح میں ہے۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ. رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے، سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر، اور فرمایا، وہ سب برابر ہیں، سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ دوسری حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلرِّبٰوا ثَلَاثَۃٌ وَّسَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُھُنَّ اَنْ یَّقَعَ الرَّجُلُ عَلٰی اُمِّہٖ. سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ. اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوۃ کو جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے حدیث میں ہے۔ مَنْ اَکَلَ دِرْھَمَ رِبٰوا وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ رِبٰوا فَکَاَنَّمَا زَنٰی بِاُمِّہٖ سِتًّا وَّثَلٰثِیْنَ مَرَّۃً. جس نے دانستہ ایک درم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا۔ درم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض:۔ حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے؟

ارشاد:۔ اس میں کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے سپید بال سیاہ نہ ہو جائیں گے بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی

ایک روز بعد فراغ نماز عشا لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کیا حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے۔ حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اول و آخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورہ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجیے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ

بیچ ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورہ کافرون تلاوت کر لیں کہ خاتمہ اسی پر ہو، انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔

مؤلف:۔ شہر جبل پور ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ممالک متوسط میں واقع ہے نہایت خوش نما صاف شفاف ہے قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بنا دیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھرتا شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلہ پر ہے نہایت عجیب و پرفضا منظر ہے، دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے، یہاں ایک مقام پر پانی جمع ہو کر ایک ایسے درے میں گرتا ہے جو تقریباً دو بانس نیچا ہے، اس مقام کا نام دھواں دھار ہے اول تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اڑنا ایک عجیب لطف دیتا ہے دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پل پر جا رہی ہے پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لیے اس کا نام دھواں دھار رکھا ہے وہاں کے مخلصین نے حضور پرنور سے اس عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار بسیار منظور ہو گئی، دھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جوگنی ملی (یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے) جس کی چہار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر در حقیقت چوراسی ہیں، ہر در میں ایک بت پتھر کا ترشا ہوا ہے، حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے، کسی کی ناک ندارد ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دو پارہ فرما دیا ہے، یہ مقام جب اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لیے کشادہ سڑکیں تعمیر ہو گئی ہیں ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہوگا اور ایک یہ ہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اپنے دشوار گذار ہونے کے اگر ان میں کوئی بت بغرض

عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لیے ہوئے ہے اس کی سیر بھی ہوئی، حضور نے حسب عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَانَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ. پڑھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث روایت فرمائی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سنے اور اس وقت یہ دعا پڑھے۔ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ ۔ دنیا میں جتنے مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے، اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ دعا تعلیم فرمادی ہے کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھ کر پڑھتے ہیں۔ جبل پور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں، قریب زمانہ میں بعض ہنود نے ان شکستہ بتوں کی مرمت کرادی تھی گورنمنٹ کو خبر ہوئی پھر بدستور تڑوادیے اور پتھر پر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگادیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو بدلے یا بگاڑے گا جیل خانے بھیجا جائے گا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا۔ الحمدللہ یہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے۔ اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جِنَانَهٗ۔

غرض وہاں سے فارغ ہوکر دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دوپہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس درہ کی سیر فرمائی، یہ درہ پانی نے سنگ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کیا ہے دور تک دورویہ سنگ مرمر کے پہاڑ سر بہ فلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک جگہ کنارہ دیکھا جو غالباً ۸ گز چوڑا تھا اس ہیبت ناک منظر کا نام برادر مکرم مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب نے فی البدیہ دہان مرگ رکھا کشتی نہایت تیز جارہی تھی لوگ آپس میں مختلف باتیں کررہے تھے اس پر ارشاد فرمایا ان پہاڑوں کو کلمہ شہادت پڑھ کر گواہ کیوں نہیں کرلیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمہ

شہادت کا گواہ کرلیا کرتے اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بن کر جہنم کے ساتوں دروازے بند کردیے اور کہا ہم اس کے کلمہ شہادت کے گواہ ہیں انھوں نے نجات پائی، تو جب ڈھیلے پہاڑ بن کر حائل ہو گئے تو یہ تو پہاڑ ہیں حدیث میں ہے شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا ہو وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھ پر فضیلت ہے۔

مؤلف:۔ یہ سنتے ہی سب لوگ بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے مسلمانوں کی زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہو کر پہاڑوں میں گونج گئی۔

عرض:۔ حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لیے چلے اسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں۔ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ۔ البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے اور اس کی نماز فجر نہیں ہوئی تو وہ خطبہ کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کرے گا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہ ہوں وہ صاحب ترتیب ہے اسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھ کر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسا ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہوگی۔

عرض:۔ اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام حمل پورے ہو چکے ہوں تو اس کا شوہر بہ خیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نیت اگر اس کی یہی ہے کوئی حرج نہیں وبا سے بھاگنے پر ٹھکانہ جہنم میں ہے ویسے اپنی ضروریات کے لیے جانے آنے کی ممانعت نہیں۔

عرض:۔ خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہو اور وہ مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانے

سننے کا؟۔

ارشاد:۔ فاسق ہے۔

عرض:۔ حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں، سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں، وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں، اور رسول ان کے لیے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔ جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی، دوسری حدیث میں ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ. جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔ ایک تو یہ ادائے واجب دوسرے قبول توبہ تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنھوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کر دی بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی اولیا کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے لہٰذا ان کے لیے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔

بدریا در منافع بیشمار است
اگر خواہی سلامت بر کنار است

عرض :۔ کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا اسکا لیمپ اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں داخل ہوگی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی؟۔

ارشاد :۔ اول تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو جرم نہیں اور وہ جب تک ثابت وقابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیے۔

﴿ پھر چند مسائل متعلق احکام مسجد بیان فرمائے ﴾

(۱) جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

(۲) مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَنَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ. کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور اس کے لیے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہوجائے گا۔

(۳) بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لیے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلانیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

(۴) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتی کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب ممبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

(۵) وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ

کرے۔

(۶) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔

(۷) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الْعَطْسَةَ الشَّدِيْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو خصوصا مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے۔ حدیث میں ہے، ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا "كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُهَا شَبْعاً فِي الدُّنْيَا" ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہیے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے۔ جماہی جب آئے حتی الامکان منھ بند رکھو منھ کھولنے سے شیطان منھ میں تھوک دیتا ہے یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منھ پر رکھ لو یوہیں نماز میں بھی مگر حالت قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہی بضرورت بدلا الٹا اپنی محل سنت پر ثابت رہا جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم، چھینک اچھی چیز ہے، اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے، حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا، اَلْعَطْسَةُ عِنْدَ الْحَدِيْثِ شَاهِدُ عَدْلٍ. بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے، یعنی کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق و کذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے۔ اور یہ بھی آیا کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہذا

چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون ہوا۔ بہت لوگ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں پورا کلمہ کہنا چاہیے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حدیث میں ہے جو چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے فرشتہ کہتا ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے اور جو کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. فرشتہ کہتا ہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعائے رحمت، یہ ملائکہ کے لیے ہے، آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الٰہی بجالائے اگرچہ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یہ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل واکمل صیغہ حمد کا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَّا کَانَ مِنْ حَالٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰھْلِ بَیْتِہٖ. اسے امام شمس الدین سخاوی نے القول البدیع فی الصلاۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا۔ یہاں ایک حدیث زبان زد ہے۔ مَوْطِنَانِ لَا اُذْکَرُ فِیْھِمَا اَلْعَطْسَۃُ وَالذَّبْحُ دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح، اجلہ علما نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستثنیٰ فرما دیا، مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں، چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں بطور برکت میں اصلاً مضائقہ نہیں مثلاً بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ. بلکہ فتاویٰ امام اجل قاضی خاں میں اس کا جواز بھی مصرح کہ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰھْلِ بَیْتِہٖ دوسرے کی ذبح میں فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ: یہ اس کی طرف سے جس نے میری امت سے قربانی نہ کی۔ مسلمانو! اپنے نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت دیکھو، حدیث میں ارشاد ہے۔ اِسْتَفْرِھُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّھَا

مَطَايَاكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ۔ فربہ وتر وتازہ قربانیاں کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروروں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہوں گے یا ان پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہ جائیں ان کی طرف سے خود قربانی فرمادی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو ان کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

کمر بستن بکارامت خود این چنیں باید
ببیں در نام او تجدید ن میم مشدد را

میں ہمیشہ سے روز عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں، اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے، اور اب اس سنت کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کر لی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تابقاء زندگی اپنے ان اہل سنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا جنھوں نے قربانی نہ کی، خواہ گزر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں۔ ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا، وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان چھینک کر حمد الٰہی بجالائے تو ہر سننے والا يَرْحَمُكَ اللهُ کہے اس قید کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی یا دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا غرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اسے يَرْحَمُكَ اللهُ کہنا جائز نہیں ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ حدیث میں ہے۔ مَنْ سَبَقَ الْعَاطِسَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ اَمِنَ الشُّوْصَ وَاللُّوْصَ وَالْعُلُوْصَ۔ جو چھینکنے والے سے پہلے حمد الٰہی بجالائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے درد سے محفوظ رہے گا غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے، حدیث میں اسے بھی شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے یہ سارا بیان اتفاقی چھینک کی نسبت ہے زکام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا ان میں بھی تہذیب ہے اور مسجد میں اس کی زیادہ تاکید۔

(۸) مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہیے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے دوسرے راہ گیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

(۹) تمسخر ویسے ہی ممنوع اور مسجد میں سخت ناجائز، یا ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے ہاں موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

(۱۰) فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۱۱) مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے، لہٰذا معتکف کو چاہیے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لیے باہر نہ جا سکے گا۔

(۱۲) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے پاؤں پھیلا لیا گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور میں یوں ہی بیٹھتے ہیں، معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

(۱۳) استعمالی جوتا اگر پاک ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے۔ ادب و توہین کا راز عرف وعادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتا پہن سکتا ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے جبکہ پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے۔ بحر الرائق میں ہے۔ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے استعمالی پہن کر دروازہ مسجد تک جاتے دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔

(۱۴) مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے

فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لیے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں کیسا شدید ظلم ہے وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں، سودا دیں تو دور سے ڈال دیں، پیسے لیں تو الگ رکھوالیں حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہاری ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں، اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں، اللہ ہدایت فرمائے۔

مسلمانان عالم کے لیے
ایک اعلیٰ اسلامی دستور العمل
یعنی
ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مسمیٰ بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳۳۸ھ

حصہ سوم

مولفہ ومرتبہ
شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند
مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہ

ناشر
قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بعد عصر کسی صاحب نے ایک مریض کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ بے حد بخار ہے، اس پر ارشاد فرمایا بے حد بخار کے تو یہ معنی ہیں کہ اس کی انتہا ہی نہیں کبھی اترے گا ہی نہیں، کوستے تو آپ خود ہیں (پھر فرمایا) سورۂ مجادلہ شریف جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورۃ ہے بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایئے۔

عرض: ۔عمامہ کے دونوں سرے کا مدار ہوں تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: ۔اس میں راجح یہ ہے کہ اگر چار انگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

عرض: ۔حضور تانبے یا لوہے کی انگوٹھی کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: ۔مرد و عورت دونوں کے لیے مکروہ ہے۔

عرض: ۔اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے جو اس سے بیش بہا ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ۔

ارشاد: ۔ چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت کے لیے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام (پھر فرمایا) ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا "مَالِيْ اَرٰى فِيْ يَدِكَ حِلْيَةَ الْاَصْنَامِ" کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں انھوں نے اتار کر پھینک دی، دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا "مَالِيْ اَرٰى فِيْ يَدِكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ" کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا

ہوں انہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں۔ ارشاد فرمایا "اِتَّخِذْهُ مِنَ الْوَرِقِ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا" چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پوری نہ کرو۔

عرض:۔ ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سچا کام ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں ہیں اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے یا مغرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

عرض:۔ انگوٹھی کون سی انگلی میں پہننا چاہیے۔

ارشاد:۔ بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور دہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی بنصر (وہ انگلی جو چھنگلیا کے پاس ہے) میں پہنے۔

عرض:۔ اپنا نام اگر انگوٹھی میں کندہ ہو بیت الخلا میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ نام اگر ایسا زیادہ معظم نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہیے اور اگر کوئی متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

عرض:۔ نگینہ پر کلمہ طیبہ کندہ کرانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ تبرکاً جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام۔

عرض:۔ اللہ صاحب کہنا کیسا ہے۔

ارشاد:۔ جائز ہے حدیث میں ہے۔ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ" اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ" لیکن اللہ صاحب کہنا اسمٰعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ

ے بہت زیادہ ہونا چھپ جانا

ہے اس لیے نہ چاہیے (پھر فرمایا) آریہ، پادری، وہابیہ سب ایک سے ہیں۔

عرض:۔ مخمل مردوں کو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ اگر اس پر ریشم کا رُواں بچھا ہوا ہے تو ناجائز ہے ورنہ نہیں۔

عرض:۔ حضور ریشم کا بھی یہی حکم ہے کہ چار انگل سے زیادہ ناجائز۔

ارشاد:۔ ہاں اگر تبع مستقل ہو تو چار انگل تک جائز ہے مثلاً ٹوپی کی گوٹ جائز ہے لیکن رامپور جیسی ٹوپی کہ بعض چار انگل کی بھی نہیں ہوتی اگر ریشم کی ہوں تو ناجائز ہے کہ وہ خود مستقل ہیں تبع مستقل نہیں، ایسے ہی تعویذ کہ بعض ایک انگل کے بھی نہیں ہوتے ہیں لیکن چونکہ مستقل ہیں اس لیے اگر ریشم کے ہوں تو ناجائز۔

عرض:۔ تانبے، پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ مرد و عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز۔

عرض:۔ چاندی اور سونے کی گھڑی رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ رکھ سکتا ہے البتہ اس میں وقت نہیں دیکھ سکتا کہ حرام ہے۔ اسی طرح آرسی؏ پہننے میں عورت کے لیے کوئی حرج نہیں اور اس میں منہ دیکھنا حرام (پھر فرمایا) چاندی سونا صرف پہننا عورت کے لیے حلال ہے باقی طرق استعمال اس کے لیے بھی حرام ہیں ہاں کھانا دونوں کے لیے جائز ہے ورق چاندی سونے کے کھائیں یا ریزہ ریزہ کر کے یا کشتہ بنا کر۔

عرض:۔ جو درخت نجس پانی سے سینچا گیا ہو اس کے پھل کھانا جائز ہیں۔

ارشاد:۔ جائز ہے۔

عرض:۔ جس گائے کو غصب یا سرقہ وغیرہ کا بھوسہ دیا جائے اس کا دودھ پینا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ دودھ حرام نہ ہوگا ہاں تورع ایک بڑی چیز ہے۔ ایک بی بی امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا میں اپنی چھت پر سیتی ہوں روشنی اتنی نہیں کہ سوئی میں سے اگر ڈورا نکل جائے تو ڈال سکوں بادشاہ کی سواری نکلتی ہے اس کی روشنی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں یا نہیں کہ وہ روشنی ظالم کی ہے اس کے روپے میں حلال و حرام سب

؏ ایک زیور جو انگوٹھے میں عورتیں پہنتی ہیں جس میں شیشہ جڑا ہوتا ہے۔

ہے، آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو فرمایا میں بہن ہوں بشر حافی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی، امام نے فرمایا ورع تمہارے گھر سے پیدا ہوا تمہارے لیے اس روشنی میں ڈورا ڈالنا جائز نہیں (پھر فرمایا) ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کرتے تھے ہزاروں روپے لوگوں پر قرض تھے تقاضے کے واسطے دوپہر کو تشریف لے جایا کرتے اور مقروض کی دیوار کے سائے سے علیحدہ کھڑے ہوتے کہ یہ قرض سے نفع حاصل کرنے میں داخل نہ ہو جائے۔ ایک شخص پر حضور کے دس ہزار آتے تھے وعدہ گزرے مدت ہو چکی تھی ایک مرتبہ آپ تشریف لیے جاتے تھے سامنے سے وہ آتا تھا آپکو دیکھ کر ڈر کے مارے ایک گلی میں ہو گیا، قسمت کی بات کہ وہ دوسری طرف سے سربستہ تھی امام وہیں تشریف لے گئے فرمایا کیوں تم ادھر کیسے آگئے سبب بتایا کہ میں حضور کا مقروض ہوں وعدہ گزر گیا میں ڈرا کہ حضور تقاضا فرمائیں گے اور میرے پاس اس وقت موجود نہیں اس لیے میں اس طرف آگیا فرمایا دس ہزار بھی ایسی چیز ہیں کہ کسی مسلمان کا قلب پریشان کیا جائے میں نے معاف کیے۔

عرض:۔ حضور بزرگان دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ جا سکتا ہے۔ امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے نماز بھی وہی پڑھاتے تھے سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں، ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جب برائی کریں تو ان سے علیحدہ رہو اور جب بھلائی کریں تو ان کے شریک ہو۔

عرض:۔ حضور اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو۔

ارشاد:۔ اگر آپ صاحب سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جائیے اور صاحب مزار

کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جایئے۔

عرض:۔ حضور بعض احادیث میں یہ واقعہ آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم ہوا کہ جاؤ ہمارا ایک بندہ فلاں پہاڑ پر ہے اس سے علم حاصل کرو۔ یہ واقعہ توریت مقدس سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔

ارشاد:۔ توریت مقدس سے بہت پیشتر کا واقعہ ہے۔

عرض:۔ اگر اس کو توریت مقدس سے بعد کا مانا جائے تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ توریت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ" جب توریت تفصیل کل شے ہے تو دوسرے سے علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت۔

ارشاد:۔ کوئی اعتراض نہیں، توریت کا "تفصیل کل شیٔ" ہونا فرمایا ہے اس تفصیل کا باقی رہنا کہیں نہیں فرمایا، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب توریت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گئو سالہ کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں، آپ کی شان جلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جلال طاری ہوتا آدھ گز آگ کا شعلہ کلاہ مبارک سے اوپر کو اٹھتا جلال میں آ کر الواح توریت پھینکدیں وہ ٹوٹ گئیں، امام مجاہد تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ "تفصیل کل شیٔ" اٹھ گئی صرف احکام باقی رہ گئے۔

---

(۱) میرے خیال میں پیشتر کی جگہ بعد ہونا چاہیے جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث "الکم علیٰ علم علمکم اللہ لا اعلمہ" سے اس کی طرف اشارہ ہے، نیز "قام موسیٰ خطیبا فی بنی اسرائیل" بھی اسی کو چاہتا ہے۔

(نیز اس کے بعد کا عرض وارشاد بھی اس پر قوی قرینہ ہے کیونکہ اس میں جو سوال کیا گیا ہے وہ مذکورہ واقعہ کے توریت کے بعد ہونے پر ہی مرتب ہے ورنہ پیشتر ہونے پر اس اعتراض کی گنجائش نہیں جو دوسرے عرض میں ہے اور نہ اس کے جواب کی ضرورت۔ (ف)

عرض:۔ حضور الواح توریت تو کلام خدا ہے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کس طرح کیا۔

ارشاد:۔ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی، اور نبی کی تعظیم فرض ہے ان کے ساتھ تو آپ نے جلال کے وقت یہ کیا "اَخَذَ بِرَأْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗ اِلَیْهِ. ان کا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے، جانے دیجیے، یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے، شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کررہا ہے، ارشاد فرمایا اے جبریل یہ کون شخص ہیں؟ عرض کی موسیٰ ہیں۔ فرمایا کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں؟ عرض کیا قَدْ عَرَفَ رَبُّهٗ حِدَّتَهٗ. ان کا رب جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے۔ خیر اس کو بھی جانے دیجیے، وہ جو رب عزوجل سے عرض کی ہے "اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ" یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں، یہاں کیا کہیے گا، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے اندھوں نے صرف شان عبدیت دیکھی شان محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔

عرض:۔ حضور یہ امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر آحاد ہے۔

ارشاد:۔ تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے، قرآن عظیم ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کے قول کو نہ مانا جائے۔

عرض:۔ ائمہ سے مراد ائمہ تفسیر ہیں۔

ارشاد:۔ ہاں۔

عرض:۔ بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کو مخصص بتایا ہے۔

ارشاد:۔ قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات، ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام، تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے (پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا) قرآن عظیم میں یہ

فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے "تفصیل کل شیٔ" نازل کی تھی یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائیگی تو اب اس کا تفصیل کل شیٔ ہونا تو قطعی مگر اس کا تفصیل کل شیٔ رہنا یہ ظنی اور خبر آحاد بھی مفید ظن اور ظن ظن کا مقابل ہوسکتا ہے جب خبر آحاد سے ثابت ہوگیا کہ توریت میں 'تفصیل کل شیٔ' نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض:۔ حضور اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یہ نہیں فرمایا گیا کہ تِبْيَانٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ باقی رہے گا، تو اب علم "ما کان وما یکون" کس طرح ثابت ہوگا۔

ارشاد:۔ بلاشبہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہو کہ تبیانا لکل شیٔ باقی نہ رہا تو مان لیا جائے گا لیکن خلاف آنا تو درکنار احادیث صحیحہ میں اس کی تائید ہی آئی ہے، البتہ مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر ہے، نبوت کہتے ہی ہیں علم غیب دینے کو۔ امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں "اَلنُّبُوَّةُ هِيَ الْاِطِّلَاعُ عَلَى الْغَيْبِ" امام ابن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔ "اَلنُّبُوَّةُ مَاخُوْذَةٌ مِنَ النَّبَا بِمَعْنَى الْخَبَرِ اَیْ اِطَّلَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَى الْغَيْبِ" نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

عرض:۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو بلا واسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ علم بلا واسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے قرآن فرماتا ہے۔ "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ" کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم بلا واسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہیں یہ تو کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لیے علم بلا واسطہ مانے کافر ہے۔ اگر کوئی انسان کے معنی پاگل کے گڑھ لے تو وہ خود پاگل ہے، اللہ فرماتا ہے۔ "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" کیا بلا واسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے۔

عرض:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ

فرمایا گیا جب اس کے الفاظ محفوظ ہوئے تو معانی کی حفاظت ضرور کہ معانی الفاظ سے منفک نہیں ہوسکتے اور معانی قرآن عظیم کی صفت تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہے تو قرآن عظیم ہی سے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا دوام ثابت ہوگیا۔

ارشاد:۔ قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضرور، نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے "ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ" اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو، الا ماشاء اللہ۔

عرض:۔ ماشاء اللہ تو ما کان و ما یکون میں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰۤی اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ" ہم تم کو پڑھاویں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے، اس سے لازم آتا ہے کہ ماشاء اللہ کا علم حضور کو نہ رہا حالانکہ وہ ما کان و ما یکون میں سے ہے۔

ارشاد:۔ ماشاء اللہ کس کی نسبت فرمایا گیا ہے، آیات الٰہی کی نسبت کلام ہے، اور آیات الٰہی صفت الٰہی ہے اور وہ قدیم ہے، ما کان و ما یکون میں داخل نہیں، ما کان و ما یکون تو ان حوادث کا نام ہے جو اول روز سے آخر روز تک ہوئے اور ہوں گے۔

عرض:۔ بمرھن کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔

ارشاد:۔ ہاں۔

عرض:۔ خورجی جو گھوڑے کی زین میں لگی رہتی ہے اس میں قرآن شریف رکھا ہو ایسی حالت میں سوار ہوسکتا ہے۔

ارشاد:۔ اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا اور خورجی میں رکھنے پر مجبور محض ہے تو جائز ہے۔

عرض:۔ بعد طلوع فجر کے سنۃ الفجر میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ نہیں کہ بعد طلوع فجر سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل پڑھنا ناجائز ہے ہاں بغیر نیت کے تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد سنت فجر سے ادا ہو جائیں گی۔

عرض:۔ حضور تیرہ سال میں میری اہلیہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے جن میں

سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں، کسی کی عمر تین سال کی، کسی کی دو سال، کسی کی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اور ام الصبیان، فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے، حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد:۔ مولی تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہوا سے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجیے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیے، اس وقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے، اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھیے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳۔۳ بار صبح وشام اور سوتے وقت پڑھیں صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دو پہر ڈھلنے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا مونھ اور سینے اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی، اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجیے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا لیجیے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے روشن کیجیے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کے لیے بھی روشن کیجیے وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر و آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے۔ بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاسب سے پہلے اس کے

کانوں میں سات بار اذانیں دی جائیں چار بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے چالیس روز تک بچہ کو کسی ناج سے تول کر خیرات کیا جائے، پھر سال بھر تک ہر مہینے پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سے سالانہ یہ تول اس لڑکی کے لیے بھی کیجیے چوتھے سال میں ہے تو ہر چار مہینے پر تو لیے، مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷، ۷ بار اذان بآواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورہ بقر ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے، جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر "بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لیے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھیے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہیں، ان باتوں کا التزام رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

عرض:۔ حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد:۔ (۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکے یا قندیل میں۔

(۲) روشن کرتے وقت لَو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں۔

(۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔

(۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔

(۵) مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر مونھ اسی کی طرف رکھے اور اکثر اوقات

اس کی لوکو دیکھے۔

(۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں۔

(۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں۔

(۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔

(۹) اس جگہ بیٹھ کر سب ذکر الٰہی و درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو و بیہودہ بات وہاں ہونے پائے۔

(۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا مونھ کے ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلا نہ کھلنے پائے۔

(۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے مؤکل اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا چاہیے کہ پہلے دن قصداً کچھ دیر کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

(۱۲) جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی با وضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اِرْجِعُوْا مَاجُوْرِیْنَ.

(۱۳) روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

(۱۴) جس کے لیے چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔

عرض:۔ ایک صاحب کی لڑکی بلاناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی اب ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد:۔ لاحول شریف ۶۰ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلایئے۔

عرض:۔ کیا آیات قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد:۔ جو تعوذ عامل بتاتے ہیں انکی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

عرض:۔ پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد:۔ ردا، تہبند، عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی، پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بندہی باندھتی تھیں۔ ایک بار حضور تشریف لیے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا، روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا، صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے، فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُتَسَرْوِلَات. اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں۔ اور غالباً پاجامہ تنگ تھا، اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہبند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

عرض:۔ موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیے۔

عرض:۔ یہ جو جرمن وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ ان کا بھی وہی حکم ہے، اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے! اگرچہ

گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام ہے۔ اَلنَّصْرَانِیَّۃُ لَاذَبِیْحَۃَ لَہٗ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ اَلْیَہُوْدِیَّۃُ یَذْبَحُ اَوْیَاکُلُ ذَبِیْحَۃَ الْمُسْلِم. نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں کافر ہوئے قرآن عظیم میں یہویوں کو مَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ. اور نصاریٰ کو ضَالِّیْن فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں۔

عرض:۔ امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد:۔ پہلی دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قراءت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کر کے قعدہ کرنے اور پچھلی رکعت میں قراءت کرے۔

عرض:۔ جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا؟۔

ارشاد:۔ جماعت ثانیہ فقط جائز ہے، اس کے لیے سنتیں نہ چھوڑیں، اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کے لیے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلوا دیتا۔ ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہوگئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہوگئی، تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

عرض:۔ نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب درمختار و کبیری

میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد:۔ اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں، اس واسطے صف اول کی تکمیل کردی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی کیونکہ صف کامل ہوگئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہوگیا، اور پنج وقتہ نماز میں بھی بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے، مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہوگی۔

عرض:۔ ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یاسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال و سری[1] زمین میں دفن کردیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

ارشاد:۔ کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کردے۔

عرض:۔ کیا خطبۂ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیے۔

ارشاد:۔ ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضروری نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہیے خطبۂ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض:۔ معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض:۔ میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد:۔ نہیں چاہیے۔

عرض:۔ نوشہ کے اپٹن ملنا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ خوشبو ہے، جائز ہے۔

عرض:۔ اگر بیسلپور سے بدایوں جانا ہے اور راستے میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں۔

[1] بکرے کا سر

ارشاد:۔ اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض:۔ ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دوکان کھولے اور ہمیشہ وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل وعیال کو بھی لے جایا کرے، اس صورت میں مراد آباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد:۔ وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر وہاں نکاح کر لے تو ہو جائے گا۔

عرض:۔ اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد:۔ نکاح تو ہو ہی جائے گا، اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگر چہ بامن[1] پڑھادے، چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے۔

عرض:۔ ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی؟ اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کریں۔

ارشاد:۔ ولیمہ زفاف کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض:۔ نکاح کے بعد چھوہارے لٹانے کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں، اور یہ حدیث دار قطنی وبیہقی وطحاوی سے مروی ہے۔

عرض:۔ خضاب سیاہ اگر وسمہ[2] سے ہو۔

ارشاد:۔ وسمہ سے ہو یا تسمہ[3] سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض:۔ کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

ارشاد:۔ ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض:۔ اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں؟۔

---

[1] کوئی [2] ایک گھاس جس سے بال کالے ہوتے ہیں [3] جوتے کا پھیتا

ارشاد:۔ بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہوسکتا۔

عرض:۔ بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد:۔ حضرت امام حسن و حسین و عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض:۔ نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد:۔ ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض:۔ ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے اردگرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہوسکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لیے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے "لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ" دنیا میں ان کے لیے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض:۔ نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد:۔ غسل وکفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے، بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز میں کثرت ہوجائے، یہ ناجائز ہے اور اسکی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض:۔ مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹوں کے ڈالنے کے لیے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد:۔ ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت

ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین، صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں، قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض:۔ معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو جب تو نہیں ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض:۔ یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک حسد سے مر گئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر جانا ثابت ہے۔

عرض:۔ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد:۔ جس قدر ہدیہ قرآن عظیم کا بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض:۔ ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کر لیں۔

ارشاد:۔ یہاں کہ صدقہ دیا جا رہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض:۔ خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا؟۔

ارشاد:۔ اختلاف ہے علما کا، بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

عرض:۔ سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

ارشاد:۔ ترک اولیٰ ہے۔ جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

عرض:۔ دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل و رسائل علما نے لکھے ہیں اس سے اہل

دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد:۔ مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا، ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی، سے خوف کرنا چاہیے، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرمادیا۔

عرض:۔ حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

ارشاد:۔ نہیں۔

عرض:۔ قسم حضور کی کھانا جائز ہے؟۔

ارشاد:۔ نہیں۔

عرض:۔ کیا بے ادبی ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں۔

عرض:۔ خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ ناجائز ہے، کیوں کہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے، اور گھڑی کی چین بھی، عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی، ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض:۔ جوان غیر محرم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہیے یا نہیں۔

ارشاد:۔ دل میں جواب دے۔

عرض:۔ اگر غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد:۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ع۔ بسا کیں آفت از گفتار خیزد۔

عرض:۔ سنۃ الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد:۔ اول وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے

شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے لہٰذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولی ہے۔

عرض:۔ ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کرسکتا ہے۔

ارشاد:۔ بلا عذر نہ چاہیے۔

عرض:۔ سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض:۔ بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑھت میں مال فروخت کرتا ہے اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے، اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سیکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر جانوروں کے لیے لیں کچھ حرج نہیں۔ البتہ بت وغیرہ کے لیے ناجائز ہے۔

عرض:۔ دست غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ دست غیب کے لیے دعا کرنا محال عادی کے لیے دعا کرنا ہے جو مثل محال عقلی وذاتی کے حرام ہے، اور کیمیا تضییع مال ہے، اور یہ حرام ہے، آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو "کَبَاسِطِ کَفَّیۡهِ اِلَی الۡمَآءِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ"(۱) دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے "وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ" (۲) یَتَّقِ اللّٰهَ پر عمل نہیں ورنہ حقیقۃً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا

---

(۱) جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں ۱۲

(۲) اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ ۱۲

مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپے کی طلب تھی بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا، دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں، وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھ کر.........اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں ہوئی، میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی 'سیٹھ ابراہیم بمبئ سے ملنے آئے ہیں' میں باہر آیا اور ملاقات کی، چلتے وقت اکیاون روپے انہوں نے دیے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپے کی تھی یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا، غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف:۔ یہ ہے يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"۔

عرض:۔ بعض اکابر اولیائے کرام سے کچھ کلمات ایسے صادر ہوئے جو بظاہر خلاف شریعت ہیں اس میں ان کو معذور رکھا جاتا ہے اور ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے اگر کوئی اس زمانہ میں ایسے الفاظ کہے اس کو کیوں نہیں معذور رکھا جاتا۔

ارشاد:۔ اگر اس کی ولایت ثابت ہو جائے تو اس کو بھی معذور رکھا جائے گا۔

عرض:۔ ثبوت ولایت کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد:۔ اطباق ائمہ کا، علما کا، جمہور کا، سواد اعظم کا۔ سواد اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بے شک ولی ہے اور اگر یہ شرط نہ لگائی جائے بلکہ جس کسی کو بھی خلاف شریعت الفاظ بکتے سنیے اس کو معذور رکھیے تو ہر شرابی ہر بھنگڑ جو چاہے گا بک دیگا اور کہہ دیگا کہ ہم نے حالت سکر میں ایسا کہا، شریعت بالکل معدوم ہو جائیگی۔

عرض:۔ بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کا معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے۔

ارشاد:۔ حرام اور اشد حرام، کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے، یہ تو درکنار، سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا، اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ع کو دیپاند کرنیوالا

ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو الٹ دے نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا۔

عرض:۔ حضور پھر صوفیائے کرام کے وظائف میں یہ اعمال داخل کیوں کر ہوئے۔

ارشاد:۔ احادیث جن کی منقول عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ان میں کس قدر موضوعات ہیں (اسی سلسلے میں فرمایا کہ) جاہلوں میں اسمائے حسنیٰ کی قوت بڑھانے کے واسطے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ مثلاً یَا عَزِیْزُ تَعَزَّزْتَ فِی عِزَّتِکَ وَالْعِزَّةُ فِی عِزَّةِ عِزَّتِکَ. یَا عَظِیْمُ تَعَظَّمْتَ فِی عَظْمَتِکَ وَ الْعَظْمَةُ فِی عَظْمَةِ عَظْمَتِکَ. خیر یہاں تک تو صحیح تھا، آگے اس کے یہ ہے۔ یَا مُذِلُّ تَذَلَّلْتَ فِی ذِلَّتِکَ وَالذِّلَّةُ فِی ذِلَّةِ ذِلَّتِکَ. یَا خَافِضُ تَخَفَّضْتَ فِی خِفْضَتِکَ وَالْخِفْضُ فِی خِفْضِ خِفْضَتِکَ. اب کہیے، یہ کفر ہوا یا نہیں، لیکن وہ کافر نہ ہوئے، اس واسطے کہ ان کو شیطان نے بہکا دیا، ان کو اس عربی عبارت کا ترجمہ نہیں معلوم (پھر فرمایا) صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔ صوفی بے علم مسخرۂ شیطان است' وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ ڈور پر لگا لیتا ہے حدیث میں ارشاد ہوا 'اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْهٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ. بغیر فقہ کے عابد بننے والا عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاق کرے اور حاصل کچھ نہیں ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے قَدَّسَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَسْرَارِهِمْ انہوں نے ایک صاحب ریاضت و مجاہدہ کا شہرہ سنا ان کے بڑے بڑے دعاوی سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے؟ عرض کی: مجھے دیدار الٰہی روز ہوتا ہے ان آنکھوں سے، سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے۔ اب اگر ان کو علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے سوائے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، اور حضور کو بھی فوق السمٰوٰتِ والعرش دیدار ہوا، دنیا نام ہے سماوات و ارض کا، خیر ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو

بلایا ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے، انہوں نے عرض کی بیشک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اِبۡلِیۡسَ یَضَعُ عَرۡشَهٗ عَلَی الۡبَحۡرِ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا، اسی کی عبادت کرتا رہا، اسی کو سجدے کرتا رہا، کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے، پھر ان کا پتہ نہ چلا۔

سیدی ابو الحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابو الحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان شریف میں چلّے میں بٹھایا ایک دن انہوں نے رونا شروع کیا آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے شجر و حجر اور در و دیوار در سجدہ میں ہیں نور پھیلا ہوا ہے میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینے تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کر سکتا اس وجہ سے روتا ہوں فرمایا، اے فرزند وہ سلاخ نہیں وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا ہے اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے شب قدر وغیرہ کچھ نہیں، عرض کی، حضور میری تشفی کے لیے کوئی دلیل ارشاد ہو، فرمایا، اچھا، دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجاً سمیٹو، سمیٹنا شروع کیا، جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی مبدل بہ ظلمت ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے، بالکل اندھیرا ہو گیا، آپ کے ہاتھوں میں سے شور و غل ہونے لگا حضرت مجھے چھوڑ دیئے میں جاتا ہوں تب ان مرید کی تشفی ہوئی (پھر فرمایا) بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے تاگے کی لگام ڈالتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے شیاطین کی کارگزاری پیش ہوتی ہے کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں کوئی کہتا ہے اس نے اتنے زنا کرائے۔ سب کی سنیں کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب علم کو پڑھنے سے باز رکھا سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگایا اور کہا انت انت تو نے کام کیا تو نے کام کیا اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے

کام کیے اوران کو کچھ نہ کہا اوراس کو اتنی شاباشی دی، ابلیس بولا تمھیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے بتاؤ وہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو، انھوں نے ایک مقام کا نام لیا صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لیے ہوئے اس مقام پر پہنچا اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسان کی شکل بن کر رستہ پر کھڑا ہو گیا عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا سلام علیکم وعلیکم السلام حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر پوچھا: اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کر دے؟ عابد صاحب نے سوچا اور کہا: کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی، بولا بس یہی پوچھنا تھا، تشریف لے جایئے، اور شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی اس کو اللہ کی قدرت ہی پر ایمان نہیں عبادت کس کام کی۔ طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس نے کہا السلام علیکم وعلیکم السلام مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے انھوں نے فرمایا پوچھو جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے اس نے وہی سوال کیا فرمایا ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروروں آسمان وزمین داخل کر دے "إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ" عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا دیکھا یہ علم ہی کی برکت ہے۔

عرض: ۔ عورتوں کے لیے مسواک کیسی ہے؟۔

ارشاد: ۔ ان کے لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں ان کے دانت اور مسوڑے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں مسّی کافی ہے۔

عرض: ۔ بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے۔

عہ ایک سفوف جس سے مسوڑے اور ہونٹ رنگ جائیں

ارشاد:۔ بیعانہ آجکل تو یوں ہوتا ہے کہ اگر خریدار بعد بیعانہ دینے کے نہ لے تو بیعانہ ضبط، اور یہ قطعاً حرام ہے۔

عرض:۔ مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نکال لینا چاہئیں اگر کوئی تکلیف نہ ہو اور اس کے ٹوٹے ہوئے دانت کفن میں رکھ دیے جائیں۔

عرض:۔ ایک صف فرض پڑھ رہی ہے درمیان میں ایک شخص بہ نیت نفل شریک ہے ان کی نماز میں کوئی خرابی ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ کوئی حرج نہیں۔

عرض:۔ کیا قطع صف نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں۔

عرض:۔ حالانکہ اس کی نماز اور ہے اور ان کی اور۔

ارشاد:۔ اس کی نماز اور نہیں۔ فرض مشتمل ہے مطلق نماز کو، اور مطلق نماز نفل بھی ہے نفل ہر نماز میں داخل ہے ہاں اگر وہ لوگ آج کی ظہر پڑھ رہے ہوں اور یہ کل کی ظہر کی نیت سے امام کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اب اس کی نماز نہ ہوگی کہ اس کی نماز اور ہے اور امام کی اور، کل کی ظہر آج کی ظہر میں داخل نہیں۔

عرض:۔ ایک شخص وضو کر رہا تھا اور دو آدمی باوضو تھے یہ خیال کر کے کہ وہ وضو کر کے شامل ہو جائے گا ایک شخص امام بن کر آگے کھڑا ہو گیا اور دوسرا تنہا پیچھے لیکن وہ شخص وضو کر کے شامل ہی نہ ہوا، اب ان دونوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد:۔ نماز تو ہو گئی لیکن امام اور مقتدی دونوں نے غلطی کی اور خلاف سنت کیا، چاہیے تھا کہ امام اور مقتدی دونوں برابر کھڑے ہوتے جب وہ وضو کر کے آتا مقتدی پیچھے ہٹ آتا یا امام آگے بڑھ جاتا (پھر فرمایا) اس غلطی میں عوام تو عوام علما مبتلا ہیں حالت موجودہ کا اعتبار ہے غیب کا کیا علم ممکن ہے کہ وہ وضو کرتے ہی میں مر جائے یا اور کوئی عذر پیش آجائے۔

عرض:۔ دوعورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کی ممانعت کی کیا وجہ ہے؟۔

ارشاد:۔ دوعورتوں کے بیچ سے نکلنے کو منع فرمایا، عورتوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا (پھر فرمایا) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک وہ جو دہنی طرف ہو ایک وہ جو بائیں طرف ہو اور ایک وہ جو پیچھے ہو، اور دوعورتیں کم سے کم چار کی دو دہنے بائیں اور دو وہ جو ان کے پیچھے ہیں، اور تین عورتیں دو دہنے بائیں مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں اور اپنے پیچھے ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی جو ان کے محاذات میں ہوں اور اگر چار عورتیں ہیں تو دو مردوں کی تو دہنے بائیں نماز فاسد کریں گی اور اگر ان کے پیچھے لاکھ صفیں ہوں تو سب کی نماز فاسد اگر چہ محاذات نہ ہو آخر کچھ تو اثر ہے جو اتنی نمازیں فاسد ہوتی ہیں اسی وجہ سے دوعورتوں کے درمیان نکلنے سے منع فرمایا۔

عرض:۔ کچھ مرد آگے ہیں ان کے پیچھے عورتیں اور ان کے پیچھے ایک دیوار ہے اس دیوار کے پیچھے جو لوگ کھڑے ہوں ان کی نماز کا کیا حکم ہے۔

ارشاد:۔ اگر دیوار اتنی نیچی ہے کہ سینہ یا سر دکھائی دے جب بھی محاذات ہے اور مردوں کی نماز فاسد۔

عرض:۔ اگر چہ عورتیں ضعیفہ ہوں۔

ارشاد:۔ ضعیفہ ہوں یا تو یہ عورتوں کو مسجد میں جانا ہی منع ہے حدیث میں ارشاد فرمایا عورت کی نماز اپنے تہ خانہ میں بہتر ہے کوٹھری میں نماز پڑھنے سے، اور اس کی کوٹھری میں نماز بہتر ہے دالان میں نماز پڑھنے سے، اور اس کی نماز دالان میں بہتر ہے صحن میں نماز پڑھنے سے، اور اس کی اپنے صحن میں نماز بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے (پھر فرمایا) مسجد اور جماعت کی حاضری عورتوں کو معاف ہے بلکہ ممنوع ہے۔

عرض:۔ ایک صف مردوں کی پوری کھڑی ہے اور ان کے پیچھے عورتیں ہیں اب اور مرد بعد میں آنے والے کہاں کھڑے ہوں۔

ارشاد:۔ اگر یہاں جگہ نہیں تو نماز باطل ہوگی دوسری مسجد میں پڑھیں۔

عرض:۔ اگر امام نے دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر اور جگہ کی ایک آیت پڑھ دی تو نماز ہوگئی یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہوگئی۔

عرض:۔ رنڈیوں کا روپیہ مسجد کی خدمت میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد:۔ نہیں مسجد کے لیے مال حلال طیب ہو۔

عرض:۔ اگر دیوار اس قدر اونچی ہو کہ عورتوں کے سر نہیں دکھائی دیتے تو اب امام کا رکوع وسجود بھی ان لوگوں پر جو دیوار کے پیچھے ہیں مخفی ہو جائے گا تو اقتدا کیونکر صحیح ہوگی۔

ارشاد:۔ آواز پہنچے گی۔

عرض:۔ قرض وصول کرنے میں جو خرچ ہو وہ مقروض سے لے سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ایک حبہ نہیں لے سکتا۔

مؤلف:۔ دوسری بار کی حاضری میں جو انعامات سرکار سے پائے ان کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا وہ خود اپنے مہمانوں کی مدد فرماتے ہیں اور حضور تو حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی امت کے اولیائے کرام کی بھی یہی شان ہے۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کیے ہیں۔ مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے اس دفعہ آخر دن پہنچے جو اولیائے کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انھوں فرمایا کہاں تھے دو روز سے حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا عبدالوہاب آیا انھوں فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے انھوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں

اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا (پھر فرمایا) ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیازمندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ کے یہاں اس کی کس قدر قدر ومنزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی کس قدر قدر ومنزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ کے یہاں ہے۔ حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا، اَلنَّظْرَةُ الْاُوْلٰی لَکَ وَالثَّانِیَةُ عَلَیْکَ. پہلی نظر تیرے لیے ہے اور دوسری تجھ پر، یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا، خیر، نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نظر کی خادم کو اشارہ ہوا، انھوں نے آپ کی نذر کر دی، ارشاد فرمایا، عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی، فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

عرض:۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے؟

ارشاد:۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے، اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں، ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام، نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں، وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں، بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے

نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو اور اولیا، علما، شہدا کی حیات برزخیہ اگرچہ حیات دنیویہ سے افضل اعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دنیویہ جاری نہیں، ان کا ترکہ تقسیم ہوگا، ان کی ازواج عدت کریں گی۔ اور حیات برزخیہ کا ثبوت تو عوام کے لیے بھی ہے۔ حدیث میں ہے۔ مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی، بعد مرنے کے سمع بصر ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے اور یہ تمام اہلسنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گمراہ ہے کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا ہے اور اس سے تسلی پاتا ہے، اس کی آواز بلکہ اس کی پہچل سنتا ہے اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے اگر کسی زندہ شخص کو اتنے من مٹی میں دبا دیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا تو ثابت ہوا کہ بعد مرنے کے سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے۔

عرض:۔ حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد:۔ اَلشَّیْطَانُ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِہٖ شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے، اس کا شیطان اس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے وہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو 'آواگون' ہو گیا۔ مسلمان کا ہمزاد مقید کر لیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں ان کے ساتھ کراماً کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں جب انسان مر جاتا ہے کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں اے رب ہمارا کام ختم ہو گیا وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں، رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے۔ کچھ حاجت تمہاری نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے، ارشاد ہوتا ہے میری زمینیں

بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے، تمہاری کچھ حاجت نہیں، عرض کرتے ہیں، الٰہی پھر ہم کیا کریں، ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو (پھر فرمایا) اچھی باتیں مثلاً "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" ان کا اخروی نفع تو یہ ہے کہ ہر کلمہ سے ایک پیڑ جنت میں لگایا جاتا ہے اسی کو فرمایا جاتا ہے" وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا" اور دوسری جگہ فرمایا جاتا ہے" وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا" اور فی الحال ان کا نفع یہ ہے کہ وہ کلمات مونھ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مغفرت مانگیں گے، اسی طرح کلمات کفر مونھ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔

عرض: ۔ ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن شریف رکھا ہے اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد: ۔ جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

عرض: ۔ شراب بیچنے والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد: ۔ اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے (۱) اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے۔ کفار کے لیے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لیے سرکہ اور بکری، كَالْخَلِّ وَالشَّاةِ لَنَا۔

عرض: ۔ رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟۔

(۱) یعنی جب کہ وہ قیمت اسی مال حرام سے دے، اور اگر اس نے کسی سے مال حلال قرض لیا ہے اور مال حلال کے عوض اس سے کچھ خریدتا ہے تو بیچنے میں حرج نہ ہوگا۔ مؤلف غفرلہ)

ارشاد:۔ اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔(۱)

عرض:۔ علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا؟۔

ارشاد:۔ دونوں سنت ہیں، یہ بھی ارشاد ہوا ہے۔ "تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ الَّذِیْ اَنْزَلَ الدَّاءَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ لِكُلِّ دَاءٍ" علاج کرواے اللہ کے بندو کہ جس نے مرض اتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ ان کی امت کے لیے سنت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالی عنہم کی سنت علاج نہ کرنا رہی ہے۔

عرض:۔ انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ان کے یہاں کی جس قدر رقیق دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نجس وحرام ہیں۔

عرض:۔ اگر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جانور کے تیر مارا اور اس کے پاس پہنچنے سے پہلے بغیر ذبح کیے مر گیا اب اس کا کھانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ جائز ہے خواہ کہیں لگ جائے (پھر فرمایا) اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے پیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔

عرض:۔ سنا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بلی اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالی عنہ کا کتا جنت میں جائیں گے یہ صحیح ہے یا نہیں؟۔

---

(۱) یہاں بھی وہی ہے کہ اگر رنڈی کے پاس سوا اس ناپاک کمائی کے اور مال حلال نہیں جس سے کرایہ ادا کرے تو وہ مال زنانہ لینا چاہیے اور اگر اور ہو خواہ یوں کہ مال حلال قرض لے کر دے تو حرج نہیں۔۱۲ مؤلف غفرلہ

ارشاد:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی کے لیے ثابت نہیں اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کتا بلعم باعور کی شکل بن کر جنت میں جائے گا اور وہ اس کتے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا، اسی کو فرمایا گیا ہے۔ "فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ" ہم نے اس کو اپنی آیتیں دیں تو وہ نکل گیا ان سے اور گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے سبب بلند فرما لیتے لیکن وہ تو زمین پکڑ گیا اس سے اٹھا نہ گیا اس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا تو اس کی مثل کتے کی مثل ہے اگر تو اس پر بوجھ لادے تو ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان لوگوں کی مثل ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (پھر فرمایا) اس نے محبوبان خدا کا ساتھ دیا اللہ نے اس کو انسان بنا کر جنت عطا فرمائی۔ اور اس نے محبوبان خدا سے عداوت کی بنی اسرائیل میں بہت بڑا عالم تھا مستجاب الدعوات تھا لوگوں نے اس کو بہت سا مال دیا کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے بددعا کرے خبیث لالچ میں آ گیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کہنا چاہتا تھا اپنے لیے نکلتے تھے اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اور استن حنانہ شریف میں علما کا اختلاف ہے ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے باغ کے اندر تجھے پھر لگا دیا جائے تجھ میں پتے پھل پھول آئیں یا جنت کا ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اس نے عرض کیا دنیا دار الفنا ہے میں نے دار الفنا پر دار البقا کو اختیار کیا حضور نے اس کو منبر کے نیچے دفن فرما دیا، حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں — تا چو مردم حشر یابد روز دیں

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند — از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

عرض:۔ سرّیتین (۱) میں جب امام الحمد شریف پڑھے تو تعوذ اور آمین کہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ تعوذ نہ کرے ہاں بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے اور ختم پر آمین کہے اور اگر

(۱) فرض کی پچھلی دو رکعتیں جن میں قراءت خفی ہوتی ہے ۱۲ مؤلف غفرلہ

مقتدیوں کے کانوں تک آواز پہنچ جائے تو وہ بھی آمین کہیں۔

عرض:۔ حضور بعض مرض متعدی بھی ہوتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں۔ حدیث میں ارشاد ہوا "لَا عَدْوٰی"۔

عرض:۔ پھر جذامی سے بھاگنے کا کیوں حکم دیا گیا۔

ارشاد:۔ وہ حکم ضعیف الایمان کے واسطے ہے کہ اگر وہ اس کے پاس بیٹھے اور تقدیر الٰہی سے کچھ ہو جائے تو شیطان بہکا دے گا کہ یہ اس کے پاس بیٹھنے سے ہو گیا اگر نہ بیٹھتا تو نہ ہوتا تقدیر الٰہی کو بھول جائے گا۔

عرض:۔ پھر طاعون سے بھاگنے کی ممانعت کیوں؟

ارشاد:۔ اس کے لیے حدیث میں صاف ارشاد ہے۔ "اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ" طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا اس پر بھی یہ ارشاد ہوا کہ جہاں طاعون ہو وہاں بلا ضرورت نہ جاؤ۔

عرض:۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار سماع موتٰی سے رجوع ثابت ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ نہیں۔ وہ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں وہ مردوں کے سننے کا انکار فرماتی ہیں مردے کون ہیں جسم، روح مردہ نہیں اور بیشک جسم نہیں سنتا سنتی روح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین کے حضور میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ام امومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے امیر المومنین پر، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا، بلکہ فرمایا، اِنَّھُمْ لَیَعْلَمُوْنَ بے شک وہ جانتے ہیں امیر المومنین کو سہو ہوا، انہوں نے فرمایا، مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ۔ تو خود ام المومنین مُردوں کو علم کا اقرار فرماتی ہیں، سماع سے بے شک انکار فرماتی ہیں اور وہ بھی اس کے ان معنوں سے جو عرف میں شائع ہیں۔ سماع کے عرفی معنیٰ ان آلات کے ذریعہ سے

سننا اور یہ یقیناً بعد مرنے کے روح کے لیے نہیں روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے اس جسم کے کانوں سے سنتی ہے پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال اور بھی اس کو ظاہر کر رہا ہے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی اور وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ. موتی کون ہیں اجسام، قبور میں کون ہیں، وہی اجسام، تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقیناً حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتی کو ثابت کر رہا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرے میں دفن ہوئے میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی اِنَّمَا ھُوَ زَوْجِی، میرے شوہر ہی تو ہیں، پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی اِنَّمَا ھُمَا زَوْجِیْ وَاَبِیْ میرے شوہر، میرے باپ ہی تو ہیں، پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے حَیَاءً مِّنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عمر کی شرم سے، تو اگر ارواح کا سمع بصر نہ مانتیں تو پھر حَیَاءً مِّنْ عُمَرَ کے کیا معنی (پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی۔ ایک تو یہی سماع موتی کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔ دوسرے معراج جسدی کے بارے میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں، مَا فَقَدْتُ جَسَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہ گیا حالانکہ آپ معراج منامی کے بارے میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں، بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں، اسے اس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی۔ تیسرے علم مافی الغد کے بارے میں ام لمومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی الغد تھا وہ جھوٹا ہے، اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے، علم جبکہ مطلق بولا جائے خصوصاً جبکہ غیب کی طرف مضاف ہو تو

اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کردی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

عرض:۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى میں عِنْدَ کس سے ظرف ہے؟

ارشاد:۔ رَاٰهُ کی ضمیر فاعل سے، اور جن لوگوں نے اس سے مراد رویت جبریل لی ہے وہ رَاٰهُ کی ضمیر مفعول سے مانتے ہیں (پھر فرمایا) بعض اس پوری سورت کو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق مانتے ہیں، اور اصح وارجح اور نظم قرآنی سے اوفق وہی ہے جو جمہور صحابہ کرام وتابعین عظام وائمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزت جل جلالہ کی طرف راجع، ارشاد ہوتا ہے فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ظاہر آیت چاہتی ہے اس بات کو کہ یہ ضمیریں اللہ کی طرف راجع ہوں ورنہ اختلاط ہو جائے گا کہ اوحی کی ضمیریں دونوں جگہ جبریل کی طرف راجع ہوں گی اور عبدہ کی ضمیر بیچ میں اللہ کی طرف، پھر آگے معبودان باطل کا مقابلہ فرمایا جاتا ہے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ. اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ. کیا تم نے دیکھا ہے لات وعزٰی ومنات کو وہ تو نہیں ہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گڑھ لیے اللہ نے اس پر کوئی دلیل نہ اتاری وہم کی پیروی کرتے ہو، تو فرمایا جاتا ہے، تم اپنے معبودوں کو بغیر دیکھے پوجتے اور یہ اپنے رب کو دیکھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں (پھر فرمایا) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس میں کیا کمال کہ جبریل کو دیکھ لیں جبریل کا کمال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں۔ امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضمائر کو جبریل کی طرف پھیرا کرتے۔ ایک مرتبہ خلوت میں لیٹے ہوئے تھے ایک صاحب نے پوچھا هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنے رب کو دیکھا یہ سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے دَاہُ دَاہُ دَاہُ حَتّٰی اِنْقَطَعَ نَفَسُہٗ۔ حضور نے اپنے رب کو دیکھا دیکھا دیکھا فرماتے رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگئی۔ اس وقت کے عوام کے ذہن میں یہ مسئلہ نہیں آسکتا تھا اس لیے عوام میں اسکے معنی وہ فرماتے تھے اور جب خلوت میں پوچھا تو چونکہ کوئی اندیشہ نہ تھا اس لیے صاف صاف فرمادیا (پھر فرمایا) یہ واقعہ ایسا ہے کہ رب العزت جل جلالہ کو اس کی تصریح خود نہیں منظور سورۃ والنجم شریف میں کوئی لفظ تصریح کا نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس حدیث میں اس واقعہ کو بیان فرمایا وہ دونوں معنی کو محتمل، فرماتے ہیں نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ 'اَنّٰی' کے معنی کیف کے بھی ہیں تو معنی یہ ہونگے 'نور ہے اس کو کیوں کر دیکھوں' اور اَنّٰی اَیْنَمَا کا مرادف ہے تو معنی یہ ہیں 'نور ہے جہاں دیکھوں اس کو'۔

(مؤلف۔ مولوی عبدالکریم صاحب رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی کے متعلق کچھ عرض کیا اس پر ارشاد فرمایا) آدمی تین قسم کے ہیں مفید' مستفید' منفرد۔ مفید وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، مستفید وہ کہ خود دوسرے سے فائدہ حاصل کرے، منفرد وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی اسے حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔ مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب۔ امام ابن سیرین کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے وہ خود فائدہ حاصل کیے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرین پر عزلت حرام تھی (پھر فرمایا) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام، سرکار نے فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے لاکھ ریاضتیں لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ

نسبت حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کسی ریاضت کی ضرورت نہیں (پھر فرمایا) اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے جو شخص عزلت نشین ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو، اس سے کہیے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہونگے پھر اور کام کرتے ہونگے اور بحمد اللہ تعالی لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا اور نہ میں نے ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لیے دعا کرتے ہونگے (پھر فرمایا) گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں وہ اخبار و اشتہار تو ردی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جوان کے دلوں میں لی گئی ہیں وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی اور انشاء اللہ تعالی حشر میں رسوا کریں گی۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے زائد ہوئے اس وقت تک تبرے سے انہیں نجات نہیں یہ کیوں اس لیے کہ غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہل باطل کا رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ تَرَكَهُ الْحَقُّ مَالَهُ مِنْ صَدِيْقٍ. اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

عرض:۔ یہ دعا کرنا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ وہابیہ کے لیے دعا فضول ہے ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ ان کے لیے آچکا ہے وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا، کفار وہاں جا کر کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں فرمایا ہے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ اگر انھیں پھر بھیجا جائے تو وہی کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔

مؤلف:۔ پنجشنبہ کے دن بعد عصر حسب معمول خط بنانے کے واسطے حجام حاضر ہوا اس کے ہاتھوں میں بدبو تھی ناپسند فرما کر دھونے کے لیے ارشاد فرمایا (پھر فرمایا) یہ بھی بے صبری و ناشکری ہے۔ سیدنا عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف

لیے جارہے تھے راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کرلی آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی سب نے ناک بند کرلی مگر آپ کھولے رہے لوگوں نے سبب پوچھا ارشاد فرمایا وہ نعمت تھی میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکریہ ادا نہ کرسکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔

عرض:۔ داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد:۔ نسائی شریف میں ہے "مَنْ عَقَدَ لِحْيَةً فَاَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِیْئٌ مِنْهُ" جو شخص اپنی داڑھی چڑھائے اسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

عرض:۔ حضور میری آنکھوں کی روشنی بہت کم ہے۔

ارشاد:۔ (۱) آیۃ الکرسی شریف یاد کرلیجیے ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھیے نماز پنجگانہ کی پابندی رکھیے اور عورتیں کہ جن دنوں میں انھیں نماز کا حکم نہیں وہ بھی پانچوں وقت آیۃ الکرسی اس نیت سے کہ اللہ کی تعریف ہے نہ اس نیت سے کہ کلام اللہ ہے پڑھ لیا کریں اور جب اس کلمہ پر پہنچیں "وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا" دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھوں پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار کہیں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کرکے آنکھوں پر پھیر لیں۔

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نور نور نور نور نور

سفید چینی کی تشتری پر اسے اسی طرح لکھیں کہ واؤ اور میم کے سر کھلے رہیں اور آب زمزم شریف اور نہ ملے تو آب باراں اور نہ ملے تو آب جاری اور نہ ملے تو آب تازہ سے دھو کر دوسو چھپن بار اس پر یانور پڑھ کر دم کریں اول و آخر تین تین بار یہ درود شریف "اَللّٰهُمَّ يَانُوْرُ يَانُوْرَ النُّوْرِ صَلِّ عَلٰى نُوْرِكَ الْمُنِيْرِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ" یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔

(۳) ٹھلیا کے تعویذوں کا چلہ کریں (پھر فرمایا) یہ عمل ایسے قوی التاثیر ہیں کہ اگر صدق

ے مٹی کا چھوٹا گھڑا

اعتقاد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ گئی ہوئی آنکھیں واپس آجائیں۔

مؤلف:۔ ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پھینک دیا اس پر ارشاد فرمایا: پھینکنا نہ چاہیے، کسی برتن میں ڈال دیتے، اس وقت تو پانی افراط سے ہے، اس ایک گھونٹ پانی کی قدر نہیں، جنگل میں جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی جان بچ جائے۔ حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علما دوست تھے دربار میں علما کا مجمع ہر وقت رہتا تھا ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا منہ تک لے گئے تھے پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا امیر المومنین ذرا ٹھہریے میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا انھوں نے فرمایا اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی میسر نہ ہو اور پیاس کی شدت ہو تو اتنا پانی کس قدر قیمت دیکر خریدیں گے فرمایا واللہ آدھی سلطنت دے کر، فرمایا بس پی لیجیے، جب خلیفہ نے پی لیا انھوں نے فرمایا اب اگر یہ پانی نکلنا چاہے اور نہ نکل سکے تو کس قدر قیمت دیکر اس کا نکلنا مول لیں گے کہا واللہ پوری سلطنت دے کر ارشاد فرمایا بس آپکی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چلو پانی پر آدھی بک جائے اور دوسری بار پوری، اس پر جتنا چاہے تکبر کر لیجیے۔

عرض:۔ سبز رنگ کا جوتا پہننا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ جائز ہے۔

عرض:۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک شکل اقدس سے ملتی تھی یا نہیں؟

ارشاد:۔ نہیں۔

عرض:۔ پھر اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

نقشۂ شاہ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

ارشاد:۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جمال غوثیت آئینہ ہے جمال اقدس کا، اس میں وہ شبیہ مبارک دکھائی دیگی (پھر فرمایا) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ تھی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پا تک اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے۔ ایک صحابی حضرت عابس ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی، جب وہ تشریف لاتے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سروقد کھڑے ہو جاتے (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری شباہت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ و پاک بنائی گئی ہے، کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں، امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِی مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جو ہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔ اہل سنت کی اصطلاح میں جوہر اس جز کو کہتے ہیں جس کی تقسیم محال ہو یعنی حضور کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا۔

عرض:۔ جمعہ پڑھانا کس کا حق ہے؟۔

ارشاد:۔ سلطان اسلام یا اس کے نائب یا اس کے ماذون کا۔

عرض:۔ جہاں سلطان اسلام نہ ہو وہاں کیا عالم دین اس کا قائم مقام مانا جائیگا؟۔

ارشاد:۔ وہاں عالم دین ہی سلطان اسلام ہے وہ ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون۔

عرض:۔ بجائے التحیات کے الحمد شریف پڑھ گیا اب کیا کرے۔

ارشاد:۔ سوائے قیام کے تلاوت قرآن نہ رکوع میں جائز ہے نہ سجود میں نہ قعدہ میں، بھول کر پڑھ گیا تو سجدۂ سہو کرے۔

عرض:۔ جس طرح ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ بغیر تصدیق قلبی زبانی کلمہ گوئی کارآمد نہیں، اسی طرح صرف کلمہ کفر بکنے سے بھی کفر نہ ہونا چاہیے جب تک کہ دل سے اس کا اقرار نہ کرے۔

ارشاد:۔ زبان سے بلا اکراہ اس کا کلمہ کفر بکنا صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان نہیں، ایمان ہوتا تو بلا اکراہ ایسے لفظ نہ بکتا "اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ" فرمایا گیا ہے کہ صرف صورت اکراہ کا استثنا ہے حدیث میں ایمان کی تعریف آئی ہے کہ دوبارہ کافر ہونے کو آگ میں ڈالے جانے سے بدتر جانے اگر ایسا جانتا ہرگز بلا اکراہ نہ بکتا۔

عرض:۔ سجدۂ شکر کی نیت نماز کے سجدہ میں کر لی تو کچھ حرج تو نہیں۔

ارشاد:۔ کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ کہ نماز سے علیحدہ کرے۔

عرض:۔ نور الایضاح میں ہے "سَجْدَۃُ الشُّکْرِ مَکْرُوْھَۃٌ عِنْدَ الْاِمَامِ"

ارشاد:۔ اس میں امام سے تین قول منقول ہیں، ایک تو یہی کہ مکروہ ہے، اور ایک 'لَیْسَ بِشَیءٍ' اور صحیح یہ کہ مستحب ہے۔

عرض:۔ جنازہ کی نماز طلوع یا غروب کے وقت پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد:۔ جنازہ اگر آیا خاص طلوع یا غروب کے وقت یا نماز عصر کے بعد تو پڑھ سکتا ہے اور اگر پہلے سے لایا ہوا رکھا ہے تو جبتک آفتاب بلند نہ ہو یا غروب نہ ہولے نہ پڑھے

عرض:۔ ایک مرتبہ ارشاد عالی ہوا تھا کہ مرنے کے لیے خوشی سے تیار رہے حضور جو مجرم ہے وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے۔

ارشاد:۔ گناہ چھوڑے توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لیے تیار رہے، یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لیے خوش رہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے (پھر فرمایا) اللہ کا بندہ جب توبہ لاتا ہے رب کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص جس کی اونٹنی مع زادراہ کے گم گئی اس کے مل جانے پر خوش ہو۔

عرض:۔ حضور اگر کوئی شخص ایسے مقام پر زنا کرے جہاں اقامت حدود نہ ہو وہاں توبہ کرنے سے معافی ہو جائے گی یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ جس گناہ میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور

بعض وہ ہیں جن میں حق العبد بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے صرف توبہ سے معاف نہ ہونگے۔

عرض:۔ زنا میں وہ کون کون ہیں جن کا حق شامل ہوتا ہے؟۔

ارشاد:۔ بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جب کہ اس سے جبراً زنا کیا جائے اور اس کا باپ بھائی شوہر جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہوگی ان سب کا حق ہے، علما میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگے کہ میں نے یہ کام کیا ہے معافی چاہتا ہوں اور بعض نے کہا یوں کہہ سکتا ہے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا تمہارا حق میرے ذمہ ہے معاف کردو لیکن یہ قول مرجوح ہے اور مفتی کو جائز نہیں کہ قول مرجوح پر فتویٰ دے اور نہ قاضی حکم دے سکتا ہے فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں اَلْحُکْمُ وَالْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَھْلٌ وَخَرْقٌ لِلْاِجْمَاعِ. قول مرجوح پر فتویٰ اور حکم دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے (پھر فرمایا) اس بریلی میں غدر سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سرزد ہوا بعد کو نادم ہوئے ایک گڑھا قد آدم اکیلے مکان میں آکر کھودا اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لاکر اس گڑھے میں کودے تلوار اس کو دی، اس وقت کہا یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے، خواہ قتل کرکے مجھ کو اس گڑھے میں دفن کردے کسی کو خبر بھی نہ ہوگی یا اللہ کے واسطے معاف کردے اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا۔

عرض:۔ اگر قرض دار ہے اور میعاد پوری ہوچکی ہے اور ڈر یہ ہے کہ قرض خواہ قید کرادیگا اور مکان کوئی لیتا نہیں ہے ایسی حالت میں دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر حاجت صحیح ہے اور سچے دل سے بیچنا چاہتا ہے اور کوئی نہیں لیتا تو اجازت ہے (پھر فرمایا) مگر ایسی صورت بہت کم ہوگی دس کا مال نو میں فروخت کرے گا ہر کوئی لے گا اور رہن میں یہ حالت ہوتی ہے کہ ہزار کا مال چار سو میں۔

عرض:۔ خلال کرنا سنت ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں تنکے سے کرنا سنت ہے۔

عرض:۔ وضو کی حالت میں جھوٹ بولا یا غیبت کی یا فحش بکا تو وضو میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟۔

ارشاد:۔ مستحب یہ ہے کہ پھر وضو کر لے اگر نماز اسی وضو سے پڑھ لی خلاف مستحب کیا۔

عرض:۔ اگر دوا میں افیون اس قدر پڑی ہو کہ نشہ نہ لائے تو جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کا کوئی اثر واقع نہ ہوتا ہو اور اس کی عادت نہ پڑے اور آئندہ بھی کوئی بات ظاہر نہ ہو تو جائز ہے۔

عرض:۔ حدیث شریف میں آیا ہے اِنِّیْ حَرَّمْتُ کُلَّ مُسْکِرٍ وَّ مُفْتِرٍ اور افیون مفتر ہے تو چاہیے کہ حرام ہو؟۔

ارشاد:۔ ہاں اگر حد تفتیر کو پہنچے گی تو حرام ہے۔

عرض:۔ تو حضور شراب کا بھی جب تک حد اسکار کو نہ پہنچے یہی حکم ہونا چاہیے؟۔

ارشاد:۔ وہ تو حرام لعینہ ہے، مثل پیشاب کے نجس ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ اسکار کے سبب، اگر ایک قطرہ کوئیں میں پڑ جائے سارا کنواں نجس ہو جائے گا۔

عرض:۔ امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے؟۔

ارشاد:۔ کچھ نہیں۔

عرض:۔ حضور یہ کسی صاحب کا لقب ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں امام علی رضا کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عرض:۔ اگر مٹی آنکھ میں پڑ جائے اور پانی نکلے تو ناقض وضو ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ یہ وہ پانی نہیں جس سے وضو ٹوٹے، ہاں دکھتی آنکھ سے اگر پانی نکلے ناقض وضو ہے۔

عرض:۔ حضور یہ مشہور ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔

ارشاد:۔ یوں نہیں بلکہ یوں ہے وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ نُبُوَّتِہٖ نبی کی ولایت اس کی

نبوت سے افضل ہے کہ ولایت کی توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق ہے۔

عرض:۔ حضور ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں، مگر اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتی۔

عرض:۔ حضور بزرگان دین کے اعراس کی تعیین میں بھی کوئی مصلحت ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں، اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لیے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

عرض:۔ حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے؟۔

ارشاد:۔ بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔

عرض:۔ یہ حکم جو فرمایا گیا ہے کہ مزار شریف پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہو ورنہ صاحب قبر کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑیگا تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیائے کرام کو سر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں عوام کو بلکہ عامہ اولیائے کرام کو بھی اس کی ضرورت ہے اور یہ تو شان نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا، بعض صحابہ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبقت کی بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا اَتَرَوْنَ اَنَّ قِبْلَتِی اَمَامِی اَنِّی اَرٰی مِنْ خَلْفِی کَمَا اَرٰی مِنْ اَمَامِی کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا مونھ قبلہ کو ہے میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔

مؤلف:۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ پر فرمایا کہ حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے انھوں نے مجھ

سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا خواجہ اگن لگی ہے تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہو گیا (پھر فرمایا) بھاگلپور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی اس نے کہا میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو بیکارا تنا روپیہ صرف کرتے ہو انھوں نے کہا چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو پھر تم کو اختیار ہے خیر ایک سال وہ ساتھ میں آیا دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لیے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے خواجہ پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا ایک گھنٹہ ہو گیا ہو گا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا جیب سے پانچ روپیہ نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دیںگے لو ہم دیتے ہیں فقیر نے وہ روپے تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے (پھر فرمایا) یمن میں حضرت سیدی احمد بن علوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی مزار شریف ایسا ہی مشہور ہے۔

عرض:۔ حضور قرب قیامت کے علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟۔

ارشاد:۔ ان کے بارہ میں صحیح حدیثیں بھی آئی ہیں اور حسن و ضعیف و موضوع بھی مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا وہی وقت در توبہ بند ہونے کا ہو گا انھیں ایام میں دابۃ الارض کعبہ معظمہ کے قرب میں زمین سے نکلے گا اور گھوڑے کی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا پھر دوبارہ نکلے گا اور اسی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا تیسری مرتبہ جب نکلے گا تو دہنے ہاتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا ہو گا اور بائیں ہاتھ

میں سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی انگشتری ہوگی جو علم الٰہی میں مسلمان ہوگا اس کی پیشانی پر عصا سے نورانی نشان کردے گا اور جو کافر ہوگا انگشتری سے کالا داغ لگا دیگا حدیث شریف میں آیا ہے ایک دسترخوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہونگے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے وہ کہے گا کہ یہ مسلمان ہے پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان (پھر فرمایا) قیامت تین قسم کی ہے۔ قیامت صغریٰ یہ موت ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ جو مر گیا اس کی قیامت ہوگئی دوسری قیامت وسطیٰ وہ یہ کہ ایک قرن کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں اور تیسری قیامت کبریٰ وہ یہ کہ آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے۔

عرض:۔ قرآن شریف میں آیا ہے "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا" اور یہ بھی آیا ہے "وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" جب سب یہود و نصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو عداوت کس طرح ہوگی۔

ارشاد:۔ کتابیوں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے پھر زمانہ بدلے گا خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف یہود و نصاریٰ باقی نہ رہے ہونگے سب مسلمان ہوگئے ہوں گے لیکن جو ان کی نسلیں ہونگی اس میں یہود بھی ہونگے نصاریٰ بھی ہونگے ہنود بھی ہونگے غرض سب طرح کے کافر ہونگے ان کے آپس میں قیامت تک دشمنی و عداوت ہوگی۔

عرض:۔ یہ آیہ کریمہ عام ہے یا خاص "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ"

ارشاد:۔ اس آیت کی دو تفسیریں ہیں، اگر مَوْتِهٖ کی ضمیر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف پھیری جائے تو یہ آیت ان سب کے واسطے ہوگی جو ان کے زمانے میں ہونگے اب پہلے جو ہیں وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہونگے وہ بھی کفر پر مریں گے ہاں آپ کے زمانے میں جو کتابی ہونگے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے کوئی

ایمان نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ مَوْتِهٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے، اب یہ آیت عام ہوگی، کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسٰی پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جبکہ نفع نہ دیگا ایمان یاس بیکار ہے جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا "اٰمَنْتُ بِالَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ" میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے فرمایا گیا "آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ" اب ایمان لاتا ہے اور اسکے پہلے نافرمان تھا۔

عرض:۔ حضور قرآن میں آیا ہے "وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ" (سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا) "وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ" (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود نامقبول ہے۔

عرض:۔ "وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ" اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرمانہ ہوں۔

ارشاد:۔ بیشک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سمندر (۱) پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا

(۱) یونہیں ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہ)

ہے کہ سمندر پر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

عرض:۔ لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں ان کا مستقر تو آسمان ہی پر ہو گیا۔

ارشاد:۔ وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے "وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" تو شاید ایک دن گزرا ہوگا دوسرے دن کے کچھ حصے میں اتر آئیں گے۔

عرض:۔ ایک مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ الفاظ ہیں "ابنُ موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح"

ارشاد:۔ یہ نسبت جھوٹ ہے اور اس کا ورد بھی اچھا نہیں، کوئی شخص صدیق تخلص ہوگا جس کو عربی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

عرض:۔ قرآن عظیم میں فرمایا گیا "یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" "توفی" کے کیا معنے ہیں؟۔

ارشاد:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا" اللہ لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں ان کے سونے کے وقت۔ ایک لفظ توفی کا دونوں کے واسطے فرمایا گیا توفی منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی، تو اب معنی یہ ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے، اور فرض کیا جائے توفی کے معنے اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں، پھر تم کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف، 'ف' نہیں 'ثُمَّ' نہیں 'وَ' ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا، صرف جمع کے لیے آتا ہے اور 'ک' خطاب جزء رافعک میں ہے وہ نہ صرف روح سے خطاب ہے اور نہ صرف جسم سے بلکہ روح مع الجسد مخاطب ہے، اگر صرف روح مراد ہوتی تو رَافِعُکَ نہ فرمایا جاتا بلکہ رَافِعُ رُوْحِکَ۔ اسی طرح علمائے کرام نے

معراج جسدی کو فرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے "اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" عبد روح مع الجسد کا نام ہے، اگر معراج روحی ہوتی تو اَسْرٰی بِرُوْحِ عَبْدِہٖ فرمایا جاتا۔

عرض:۔ بغیر اجازت متولی کے مسجد میں وعظ کہہ سکتا ہے یا نہیں خصوصاً اس حالت میں جب کہ متولی کا حکم ہو کہ میری اجازت کے بغیر کوئی وعظ نہ کہے۔

ارشاد:۔ متولی اگر عالم دین ہے اور یہ روک اس وجہ سے ہے کہ پہلے وہ واعظ کے عقائد جانچ لے سنی صحیح العقیدہ پائے تو وعظ کی اجازت دے ایسی حالت میں بغیر اس کی اجازت کے وعظ کہنا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو متولی کو روکنے کا مجاز نہیں۔

عرض:۔ زید اپنی زندگی میں اپنے لیے ایصال ثواب کر سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں کر سکتا ہے محتاجوں کو چھپا کر دے یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیا و برادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے (پھر فرمایا) چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا "صَدَقَةُ السِّرِّ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ" چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزۃ جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (پھر فرمایا) زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا "اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا اَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ تَامَلُ الْغِنٰى وَ تَخْشَى الْفَقْرَ" افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص خواہشمند سے دولت کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو کہ جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لیے ہو ہی چکا۔

عرض:۔ حکم یہ ہے کہ قبر کی پائنتی سے حاضر ہو، قبرستان میں جبکہ قبور کا اختلاط ہے کیونکر ہوگا؟۔

ارشاد:۔ سب سے پہلے قبرستان کی پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا

ہو کر سلام کہے اور جو کچھ چاہے عام ایصال ثواب کرے کسی کو سر اٹھانے کی حاجت نہ ہوگی اور اگر کسی خاص کے پاس جانا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں: زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند کر جانا حرام ہے۔

عرض: ۔ حضور یہ حکم ہے کہ قبرستان میں اگر دفن کرنے جائے تو جوتے اتار لے اور اہل قبور کے واسطے استغفار کرتا چلے اگر راستہ میں ببول کے کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو کیا کرے؟۔

ارشاد: ۔ شریعت مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آجاتی ہے فوراً اپنی ممانعت اٹھا لیتی ہے خمر و خنزیر سے بڑھ کر کون سی چیز حرام فرمائی گئی مگر ساتھ ہی مضطر کا استثنا فرما دیا جنگل میں ہے پیاس کی شدت ہے شراب موجود ہے پانی کہیں نہیں ہے نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بجھ سکے اب اگر شراب نہ پیے تو پیاس کی وجہ سے مر جائے گا یا نوالہ اٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نوالہ اتر جائے اگر نہ پیے تو دم گھٹ کر مر جائیگا ایسی حالت میں اگر اس نے شراب نہ پی اور مر گیا گنہگار ہوا حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شدت ہے اگر اب کچھ نہ کھائے تو مر جائے گا اور سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں اگر اس نے نہ کھایا اور مر گیا تو گنہگار ہوگا حرام موت مرے گا۔

عرض: ۔ "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" اس کے کیا معنیٰ ہیں شبیہ بنا دی گئی ان کے واسطے یا شبہ ڈال دیا گیا؟۔

ارشاد: ۔ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شبیہ انھیں میں سے ایک کافر پر ڈال کر شبہہ ڈال دیا گیا جب اس خبیث پر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شبیہ آگئی انھیں آسمان پر اٹھا لیا گیا اب وہ کہتا ہے میں تمھارا وہی ہوں سب کہتے ہیں ہم تجھ کو جانتے ہیں تو وہی مکار ہے جس نے لوگوں میں فتنہ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا آگے فرمایا جاتا ہے "وَاِنَّ الَّذِیْنَ

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" اور بیشک وہ لوگ جنھوں نے عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں اختلاف کیا ان کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور ان کو کوئی علم نہیں سوائے وہم کی پیروی کرنے کے اور انھوں نے عیسٰی کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالٰی نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہود ونصارٰی جو اختلاف کرتے ہیں کوئی بات یقین سے نہیں کہتے اپنے اوہام کے متبع ہیں اس وقت کے نصارٰی یہی کررہے ہیں سوائے مہملات کے ان کے پاس اور کیا ہے اور انھیں پر کیا منحصر عام کفار کو یہی فرمایا "اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ" وہ سوائے اپنی خواہش نفسانی اور ظن کے کسی اور کا اتباع نہیں کرتے بلکہ تمام کفار اسلام کی حقانیت پر یقین رکھتے چلے آئے ہیں، عناداً اس کے منکر ہیں۔

عرض:۔ "وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى" اس کے معنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو کثیر امت والا پایا تو شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پرواہ کردیا۔

ارشاد:۔ کہہ سکتے ہیں، تاویل کے درجے میں ہوگی۔

عرض:۔ تاویل کہاں تک جائز ہے۔

ارشاد:۔ جہاں تک لفظ محتمل ہو۔ (پھر فرمایا) 'وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى' کی تفسیر ظاہر یہی ہے کہ آخرت آپ کے واسطے دنیا سے بہتر ہے اور میں ہمیشہ اس کی یہی تاویل کرتا ہوں "وَالسَّاعَةُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ السَّاعَةِ الْاُوْلٰى" کہ جو ساعت آتی ہے وہ گزرجانے والی ساعت سے آپ کے لیے افضل ہے۔

عرض:۔ کھڑاؤں پہننا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد وضو کھڑاویں پہنا کرتے۔

عرض:۔ خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ذکر تو زمانہ اول میں نہ تھا۔

ارشاد:۔ زمانہ اول میں ثابت ہے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ذکر خطبہ میں کیا بعد آپ کے ذکر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا اس کی خبر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی سخت ناراض ہوئے کہ تم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر میرے بعد کیوں کیا مجھ سے پہلے چاہیے تھا، ذکر کرنے پر ناراضی نہ فرمائی۔

عرض:۔ رَغماً لِاُنُوفِ الْوَهَابِيَّةِ وَالرَّافِضِيَّةِ' خطبہ میں سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیسا ہے۔

ارشاد:۔ جائز و مستحسن ہے اور میرے تو اکثر خطبوں میں حضور کا ذکر ہوتا ہے ہاں التزام سے نہیں۔

عرض:۔ جبکہ عالم دین حقیقۃً سلطان اسلام ہیں اور "اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" سے علمائے دین ہی مراد ہیں، تو جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں خطبہ میں عالم دین کا نام لیکر اس کے واسطے دعا کرنا کیسا ہے۔

ارشاد:۔ جائز ہے جس طرح سلطان اسلام دعا کا مستحق ہے اسی طرح عالم دین بھی۔

عرض:۔ سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجود یکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں، تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے، تا بہ معلم چہ رسد۔

عرض:۔ شعبان میں نکاح کرنا کیسا ہے۔

ارشاد:۔ کوئی حرج نہیں ہاں یہ آیا ہے "لَا نِکَاحَ بَیْنَ الْعِیْدَیْنِ" دو عیدوں کے درمیان نکاح نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن اگر عید پڑے تو ظاہر ہے کہ جمعہ و عیدین کے درمیان فرصت کہاں ہوسکتی ہے۔

عرض:۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکر اسلام لائے۔

ارشاد:۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام متمم الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی "یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جو اب تک مسلمان ہو گئے کفار نے جب سنا تو کہا آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو خوشخبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی ہے۔ اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے، آیۂ کریمہ نازل ہوئی "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں کرسکتا، اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے، ابوجہل لعین نے اعلان دیا کہ جو شخص .... اس کو اس قدر انعام دونگا۔ ان کو جوش آیا تلوار ننگی کر لی اور قسم کھائی کہ اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک کہ معاذ اللہ اپنے ارادے کو پورا نہ کرلیں گے۔ معارج میں ہے کہ انھوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزۃ جل جلالہ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی تاوقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں جا رہے تھے راستے میں عبداللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سرخ آنکھیں ننگی تلوار لیے ہیں، پوچھا کہاں جا رہے ہو انھوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا عبداللہ بن نعیم نے کہا بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے انھوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے تجھی سے شروع کروں عبداللہ بن نعیم نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمھارے بہن بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے دروازہ بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آرہی تھی ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ شریف سکھا رہے تھے آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی ان کی بہن نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا اور حضرت خباب ایک کوٹھری میں چھپ گئے دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی؟ اسلام میں رافضیوں کا سا تقیہ کہاں، صاف کہہ دیا، میں نے

سچا دین اسلام قبول کیا، خیر انھوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار ہی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا جب انھوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے انھوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے مونھ سے نکلا وَاللّٰہِ مَا ھٰذَا کَلَامُ الْبَشَرِ خدا کی قسم یہ کلام بشر کا نہیں یہ سن کر حضرت خباب فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمہیں خوشخبری ہو کل ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ”اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِی جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ“ الٰہی اسلام کو عزت دے ابوجہل یا عمر کے ذریعہ سے الحمد للہ کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی انھوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دار ارقم میں انہوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب در دولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے دروازہ پر آواز دی اندر سے آواز آئی ’کون‘ انھوں نے کہا عمر، ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا، جب انھوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھول دیا جائے اگر خیر کے لیے آیا ہے فبہا اور اگر ارادۂ شر سے آیا ہے تو واللہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر، کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو، فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا یہ عظمت نبوت تھی، فوراً عرض کیا ”اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر با آواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اٹھے انھوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان چھپ کر اپنے سچے خدا کی عبادت کریں! ہم اعلانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے۔ حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو لیکر برآمد ہوئے مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک میں حضرت حمزہ شریک ہوئے اور دوسری میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کافر نے دیکھا دبکا اپنے گھر میں گھس گیا، جب ضعفائے مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے انھوں نے جب ہجرت فرمائی ایک ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے پہچان لے، میں ہوں عمر، جسے اپنی عورت بیوہ اور اپنے بچے یتیم کرنا ہو وہ میرے سامنے آئے، میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا کہ عمر بھاگ گیا تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی (پھر فرمایا) سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اسی واسطے ان کی شدت اور ان کی رحمدلی درجہ کمال پر تھی۔

عرض:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس نبی کے زیر قدم تھے۔

ارشاد:۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی ہیں کس کس طرح کس کس کے زیر قدم بتاؤں نام بھی تو سب کے نہیں معلوم وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں، حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔

عرض:۔ حضور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ علی میرا نظیر ہے۔

ارشاد:۔ ذال سے یا ظا سے اگر ذال سے نذیر مراد ہے تو تمام علما حضور کی نیابت میں نذیر ہیں مگر یہ کوئی حدیث نہیں ہاں یہ آیا ہے "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ" علما انبیا کے وارث ہیں اور اگر ظا سے نظیر لیا ہے تو یہ صریح کلمۂ کفر ہے حدیث میں کہاں سے آسکتا ہے وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے، تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیا میں نہ مرسلین میں۔

عرض:۔ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔

ارشاد:۔ مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی، جب کبھی میں نے استعانت کی یاغوث ہی کہا یک درگیر محکم گیر، میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور و شغب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور وغل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی، معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یاغوثاہ زبان سے نکلا وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا (پھر ارشاد فرمایا) ارادت شرط اہم ہے بیعت میں بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے انھوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے ہر ایک اپنی اپنی چٹھی دیتا ہے حضرت اس کو بارگاہ رب العزۃ میں پیش کرتے ہیں یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انھیں دیکھا اور انھوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا "هَاتِ اَغْرِضْ قِصَّتَکَ" لاؤ کہ میں تمہاری عرضی پیش کروں، انھوں نے عرض کیا "اَوَ شَيْخِي عَزَلُوْهُ" کیا میرے شیخ کو معزول کردیا گیا، فرمایا "وَاللّٰهِ مَاعَزَلُوْهُ وَلَنْ يَّعْزِلُوْهُ" خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے انھوں نے عرض کی، تو بس میرا شیخ کافی ہے، آنکھ کھلی، حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ واقعہ عرض کریں، قبل اس کے کہ کچھ عرض کریں حضور نے ارشاد فرمایا "هَاتِ اَغْرِضْ قِصَّتَکَ" لاؤ کہ تمہاری عرضی پیش کروں (فرمایا) ارادت یہ ہے۔ ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند۔

(پھر فرمایا) جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے

میرے لیے بہتر ہے نفع نہ پائے گا۔علی بن ہیتی نے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں، ایک بار حضور کی دعوت کی، ان کے خاص مرید تھے حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ کھانا لائے خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی انہوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں کے حضور ایک ساتھ جا کر گریں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے علی بن ہیتی نے عرض کیا بہت ترقیاں کر چکا ہے اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں علی جوسقی یہ سنتے ہی ایک کونہ میں گئے اور رونا شروع کیا حضور نے فرمایا اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا ہلا ہوا ہے اسی سے دودھ پیے گا دوسرے کو نہیں چاہتا (پھر فرمایا) اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے۔

عرض:۔ اس حدیث کے کیا معنی ہیں، لَوْ کَانَ مُوسیٰ حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِی؟۔

ارشاد:۔ اگر موسیٰ تشریف لائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ نبی نبی میں بحیثیت نبوت کے کچھ فرق نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناسخ جمیع ادیان سابقہ ہیں، بہت احکام شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کہ ہماری شریعت میں منسوخ ہوئے تو اگر ان احکام کو چھوڑ کر ان کی پیروی کی جائے یقیناً گمراہی ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند یہود مشرف بہ اسلام ہوئے اور نماز میں توریت شریف بھی پڑھنے کی اجازت چاہی، آیہ کریمہ نازل ہوئی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" اے مسلمانو، اگر مسلمان ہوتے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ شیطان کے فریب میں نہ پڑو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

عرض:۔ شیخ کے حضور چپکا رہنا افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ بیکار باتوں سے تو ہر وقت پرہیز چاہیے اور شیخ کے حضور خاموش رہنا افضل ہے

ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں، اولیائے کرام فرماتے ہیں، شیخ کے حضور بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے کہ ذکر میں دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقتاً ممانعت ذکر نہیں بلکہ تکمیل ذکر ہے کہ وہ جو کریگا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا یہ اس سے بدرجہا افضل ہے (پھر فرمایا) اصل کار حسن عقیدت ہے یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے۔ (پھر فرمایا) پر نالہ کی مثل تم کو فیض پہنچے گا، حسن عقیدت ہونا چاہیے۔

عرض:۔ حضور کیا یہ صحیح ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے وقت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا صبر بہتر ہے مگر آپ پر اور رونا برا ہے مگر آپ پر۔

ارشاد:۔ یہ الفاظ نظر سے نہ گزرے بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔

عرض:۔ اگر اس کو صحیح مانا جائے تو اس کے کیا معنے ہونگے۔

ارشاد:۔ معنی ظاہر ہے صبر ہوتا ہے متناہی رنج پر اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کا رنج ہر مسلمان کو غیر متناہی ہے تو غیر متناہی پر صبر کیونکر ہوگا۔

عرض:۔ لیکن ہمارے علمائے کرام غم تازہ کرنے کو حرام فرماتے ہیں۔

ارشاد:۔ غم تازہ کرنا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں جو رنج ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں۔

عرض:۔ تو اگر بے اختیاری میں اپنے عزیز کی موت پر صبر نہ کرے تو جائز ہوگا۔

ارشاد:۔ بے اختیاری بنا لیتے ہیں ورنہ اگر طبیعت کو روکا جائے تو یقین ہے کہ صبر ہو سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کررہی ہے، حضور نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کر، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرمارہے ہیں، جواب بیہودہ دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑیں، حضور تشریف لے گئے بعد کو لوگوں نے اس سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا وہ گھبرائی اور فوراً دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع

فرماتے ہیں اب میں صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا "اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى" صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہوسکتا ہے۔ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نفس بچہ کی مثل ہے کہ اگر اس کو دودھ پلائے جاؤ جوان ہو جائے گا اور پیتا رہے گا، اور اگر چھوڑا دو چھوڑ دے گا۔ میں نے خود دیکھا، گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھوڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

عرض:۔ حضور نفس اور روح میں فرق اعتباری معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد:۔ اصل میں تین چیزیں علٰحدہ علٰحدہ ہیں نفس، روح، قلب۔ روح بمنزلہ بادشاہ کے ہے، اور نفس و قلب اس کے دو وزیر ہیں نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لے جاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت معاصی اور خصوصا کثرت بدعات سے اندھا کردیا جاتا ہے اب اس میں حق کے دیکھنے سمجھنے، غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی، مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے اور پھر معاذ اللہ اوندھا کردیا جاتا ہے اب وہ نہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بالکل چوپٹ ہوکر رہ جاتا ہے (پھر فرمایا) قلب حقیقۃً اس مضغۂ گوشت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفۂ غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغۂ گوشت ہے سینے کے بائیں جانب اور نفس کا مرکز زیر ناف ہے اسی واسطے شافعیہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وساوس اٹھیں وہ قلب تک نہ پہنچنے پائیں اور حنفیہ زیر ناف باندھتے ہیں۔

کہ سر چشمہ باید گرفتن بہ میل　　　چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل

یعنی گربہ کشتن روز اول باید۔ اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھے جائیں تو وساوس نہ پیدا ہوں۔

ے کسی چیز پر بلا ارادہ نظر پڑ جائے تو اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے، اور اس قسم کے واقعہ پر نظر پڑ جائے تو حرج نہیں کیونکہ حدیث میں ہے۔ النظرة الاولٰی لك والثانية عليك یعنی پہلی (بلا ارادہ) نگاہ معاف ہے اور دوسری (بالارادہ) نگاہ پر مواخذہ ہے۔ (ف)

عرض:۔ کسی شخص کو ایسی بلا میں مبتلا دیکھے جو بظاہر انسان کی طرف سے پہنچتی ہے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا"۔

ارشاد:۔ ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی (پھر فرمایا) میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی 'موت علی الکفر' اس سے خدا نے ہم کو نجات دی کہ اس پر شکر کرنا چاہیے (پھر فرمایا) حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اڑاتا ہوا شور مچاتا ناچتا ہوا چلتا ہے کہ آدمی کفر پر مرا۔

(پھر فرمایا)......کے جنازہ کے ساتھ شیطان کو تھوڑی دیر ناچنا پڑتا ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے لے جاتے ہیں اور........کے جنازے کے ساتھ بہت دیر تک اسے ناچنا پڑتا ہے کہ وہ باجہ بجاتے جگہ جگہ ٹھہراتے بہت آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں اللہ اکبر ہمارے مذہب اسلام میں ہر بات میں توسط کو اختیار فرمایا یہاں بھی حکم ہے کہ میت کو نہ بہت آہستہ لے جاؤ نہ دوڑتے ہوئے۔

عرض:۔ حضور وسط کے معنی افضل کے بھی آتے ہیں جیسے وَجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔

ارشاد:۔ ہاں وسط کے لیے افضلیت لازم ہے آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے تم کو بہترین امت بنایا، حدیث میں ارشاد ہوا "اَنْتُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِیْنَ اُمَّةً مِنْ قَبْلِكُمْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُهُمْ" تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو، شب معراج رب العزت جل جلالہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا "اَغَمَّ عَلَیْكَ اَنْ جَعَلْتُكَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ" کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمہیں سب سے پچھلا نبی کیا؟ عرض کی نہیں، ارشاد فرمایا کہ تمہاری امت کو اس بات کا غم ہوا کہ میں نے انھیں سب سے پچھلی امت کیا؟ عرض کی نہیں اے رب میرے، ارشاد فرمایا: میں نے انھیں اس لیے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں (پھر فرمایا) ایک آنکھ کے لیے کروروں آنکھوں کا اعزاز کیا جاتا ہے روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئے گی ندا کرے گا کہاں ہیں امت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دامن رحمت وسیع

کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائیگا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ ایک حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب میری امت کا حساب مجھے دے دے۔ ارشاد فرمایا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود ہی بخش دوں گا روز قیامت دامن رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا میں نے اپنے حقوق معاف کیے، تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ، یہ سب صدقہ ہے سرکار کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (پھر فرمایا) بندگی ہونا چاہیے، مرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ کر جان نکل جائے پھر تو سب آسان ہے یہی ایک پہلی ہی منزل ہے جو تمام منزلوں سے سخت تر ہے اللہ آسان فرمائے "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا"

(پھر فرمایا) قیامت کے دن باوجود ان رحمتوں اور مہربانیوں کے ہم میں بعض وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت بھی بخل کرینگے حدیث میں ہے ایک شخص کو جنت کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اس کا حق دار کھڑا ہوگا عرض کریگا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلا، حکم ہوگا کہ اس کی نیکیاں اسے دیکر حق پورا کرو نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کا حق باقی رہے گا (فرمایا کہ) تین پیسے جو کسی کے اپنے اوپر آتے ہونگے ان کے بدلے میں ۷۰۰ باجماعت نمازیں لی جائیں گی حقدار پھر کھڑا ہوگا عرض کریگا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا، حکم ہوگا اس کی بدیاں اس پر رکھ کر حق پورا کرو اس کی بدیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حق باقی ہے پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا، ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں تیری تمام برائیاں اس پر رکھ دی گئیں "فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ" اب اس کے پاس کیا ہے جو تو لے گا عرض کرے گا اے رب میرے میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کر کے عرصات میں لایا جائے سب لوگ اس کو نہایت شوق سے دیکھنے لگیں گے رب العزۃ جل جلالہ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں کوئی ہے جو اس کو خریدے حق دار عرض کریگا اے رب میرے اس کی قیمت کس

ع میدان حشر

کے پاس ہوگی ارشاد فرمائے گا ولیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے؟ عرض کریگا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرمادے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا (پھر فرمایا) خدا نے وعدہ فرمالیا ہے کہ "حق العبد" کو میں معاف نہ کروں گا ورنہ بندے کا بھی وہی مالک بندے کے حقوق کا بھی وہی مالک وہ چاہے تو تمام بندوں کے تمام حقوق معاف کردے مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمالیا ہے اس لیے اس طور پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔

عرض:۔ قواعد رویت ہلال یقینی ہیں یا تخمینی؟۔

ارشاد:۔ تخمینی ہیں۔ سب میں پہلا فن ہیأت کا امام جو گنا جاتا ہے بطلیموس ہے اس نے مجسطی لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال ستاروں کا طلوع وغروب انکا آپس میں نظری فاصلہ یہاں تک کہ ثوابت کا بھی طلوع وغروب لکھا ہے کہ فلاں ستارہ آفتاب سے اتنے بعد پر ہوگا تو نظر آئیگا اور اتنے بعد پر ہوگا تو نہیں اور ہلال کو چھوڑ گیا وہ اس کے قابو کا نہ تھا۔ متاخرین نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے آٹھ ورق کامل پر اس کے اعمال آتے ہیں اور اس کے بعد کبھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد بھی مشکوک۔ سیدھا حساب جو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا ہے وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹوٹے گا "اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَانَكْتُبُ وَلَانَحْسِبُ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلٰثِيْنَ" ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں مہینہ ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا، تو اگر تمہیں شبہ پڑ جائے تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

مؤلف:۔ ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا: بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے "اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ" جس کا ترجمہ یہ ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اس کا صدر ہے "لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ" نہ پائیں گے

آپ ان لوگوں کو جو اللہ ورسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگر چہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا "اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ" بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا "اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ" بحمد اللہ تعالیٰ اگر قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" دوسرے پر لکھا ہوگا "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"، اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح وظفر حاصل ہوئی رب العزۃ جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی اللہ پورا فرمائے "وَیُدْخِلُہُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (پھر فرمایا) یہ سب برکات ہیں حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے "وَکَانَ اَبُوْہُمَا صَالِحًا" ان کا باپ صالح تھا اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ باپ ان کی چودھویں پشت میں تھا صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھیے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں (پھر ارشاد فرمایا) حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحمد اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اس وقت تک وہی محبت ہے جو پہلے تھی میرے حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھتیجے تھے انھوں نے کوئی دقیقہ میری برائی میں اپنے نزدیک اٹھا نہ رکھا ایک روز میں نے خواب دیکھا کہ حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور وہ صاحب پائتی بیٹھے ہیں اور ہر چند بات کرنا چاہتے ہیں حضرت جواب نہیں دیتے اور متوجہ نہیں ہوتے اتنے میں میں حاضر ہوا حضرت مجھے دیکھ کر فوراً سروقد کھڑے

ہو گئے اور فرمایا آئیے مولانا تشریف لائیے باوجودیکہ میں ان کی پاؤں کی جوتی کی خاک، مگر حضرت نے مجھ کو نہایت تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا اور جب تک میں بیٹھا رہا حضرت برابر میری طرف متوجہ رہے دو روز ہوئے تھے کہ لکھنؤ سے خمیرہ آیا تھا حضرت حقہ ملاحظہ فرمارہے تھے مجھے خواب میں خمیرہ یاد آیا میں اٹھا اور عرض کیا میں لکھنؤ کا خمیرہ بھرتا ہوں سنتے ہی گھبرا گئے اور فوراً کھڑے ہو گئے فرمانے لگے مولانا آپ تکلیف نہ فرمایئے مولانا آپ تکلیف نہ فرمایئے اور مجھے بٹھالیا میری محبت کے سبب اپنے حقیقی بھتیجے سے کلام نہ فرمایا (پھر فرمایا) میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا دیکھا حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف تشریف لے گئے وہاں جا کر شرف بیعت حاصل کیا (پھر فرمایا) ایک مرتبہ جائداد کا جھگڑا تھا اور وہ بھی ایسا کہ ظاہری رزق کے بند ہونے کے اسباب تھے اسی دوران میں خواب دیکھا کہ حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی گھوڑے پر سوار تمام اعضا نہایت روشن عربی لباس میں تشریف لائے میں اسی پھاٹک میں کھڑا تھا حضرت قریب آ کر گھوڑے سے اترے اور فرمایا بشیرالدین وکیل کے یہاں جانا ہے آنکھ کھلی میں ۔ نے کہا اب مقدمہ فتح ہو گیا چنانچہ صبح ہی کو مقدمہ میں فتحیابی ہو گئی۔ ۸،۱۰ برس ہوئے رجب کے مہینے میں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں "احمد رضا اب کی رمضان میں تمہیں بیماری ہو گی اور زیادہ ہو گی روزہ نہ چھوڑنا" یہاں بحمداللہ تعالیٰ جب سے روزے فرض ہوئے کبھی نہ سفر نہ مرض کسی حالت میں روزہ نہیں چھوڑا۔ خیر رمضان شریف میں میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا مگر بحمداللہ تعالیٰ روزے نہ چھوڑے، گاؤں میں ایک زمین میری زمین کے متصل ایک صاحب کی تھی وہ ایک سود خوار کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے ان سے کہا گیا مخالفت کی وجہ سے انھوں نے نہ مانا والد ماجد خواب میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے نہیں دیتے سود خوار کو دیتے ہیں اور ملے گی مجھی کو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بار بیمار ہوا اور شدت کا درد ہوا آنکھ لگ گئی خواب میں

حضرت والد ماجد اور مولوی برکات احمد صاحب مرحوم جو والد ماجد سے پڑھا کرتے تشریف لائے، مولوی برکات احمد صاحب نے پوچھا مزاج کیسا ہے؟ میں نے کہا درد کی شدت ہے دعا کیجیے کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے یہ کہا ہی تھا کہ والد ماجد کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ طیبہ میں۔ اب اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں کہ باون برس کی عمر میں مدینہ طیبہ کی حاضری ہوگی، چنانچہ دوسری حاضری میں میری عمر باون برس کی تھی یا یہ کہ اس وقت سے باون برس بعد مدینہ طیبہ کی حاضری ہوگی اور خدا سے امید ہے کہ ایسا ہی کرے، آمین۔ ایک مرتبہ کھانا نہ کھایا تھا کئی روز سے والدین کریمین کو خواب میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ نہ فرمایا، والد ماجد نے فرمایا تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے مجبوراً پھر صبح سے کھانا شروع کر دیا ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے بہت نفیس اور اونچی بھی تھی والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ ایک صاحب میرے چچا ہوتے تھے گاؤں کا کام وہی کرتے تھے ایک بار حضرت والد ماجد ان سے ناراض ہو گئے فرمایا تھا کہ اب سے یہ گاؤں کا کام نہ کریں بعد میں مجھے فرصت نہیں اور گاؤں کے کام پر معتمد آدمی درکار تھا اور ان سے بڑھ کر اور کون معتمد ہو سکتا تھا مگر حضرت والد ماجد کی ممانعت تھی سخت فکر تھی ایک روز شب کو تشریف لائے اور ان کا ہاتھ لیکر میرے ہاتھ میں دیدیا، میں سمجھ گیا کہ حضرت کی اجازت ہے کہ انھیں کو گاؤں کا کام دیدو چنانچہ صبح ہی کو میں نے انہیں گاؤں کو بھیج دیا۔

عرض: ۔ مرغی اگر پانی میں چونچ ڈالدے ناپاک ہو جائے گا؟۔

ارشاد: ۔ ناپاک نہ ہوگا مکروہ ہے ابال دیا جائے کراہت زائل ہو جائے گی۔

عرض: ۔ متشابہ لگا تین بار لوٹا مگر نہ نکلا تو سجدۂ سہو لازم ہے؟۔

ارشاد: ۔ کیوں اور اگر تین بار سبحان اللہ کے قدر رکا تو سجدہ سہو واجب ہوگا لوٹنے سے نہ ہوگا اگر چہ دس ہزار بار۔

عرض: ۔ ناپاک پانی گرم کیا اتنا کہ ابل گیا پاک ہوگا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں کہ پاک پانی نے نہ ابالا۔
عرض:۔ کتنے کارواں تو ناپاک نہیں؟۔
ارشاد:۔ صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔ لیکن بلا ضرورت پالنا نہ چاہیے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث صحیح ہے کہ جبریل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل حاضر نہ ہوئے سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبریل علیہ السلام در دولت پر حاضر ہیں، فرمایا کیوں، عرض کیا "اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ اَوْ تَصَاوِیْرُ" رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔
عرض:۔ خلافت راشدہ کس کس کی خلافت تھی؟۔
ارشاد:۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولی علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔
عرض:۔ بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں؟
ارشاد:۔ وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔ حدیث میں ارشاد فرمایا "لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدًا فَاِنَّهٗ اِنْ یَّکُنْ سَیِّدَکُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّکُمْ" منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہوا تو یقینا تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔
عرض:۔ حضور یہ صحیح ہے کہ عالم کی زیارت ثواب ہے؟۔
ارشاد:۔ ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا "اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ" عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے، قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔
عرض:۔ دل میں اگر الفاظ طلاق بولے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟۔
ارشاد:۔ نہیں، جب تک اتنی آواز سے نہ کہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو خود اس کے کان سن لیں

عرض:۔ کافرہ اگر اسلام لائے اور شوہر والی ہو تو کیا کرے؟۔

ارشاد:۔ تین حیض تک انتظار کرے اگر اس کے اندر شوہر اسلام لے آیا یہ اس کے نکاح میں ہے ورنہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

عرض:۔ حضور یہ صرع کیا کوئی بلا ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں اور بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو ام الصبیان کہتے ہیں اگر بچوں کو ہو ورنہ صرع (مرگی) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر پچیس برس کے اندر اندر ہو گی تو امید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس برس کے بعد یا پچیس برس والے کو ہوئی تو اب نہ جائے گی ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو امر آخر ہے یہ فی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائی عرض کی صبح اور شام یہ مصروعہ ہو جاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا "اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ" نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اسی وقت اسے قے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہو گئی اور وہ عورت ہوش میں ہو گئی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کو مرگی ہو گئی حضور نے فرمایا اس کے کان میں کہہ دو غوث اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہو گیا اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی (پھر فرمایا) بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اذان میں دیر کی جاتی ہے اس سے اکثر یہ مرض ہو جاتا ہے اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اقامت بچے کے کان میں کہہ دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ عمر بھر محفوظی ہے۔

عرض:۔ گراموفون کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں۔ گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز، اور آیت سجدہ اس سے اگر سنی سجدہ واجب نہیں حالانکہ یوں استماع قرآن میں اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب۔ اور گانے میں اصل کا حکم ہے اگر اصل جائز یہ بھی جائز اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت و امرد کی آواز نہ ہو، مزامیر کی

آواز نہ ہو، اشعار خلاف شرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا تو جد ہے کہ عبادت ہے اور گراموفون سے سننا لہو ہے کہ وہ موضوع ہی اس لیے ہے اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے، مگر اصل وضع کی تبدیل کوئی نہیں کرسکتا پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوتا ہے اس میں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس ہے تو اس میں قرآن شریف کا بھرنا ہی حرام ہوا۔

عرض:۔ جانوروں کو کھلانے پلانے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں، حدیث میں ارشاد ہوا "فِی کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ" ہر تر جگر میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔

عرض:۔ تھانوی کو لوگ سید کہتے ہیں اور وہ مانع نہیں ہوتا حالانکہ وہ قوم کا جھوجہ ہے؟

ارشاد:۔ حدیث میں ہے "مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَایَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا" جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا "فَالْجَنَّةُ عَلَیْہِ حَرَامٌ" تیسری حدیث میں فرمایا "فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ الْمُتَتَابِعَةُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ" اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت۔

عرض:۔ ایام بیض میں روزہ رکھنے سے مہینہ بھر کا ثواب ملتا ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں پہلی دوسری تیسری یا تیرہ چودہ پندرہ یا ستائیس اٹھائیس انتیس ان میں سے جس میں روزہ رکھے سب کا ثواب برابر ہے پہلی دوسری تیسری لیالی ہلال اور تیرہ چودہ پندرہ لیالی بیض (سفید راتیں) اور ستائیس اٹھائیس انتیس لیالی سود (سیاہ)۔

عرض:۔ حضور ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دو سو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھ کر چوم لیا تھا؟۔

ارشاد:۔ ہاں صحیح ہے، ان کا نام سطیح تھا۔ پھر فرمایا، اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی

رحمت چاہے تو کروروں برس کے گناہ دھو دے غلامی ہونا چاہیے سرکار کی، ایک نیکی سے معاف فرمادے، بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے، اور اگر عدل فرمائے تو کروروں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے، حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا، صحابہ نے عرض کی "وَلَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" آپ بھی نہیں یارسول اللہ، ارشاد فرمایا "وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیْ رَحْمَۃٌ" اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے۔ گناہ نہ سہی، استحقاق کس بات کا ہے، دنیا ہی کا قاعدہ دیکھیے، اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دی آپ ہی ان کو اسباب دیے، آپ ہی آسان فرمایا، اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا، نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلاۃ والسلام، کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا، جب اس سے نجات ملی عرض کیا، الٰہی میں نے کیسا صبر کیا، ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا، ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی، عرض کیا بیشک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا۔

عرض: ۔ آدم علیہ الصلاۃ والسلام رسول بھی تھے؟۔

ارشاد: ۔ ہاں۔

عرض: ۔ نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو اول الرسل کہا جاتا ہے یہ کس وجہ سے؟۔

ارشاد: ۔ کافروں کی طرف جو رسول بھیجے گئے ہیں ان میں سے سب اول حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں آپ سے پہلے جو نبی تشریف لائے وہ مسلمانوں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

عرض: ۔ کلب علی کے کیا معنی ہیں؟۔

ارشاد: ۔ علی کی سرکار کا کتا۔

عرض: ۔ اولیائے کرام میں بھی کسی کا نام کلب ہوا ہے؟۔

ارشاد: ۔ سلف صالحین صحابہ تابعین میں کلب کلیب کلاب نام ہوئے۔

عرض :۔ خاندان سالاریہ بھی کوئی خاندان بیعت ہے؟۔

ارشاد :۔ نہیں ۔ حضرت سیدی سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد تھے شہید ہوئے ہیں، تو کیا ہر شہید سے بیعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا (پھر بتذکرہ حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا) کہ آپ اجلۂ اکابر اولیا سے ہیں حضرت کے ایک مرید بارگاہ غوثیت میں حاضر تھے عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھ دیا اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرما رہے ہیں جو بحر کے پاس ہو وہ جدول کو چاہے۔

عرض :۔ کیا مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے؟۔

رشاد :۔ "تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" پھر فرمایا مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں "نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ" اسی میں لکھا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا، نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے۔ اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے، ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہان کے شیوخ نے جو زبانی دعوے کیے ہیں ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سکر ہے۔ اور ایسی غلطیاں دو وجوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سکر، سکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیدی عبدالرحمٰن طفسونجی نے ایک روز برسر منبر فرمایا "اَنَا بَیْنَ الْاَوْلِیَاءِ کَالْکُرْکِیِّ اَطْوَلُ عُنُقًا" میں اولیا میں ایسا ہوں جیسے کلنگ سب میں اونچی گردن، وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے انھیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی، گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا

ہوں حضرت سیدی عبدالرحمن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا پھر پیر سے سر تک دیکھا پھر سر سے پیر تک دیکھا غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو۔ انھوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی فاطمہ میرے کپڑے دو انھوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیے اور انھوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا کس کے مرید ہو؟ فرمایا میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، انھوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کر دو بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا طفسونج جاؤ راستہ میں شیخ عبدالرحمن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور وہ جو دالان میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہا نخانۂ خاص میں ہو۔ میں نہا نخانۂ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیا کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" شریف لکھی تھی، یہ سن کر شیخ عبدالرحمن نے سر جھکا لیا اور فرمایا "صَدَقَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ وَهُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ"۔

عرض:۔ کانجی ہاؤس کی لاوارث گائے بکری وغیرہ کا نیلام خریدنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ حرام ہے۔

عرض:۔ جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے اس وقت تو قبول کر لو پھر دیکھا جائے گا، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے مرد و عورت قیامت کے روز زانی و زانیہ اٹھیں گے۔

عرض:۔ ایک جلسہ میں آریہ و عیسائی اور دیوبندی قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں

وہ بھی ہوں وہاں دیوبندیوں کا رد نہ چاہیے؟۔

ارشاد:۔ کیوں۔ کیا ان سے موافقت کی جائے گی حاشا یہ محال ہے اسلام پر اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

عرض:۔ آریہ وغیرہ یہ کہیں گے کہ اسلام ہی میں اختلاف ہو گیا؟۔

ارشاد:۔ حاشا اسلام میں اختلاف نہیں اسلام واحد ہے یہ لوگ اسلام سے نکل گئے مرتد ہو گئے مرتدین کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے۔

عرض:۔ "وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّکَ مَا یُوْحٰی" اس وحی سے کیا مراد ہے؟۔

ارشاد:۔ اس کا بیان آگے فرمادیا "اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ الخ۔

عرض:۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر انبیاء پر بھی وحی آتی ہے؟

ارشاد:۔ یہاں وحی سے مراد وحی الہام ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے "وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ" اس سے بھی الہام مراد ہے۔ وحی شریعت، وہ خاص ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے واسطے، غیر کو نہیں آسکتی (پھر فرمایا) وحی اشارہ سے بات بتانے کو بھی کہتے ہیں کہ فرماتا ہے "فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا" زکریا علیہ الصلوۃ والسلام نے اشارے سے فرمایا کہ خدا کی تسبیح صبح و شام کرو۔

عرض:۔ کھانے میں برکت اور پانی وغیرہ میں اور انگشتان مبارک سے پانی کا جاری ہونا متواتر ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں یہ اور اس قسم کے وقائع متواتر بالمعنی ہیں صدہا مرتبہ انگشتان مبارک سے پانی جاری ہوا، تکثیر طعام کے صدہا وقائع ہیں جس سے یہ معجزے متواتر بالمعنی ہو گئے۔

عرض:۔ استن حنانہ کا واقعہ بھی متواتر ہے؟۔

ارشاد:۔ اس میں اختلاف ہے بعض نے متواتر لکھا ہے اور ہو تو کوئی عجب نہیں، تتبع ایسی چیز ہے جس سے بہت پتہ چل جاتا ہے۔ یہ مسئلہ کہ سجدہ غیر خدا کو حرام ہے اس میں صرف دو حدیثیں مجھے یاد تھیں اجماع سے اس کی حرمت قطعیہ میں نے ثابت کی۔ قرآن عظیم میں کہیں اس کا ذکر نہیں، تتبع اس کا کیا تو ۴۰ حدیثیں نکلیں کہ متواتر کی حد سے بھی بڑھ گئیں۔

عرض:۔ متواتر ہونے کے لیے کتنی تعداد درکار ہے؟۔

ارشاد:۔ بعض نے تیرہ چودہ حدیثیں فرمائی ہیں، بعض نے فرمایا کہ تیس اور یہاں چالیس ہوگئیں۔

عرض:۔ "اِنّی اُحَرِّمُ مَابَیْنَ لَابَتَیْہَا" یہ حدیث حنفیہ کے یہاں ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہے، اور اسی پر ان کا عمل ہے، اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ وہاں (مکہ معظمہ) جزالازم آتی ہے اور یہاں (مدینہ طیبہ) نہیں۔

عرض:۔ فاسق اگر مصافحہ کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر وہ کرنا چاہے تو جائز ہے ابتدا نہ چاہیے۔

عرض:۔ حضور اگر فاسق معلن ہو؟۔

ارشاد:۔ اگرچہ معلن ہو، مبتدع سے نہ چاہیے؟۔

عرض:۔ زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب یہ اس کے پیچھے اقتدا کرسکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ کرسکتا ہے۔ یہ اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے "تَرَی الْقَذَاۃَ فِی عَیْنِ اَخِیْکَ وَلَاتَرَی الْجِذْعَ فِی عَیْنِکَ" (ہاں فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے)۔

عرض:۔ قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ خلاف سنت ہے۔ میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھیے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔

عرض:۔ اگر جیب میں کوئی لکھا ہوا کاغذ ہو تو بیت الخلا جاسکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ چھپا ہوا ہے جاسکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ علاحدہ کردے۔

عرض:۔ تمغے جو اسکولوں میں ملتے ہیں ان پر چہرہ بنا ہوتا ہے اس کو لگا کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ ہوگی، مگر مکروہ تحریمی ہے۔

عرض: حضور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو حنیفہ کیوں کہتے ہیں؟۔

ارشاد: حنیف اوراق کو کہتے ہیں حضور کو ابتدا ہی سے لکھنے کا بہت شوق تھا۔

عرض: اگر بیچ دریا میں کشتی کھڑی ہو تو اس پر نماز ہو جائے گی یا نہیں؟۔

ارشاد: اگر اتر نہیں سکتا تو ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

عرض: حضور کشتی تو مستقر ہے؟

ارشاد: کشتی پانی پر ہے یا زمین پر۔ پانی پر بیشک مستقر ہے مگر پانی مستقر نہیں۔

عرض: کرامت اولیاء سے اگر تخت ہوا پر رک جائے تو اس پر نماز ہوگی یا نہیں؟۔

ارشاد: نہیں کہ اس کے نیچے کی ہوا زمین پر مستقر نہیں ہاں اگر یہ ہو کہ تخت سے زمین تک جتنی ہوا ہے سب منجمد ہو جائے تو ہو جائے گی۔ عرض شمالی میں برف کی کثرت سے دریا ایسے جم جاتے ہیں کہ پھاوڑوں سے کھودے جائیں تب بھی نہ کھدیں، اس پر نماز ہو جائے گی جائز ہے۔

عرض: زید کا عمرو سے لین دین ہے اس کا مال لے جا کر اپنی دکان پر بیچتا ہے اگر وہ مال چوری ہو جائے تو عمرو اس کی قیمت زید سے لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟۔

ارشاد: اگر وہ مضارب ہے اور اس کا لین دین مضاربت کے طور پر ہے یعنی یہ کہ اس کا مال لاتا ہے اور جو کچھ نفع ہوتا ہے آدھا یا تہائی اس کو دیتا ہے باقی اپنے آپ لیتا ہے تو قیمت نہیں لے سکتا ہاں اگر عمرو سے مول لاتا ہے تو لے سکتا ہے کہ خود اس کا مال چوری ہوا۔

عرض: زید نے عمرو کو گوٹے کا تار بنانے کے لیے دیا اس نے بکر کو دیدیا اس کے یہاں چوری ہو گیا تو زید عمرو سے لے سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد: عمرو تو بکر سے نہیں لے سکتا اور زید کو اگر یہ معلوم ہے کہ عمرو دوسرے سے بھی بنوایا کرتا ہے تو یہ بھی نہیں لے سکتا کہ اس کی رضامندی پائی جاتی ہے اور اگر معلوم نہ تھا یا اس نے یہ کہہ کر دیا تھا کہ خاص تمہیں بنانا دوسرے کو نہ دینا تو ظاہراً اس صورت میں زید کو لے لینے کا اختیار چاہیے۔

مسلمانان عالم کے لیے
ایک اعلیٰ اسلامی دستورالعمل
یعنی
ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مسمیٰ بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳۳۸ھ

حصہ چہارم

مولفہ ومرتبہ
شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند
مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ

مکتبہ قادریہ
اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

عرض:۔ حدیث کے متواتر ہونے کے لیے چودہ یا تیس کی تعداد ہے تو چودہ یا تیس چاہیے حسن ہوں یا صحیح۔

ارشاد:۔ حسن ہوں یا صحیح، حسن و صحیح کا فرق محدثین کا کیا ہوا ہے، فقہا کے نزدیک دونوں ایک ہیں (پھر فرمایا) استن حنانہ کے معجزہ کو قیاس چاہتا ہے متواتر ہونے کو، مجمع کا وقت تھا، صحابہ کرام کا مجمع سب کے سامنے کا واقعہ اور واقعہ بھی ایسا عجیب ہر ایک نے اس واقعہ کو بیان کیا ہوگا، بخلاف شق القمر کے کہ وہ آدھی رات میں واقع ہوا تھا، صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے اس کی حدیث متواتر نہیں، قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا (اسی سلسلہ میں فرمایا) فلسفہ میں توغل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی انھوں نے لکھا اَیْ سَیَنْشَقُّ یعنی قیامت کے دن شق ہو جائے گا، چونکہ یقینی الوقوع ہے اس لیے بصیغہ ماضی فرمایا گیا لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو تو اعتراض کریں گے اور کہیں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے، قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا اس دن کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہہ دیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض باطل ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔ حدیث میں مصرح ہے کہ حضور نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اے اللہ گواہ ہو جا، اس کی احادیث مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین لاحق ہو گیا۔

عرض:۔ تو اس وجہ سے آیت میں دوسری تاویل کا احتمال نہ رہا۔

ارشاد:۔ اصلاً نہ رہا اور نہ پہلے تھا، دوسری آیت اس تاویل باطل کو رد کر رہی ہے مگر یہ

یہ کہ یَاْبَی اللّٰہُ الْعِصْمَۃَ اِلَّا لِکَلَامِہٖ وَلِکَلَامِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ (پھر فرمایا) انسان سے غلطی ہوتی ہے مگر رحمت ہے اس پر جس کی خطا کسی امر مبہم دینی پر زد نہ ڈالے، یہ بڑی رحمت ہے، ایسی ہی باتوں کی نسبت شیخ محقق کو مدارج شریف میں غصہ آ گیا، فلاسفہ کے اعتراضات نقل کیے کہ وہ ایسا کہتے ہیں ایسا کہتے ہیں، پھر فرمایا، ان سے کوئی تعجب نہیں، ایں بدبخت متکلمان راچہ شدہ است (پھر فرمایا) فلاسفہ کے طور پر تو شق القمر محال ہے وہ فلکیات کو قابل خرق والتیام مانتے ہی نہیں۔

عرض:۔ حضور وہ تو فلک محدد جہات کو قابل خرق والتیام نہیں مانتے ہیں۔

ارشاد:۔ دعویٰ تو ان کا تمام فلکیات کی نسبت ہے مگر دلیل ان کی سوائے محدد الجہات کے اور کہیں نہیں چلتی (پھر فرمایا) الٰہیات ونبوات ومعاد کو جو میزان عقل سے تولنا چاہے گا وہ لغزش کرے گا۔ عقائد سمعیہ کے بارے میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت بس، اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو، اور خاص کر ان کی بوڑھیوں کو، ان سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی، جو سن چکی ہیں اسی پر عقیدہ رکھیں گی۔ اسی واسطے ارشاد ہوا عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ بوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا وہاں ایک جاہل اَن پڑھ بیٹھا تھا اس سے کہا تمھارا کیا مذہب ہے، کہا سنی، پوچھا اپنے دل میں اس مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو، کہا حاشا اللہ جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے امام کا شاگرد یہ سن کر استاد دیا کہ کپڑے بھیگ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کونسا مذہب حق ہے (پھر فرمایا) اسی واسطے ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بد مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے، ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔ امام حارث محاسبی نے بد مذہبوں کے رد میں ایک کتاب تصنیف کی اور وہ بد مذہبوں کے رد میں پہلی تصنیف تھی، امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کلام کرنا

چھوڑ دیا، کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے ان کا رد ہی تو کیا ہے، فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بدمذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے اور وہ گمراہ ہو جائے (پھر فرمایا) پہلے تلوار تھی، رد کی حاجت نہ تھی تلوار کے ذریعہ سے سارا انتظام ہو سکتا تھا اب کہ ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں رد کرنا فرض ہے، حدیث میں ارشاد ہوا۔ اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَلَمْ يُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا. جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم نہ ظاہر کرے تو اس پہ اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (پھر فرمایا) امام سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ میں تشریف لیے جاتے تھے ایک بدمذہب ملا، امام سے کہا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا اس نے کہا صرف ایک بات، آپ نے چھنگلیا کے پہلے پورے پر انگوٹھا رکھ کر فرمایا وَلَا نِصْفَ كَلِمَةٍ آدھی بات بھی نہیں سنوں گا، لوگوں نے سبب پوچھا، فرمایا از ایشاں منہم ہے (پھر فرمایا) اکابر کی تو یہ حالت ہے اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سا جاہل جھگڑتا ہے آریوں سے وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا، جو تمام فنون کا ماہر ہو تمام پیچ جانتا ہو، پوری طاقت رکھتا ہو، تمام ہتھیار پاس ہوں، اس کو بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے، اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔

مؤلف: ۔ ایک مرتبہ بعد عصر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا آج چوتھا روز ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بین معجزہ ظاہر ہوا، گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاضرر ہوتا ہے، ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا اور ساتھ ایک رقعہ میں لکھ دیا کہ اس میں سے تھوڑا سا چکھ لیں، شوربے میں مرچ زیادہ تھی اور میں مرچ کھانے کا عادی نہیں میں نے ایک بوٹی صاف کر کے کھائی بہت اچھا پکا تھا میں نے ایک بوٹی اور مانگی اس وقت معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے، دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی، سید محمود علی صاحب کا خدا

بھلا کرے زمزم شریف بہت سا انھوں نے بھیج دیا ہے میں نے جس وقت اختلاج ہوا فوراً زمزم شریف پیا صبح تک برابر پیتا رہا کچھ بھی نہ ہوا (پھر فرمایا) زمزم شریف میں یہ معجزہ ہے کہ دو مہینے کا زمزم شریف تھا اس سے نفع ہوا حالانکہ باسی پانی سے فوراً مجھے نقصان ہوتا ہے پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جو سنا چربے ہوئے ہوتے ہیں، کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی حرم شریف میں جا کر قدح بھر کر زمزم شریف پیا فوراً خلش جاتی رہی۔ (پھر فرمایا) کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زمزم شریف سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں، یہاں کیا ذریعہ، وہاں صبح دوپہر شام ہر وقت پیتا، صبح آنکھ کھلی تو پہلا کام یہ کہ زمزم شریف پیتا پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی ہوتا تھا۔ (پھر فرمایا) زمزم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے کسی وقت کچھ کھارا پن کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی، حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعف اسلام تھا صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ آئے وہاں نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات، ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا، حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بلٹیں اولٹ پڑیں (اس قدر توانائی آگئی) (پھر فرمایا) یہ جانچ ہے منافق اور مومن کی۔ منافق کبھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا اور میں تو بحمد اللہ تعالیٰ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا ہوں جس قدر زمزم شریف پی لیتا تھا، ایک بادیہ جس میں دو سیر پانی آتا تھا کبھی نصف اور کبھی نصف سے زیادہ پی لیتا تھا باقی جو بچتا منہ اور سر پر ڈال لیتا۔

عرض:۔ زمزم شریف بھی تین سانسوں میں پینا چاہیے۔

ارشاد:۔ ہاں ہر چیز کا یہی حکم ہے، حدیث میں ارشاد ہوا، مُصُّوْہُ مَصًّا وَلَا تَعُبُّوْہُ عَبًّا

۱؎ پیٹ میں تکلیف ۲؎ دست آور ۳؎ پیالہ ۴؎ ایک برتن

فَاِنَّ مِنْهُ الْكُبَاذ۔ چوس چوس کر پیو، غٹ غٹ کر کے بڑے بڑے گھونٹ نہ لگاؤ۔

عرض:۔ حضور کن کن پانیوں کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ زمزم اور وضو کا پانی شرع میں کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے اور لوگوں نے دو اور اپنی طرف سے لگا لیے ہیں، ایک سبیل کا، دوسرا جھوٹا پانی، اور دونوں جھوٹے، سبیل کا تو یوں لگا لیا کہ اکثر کیچڑ ہوتی ہے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔

(پھر فرمایا) دوسری بار کی حاضری میں مجھے جیٹھ کا مہینہ پورا مدینہ طیبہ میں گزرا، دن میں تو کچھ خفیف گرمی ہوتی تھی رات کو اگر نماز عشا پڑھ کر سوئے تو سوائے موذن کی آواز کے اور کوئی جگانے والا نہیں، نہ گرمی، نہ پسو، نہ کھٹل، نہ مچھر۔ حدیث میں ارشاد ہوا، لَیْـــلُ تِهَامَةَ لَاحَرٌّ وَ لَابَرْدٌ وَلَاخَوْفٌ وَلَاسَآمَةٌ "مدینہ کی رات میں نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف نہ ملال، منیٰ میں تین دن کہ کروروں جانور ذبح ہوتے ہیں نہ مکھی نظر آتی ہے، نہ کوا، نہ چیل، اگر کوئی کہے وہاں مکھی ہوتی ہی نہ ہو، تو مکہ معظمہ میں شب کے وقت دیکھا گیا کہ اگر سوتے میں ہاتھ اٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنگار اڑ گیا۔

عرض:۔ زید مرتد ہو گیا تو عورت پر عدت ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر قربت ہو چکی ہے تو عدت کرے گی ورنہ نہیں۔

عرض:۔ عدت تو نکاح کے لیے ہے اور مرتد کا نکاح ہی نہیں۔

ارشاد:۔ شبہ نکاح کی بھی عدت ہوتی ہے۔ (اور سوال تو بعد نکاح ارتداد کی صورت سے تھا)

عرض:۔ مرتد مسلمان ہو گیا تو اپنی بیوی سے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اس کی رضامندی سے کر سکتا ہے۔

عرض:۔ حضور کیا اس صورت میں حلالہ ہے؟۔

ارشاد:۔ نہیں، کہ حلالہ طلاق کے ساتھ خاص ہے۔

عرض:۔ حالت اسلام میں دو طلاقیں دی تھیں پھر معاذ اللہ مرتد ہو گیا اب پھر اسلام لایا

اب کتنی طلاق کا مالک ہے؟۔

ارشاد:۔ ایک طلاق کا۔

عرض:۔ حضور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام اپنے ماقبل کو مٹا دیتا ہے؟۔

ارشاد:۔ اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عرض:۔ نابالغی میں زید عالم ہوگیا، وہ مکلف ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ابھی سے مکلف ہوجائے گا؟[1] علم سبب تکلیف نہیں، جاہل محض ہے اور بالغ ہے مکلف ہے اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلف نہ ہوگا۔

عرض:۔ نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں، اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام۔

عرض:۔ حضور میں آج کل بہت پریشان ہوں، گزراوقات مشکل سے ہوتی ہے قرض دار بہت ہوگیا ہوں۔

ارشاد:۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ، ہر نماز کے بعد ۱۱، ۱۱ بار اور صبح وشام ۱۰۰، ۱۰۰ بار، روزانہ اول وآخر درود شریف۔ اسی دعا کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہوگا تو اسے ادا کردے گا۔

عرض:۔ مدراس سے جو تار آتا ہے اس کے آنے میں کچھ وقفہ نہیں لگتا۔

ارشاد:۔ شاید ایک سکنڈ دو سکنڈ کا وقفہ لگتا ہو۔ اگر تار کا سلسلہ برابر متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو تو تیس سکنڈ میں ساری زمین کا دورہ کرکے پھر وہیں آجائے گا۔ ایک سکنڈ میں تقریباً ایک ہزار میل چلتا ہے اور نور ایک سکنڈ میں ایک لاکھ بانوے ہزار میل چلتا ہے اور روح باصرہ کی رفتار اس سے بھی کہیں تیز ہے اس کی رفتار خدا ہی جانتا ہے۔ ایک نگاہ اٹھائی اور فوراً افلاک

---

[1] یہ استفہام انکاری ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی سے مکلف نہ ہوگا، ارشاد کی اگلی عبارت "اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلف نہ ہوگا" اس پر واضح دلیل ہے۔ (ف)

ثوابت تک پہنچی، ایک سکنڈ کا وقفہ نہیں لگتا۔
عرض:۔ فلک ثوابت کا فاصلہ کتنا ہوگا؟۔
ارشاد:۔ واللہ اعلم، سب سے قریب تر ثابتہ جو مانا گیا ہے نوارب انتیس کرور میل ہے۔ (پھر فرمایا) زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے، اس سے آگے مستوی، اس کا بُعد اللہ جانے، اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں، ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو برس کا فاصلہ، اور اس سے آگے عرش اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں، حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتے نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو، فرمایئے کس قدر فرشتے ہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ، اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) جب فرمایا گیا عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ دوزخ پر انیس فرشتے موکل فرمائے اس پر کفار نے استہزا کیا ، رب عزوجل نے فرمایا یہ اس واسطے تعداد فرمائی گئی تاکہ یقین کریں وہ لوگ جنھیں کتاب ملی اور زیادہ ہو ایمان والوں کا ایمان اور شکر کریں اہل کتاب اور مومنین۔ (پھر فرمایا) ابوجہل لعین نے کہا تھا، دوزخ میں صرف انیس فرشتے ہیں دس سے میں نبٹ لوں گا نو سے تم نبٹ لینا۔ ایک اور خبیث نے کہا نو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالوں گا اور آٹھ کو اپنی پیٹھ پر لادلوں گا دورہ گئے ان سے تم نبٹ لینا معاذ اللہ۔
عرض:۔ حضور کتنے فرشتوں پر ایمان لانا چاہیے؟۔
ارشاد:۔ جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ فرماتا ہے، كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی، تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضرور ہے جس طرح وَكُتُبِهٖ فرمایا گیا تمام کتابوں پر ایمان ضرور ہے، کتابوں میں چار کے نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور صحف نازل ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے۔ اسی طرح فرمایا وَرُسُلِهٖ یہاں بھی تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازم ہے۔

عرض:۔ اگر کشتی بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اترنے نہ دے تو نماز ہوگی یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ پڑھ لے، جب کنارے پر اترے اعادہ کرے۔

عرض:۔ عورت سے اگر کلمۂ کفر نکل جائے تو نکاح ٹوٹے گا یا نہیں، بعد توبہ کے پھر تجدید نکاح کرے؟۔

ارشاد:۔ ہاں، عملاً باصل المذہب لے یہی ہے کہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے۔

عرض:۔ کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا، کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ بطور سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا، گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر ہو گیا۔ ۲

عرض:۔ حضور ایک صاحب پہلے محدث صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۳ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد:۔ ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالی علیہم میں سے تھے، آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا، حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ، عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں، آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی، اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیدیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک

---

(۱) اور فتویٰ اس پر ہے کہ ارتداد زن سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ اور شوہر اول کی طرف رجوع پر مجبور کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گی۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ

(۲) یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود ادعائے ایمان واسلام کلمات کفر بولے افعال کفر کرے اس کو کافر کہا ہی جائے گا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے ۱۲

(۳) یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز ۱۲ مؤلف غفرلہ

شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے، گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لیے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں، اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا، بس یہ سمجھ لیجیے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لیے ہو سکتی ہے انسان کے لیے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لیے ہو سکتی ہے مسلم کے لیے کمال نہیں۔

عرض:۔ مسمریزم کی کیا حقیقت ہے؟۔

ارشاد:۔ اصل اس کی تصحیح تصور ہے، روح کی قوتوں کو ظاہر کرنا۔ روح کی بہت قوتیں ہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے۔ تین صاحب جا رہے تھے دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت سے آدمیوں کا مجمع ہے، ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے جواری حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے شمع روشن ہے، یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیے، کیا تدبیر کی جائے، ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے، دوسرے نے کہا اس ناچنے والی عورت کو قتل کرو، تیسرے صاحب نے کہا اسے بھی قتل نہ کرو کہ وہ خود نہیں آئی راجہ کے حکم سے آئی ہے، اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے اس شمع کو گل کرو، یہ رائے پسند آئی، انہوں نے تاک کر شمع کی لَو پر تیر مارا، شمع گل ہوئی، اب نہ وہ راجہ رہا، نہ فاحشہ، نہ مجمع، نہایت تعجب ہوا، بقیہ رات وہیں گزاری، جب صبح ہوئی دیکھا تو ایک اُلو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اسی اُلو کی روح کر رہی تھی (پھر فرمایا) نمرود کے دروازے پر ایک درخت تھا جس کا سایہ بالکل نہ تھا جب ایک شخص اس کے نیچے آتا اس کے لائق سایہ ہو جاتا دوسرا آتا تو دو کے لائق ہو جاتا، غرض ایک لاکھ تک آدمی اس کے سایہ میں رہ سکتے اور جہاں ایک لاکھ سے ایک بھی زیادہ ہوا سب دھوپ میں۔ اسی کا ایک حوض تھا صبح کو لوگ

آتے، کوئی اس میں پیالہ بھر کر دودھ ڈالتا کوئی شربت کوئی شہد جس کو جو پسند آتا یہاں تک کہ وہ بھر جاتا وہ سب چیزیں خلط ہو جاتیں اب جس کو حاجت ہوتی پیالہ ڈالتا جو شے جس نے ڈالی ہوتی وہی اس کے جام میں آجاتی۔ یہ کافر اور وہ بھی کیسے بڑے کافر کا استدراج تھا۔ اسی واسطے اولیائے کرام فرماتے ہیں۔ کشف وکرامت نہ دیکھ، استقامت دیکھ کہ شریعت کے ساتھ کیسا ہے۔ حضرت خواجہ شیخ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں آپ سے کسی نے عرض کی کہ حضرت تمام اولیا سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں، فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین میں دھنس نہیں جاتا۔

عرض:۔ مکان میں وضو کے لیے مسجد سے گرم پانی لے جانے کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ حرام ہے اگرچہ وضو کے لیے لے جائے۔

عرض:۔ حضور، رجال الغیب ملائکہ سے ہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں، جنوں یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں، آپ نے رجال پر خیال نہیں کیا ملائکہ پاک ہیں رجال اور نسا ہونے سے۔

عرض:۔ بودار پسینہ بغلوں سے نکلے وضو تازہ کرنا ہوگا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ پسینہ نکلنے سے وضو ضرور نہیں، ہاں اگر کھجائے تو تازہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

عرض:۔ مجاذیب بھی کسی سلسلے میں ہوتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ ہاں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں، ان کا کوئی سلسلہ نہیں، ان سے آگے پھر نہیں چلتا۔

عرض:۔ کسی کی کرامت کسبی بھی ہوتی ہے؟۔

ارشاد:۔ کرامت سب کی وہبی ہوتی ہے، اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھان متی[1] کا تماشہ ہے لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔

عرض:۔ رجال الغیب کیوں کہلاتے ہیں۔

[1] دھوکہ باز، شعبدہ باز

ارشاد: ۔ غائب رہتے ہیں اس وجہ سے۔

عرض: ۔ رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں؟۔

ارشاد: ۔ ہاں یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں، البتہ افراد سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں، اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں، سلسلے میں کسی کے نہیں، لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

عرض: ۔ ان چاروں سلاسل کے علاوہ بھی کوئی اور خاندان ہے جو ان چاروں میں سے کسی کی شاخ نہ ہو؟۔

ارشاد: ۔ ہاں تھے، اب تو بہت سے منقطع ہو گئے۔ ایک سلسلہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ایک عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ایک عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ایک عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ایک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سلسلہ علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کے حواریہ تھا، اس کے امام حضرت سیدی ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ کے مرید حضرت ابو محمد شنبکی اور آپ کے مرید حضرت تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(پھر فرمایا) اللہ کو ہدایت فرماتے دیر نہیں لگتی، یہ حضرت ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے رہزن تھے، قافلے کے قافلے تنہا لوٹا کرتے تھے، ایک بار ایک قافلہ اترا، آپ وہاں تشریف لے گئے، ایک خیمہ کی طرف گئے اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی، شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر حوار کا دخل ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ آجائیں، بس یہ کہنا ان کا ہادی ہو گیا، خود فرمایا، ابوبکر تیری حالت یہ ہو گئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کرتی ہیں، اور تو خدا سے نہیں ڈرتا، اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے، شب کو سوئے، خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آپ نے عرض کیا، بیعت لیجیے، ارشاد فرمایا، تجھ سے تیرا ہمنام بیعت لے گا، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی اور اپنی

کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی، آنکھ کھلی تو کلاہ اقدس موجود تھی، یہ سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا۔

عرض: عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم حدیث میں ہے؟۔

ارشاد: ہاں حدیث میں ہے۔ مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ دوسری حدیث میں ہے۔ حُبُّ الْعَرَبِ اِیْمَانٌ وَبُغْضُهُمْ نِفَاقٌ، ایک اور حدیث میں ہے۔ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَلِسَانُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ۔

عرض: عربی زبان مرنے کے وقت سے ہو جاتی ہے؟۔

ارشاد: اس کی بابت تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں۔ منکر نکیر کا سوال سریانی میں ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

عرض: عبرانی اور سریانی ایک ہی ہیں۔

ارشاد: عبرانی اور ہے، اور سریانی اور۔ عبرانی میں انجیل نازل ہوئی اور سریانی میں توریت ہے۔

عرض: حضور متکلمین جو زمان و مکان کو بعد و امتداد موہوم کہتے ہیں اس کے کیا معنی؟۔

ارشاد: خارج میں ان کا وجود نہیں، وہم حکم کرتا ہے، لیکن ان کا وجود انیاب اغوال کے مثل نہیں، اصلیت ہے۔

عرض: حضور خلا ممکن ہے۔

ارشاد: خلا بمعنی فضا تو واقع ہے اور خلا بمعنی فضا خالی عن جمیع الاشیا موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے۔ فلاسفہ جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزء لایتجزی اور خلا وغیرہ کے استحالہ میں وہ سب مردود ہیں، کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے، فلاسفہ نے جتنی دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزا کو باطل کرتی ہیں وجود جز کو باطل نہیں کرتیں، اور ترکب جسم

کے لیے اتصال ضروری نہیں۔ دیوار جسم مرکب ہے اور اس کے اجزا متصل نہیں۔

عرض:۔ حضور مقابلہ تو نکلے گا اور ایک وہ سطح نکلے گی جو مقابل ہوگی اور ایک وہ جو مقابل نہ ہوگی، پھر تقسیم ہو جائے گی۔

ارشاد:۔ مقابلہ کل سے ہوگا، اس کی صورت یہ ہے کہ اصول موضوعہ میں لکھا ہے کہ سطح اور خط اور نقطہ موجود خارجی ہیں، اب ہم ایک نقطہ سے تین خط ایک جانب کو ایک حد تک کھینچیں، ہر خط کی انتہا پر نقطہ ہوگا، ہم پوچھتے ہیں یہ تینوں نقطے ہر ایک آپس میں کل سے مقابل ہیں یا جزء سے، اگر جزء سے مانا جائے تو نقطے کے اجزا ہو جائیں گے حالانکہ نقطہ متجزی نہیں تو ثابت ہو گیا کہ کل سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ (پھر فرمایا) میں نے تو جزء لایتجزی کا قرآن عظیم سے اثبات کیا ہے، فرماتا ہے۔ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ. اور ہم نے ان کو پارہ پارہ کر دیا ہے پارہ پارہ کرنا، ممزق بمعنی اسم مفعول نہیں کہ اس صورت میں تحصیل حاصل ہوگی بلکہ بمعنی مصدر ہے۔

عرض:۔ کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ کھانا کھاتے وقت التزام کر لینا نہ بولنے کا' یہ عادت ہے مجوس کی۔ اور مکروہ ہے، اور لغو باتیں کرنا ہر وقت مکروہ۔ اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے۔

عرض:۔ نوکر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ جتنی تاکید کر سکتا ہے اتنی نہ کرے تو مواخذہ ہے ورنہ نہیں۔

عرض:۔ مسجد میں کرسی بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے؟۔

ارشاد:۔ جائز ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں کرسی بچھا کر اس پر وعظ فرمایا ہے۔

عرض:۔ کیا اولیا سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں، حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لیے جاتے، راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے؟

عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے، فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے، آنکھیں بھی ویسی ہیں، ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں، پیر بھی ویسے ہی ہیں، غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں، پھر مر کیسے گیا، یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا، جب سے آپ کا لقب زندہ پیر ہو گیا۔

عرض:۔ اگر لڑکی نابالغ ہو تو اس کا ولی نکاح میں کون ہو سکتا ہے؟۔

ارشاد:۔ باپ اور باپ کے بعد دادا، اور دادا نہ ہو تو بھائی، بھائی نہ ہو تو بھتیجا، بھتیجا نہ ہو تو چچا، پھر چچا کا بیٹا، الخ۔

عرض:۔ نابالغ لڑکے کا باپ طلاق دے تو ہو گی یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ نہیں ہو سکتی۔

عرض:۔ حضور جب اس کو نکاح کا اختیار ہے تو طلاق کا بھی ہونا چاہیے۔

ارشاد:۔ نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے، طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

عرض:۔ بددعا میں یہ کہنا کہ تجھے خدا سمجھے۔

ارشاد:۔ تجھے خدا سمجھے، کہہ سکتا ہے، یہاں سمجھنے کے معنی انتقام لینے کے ہیں۔

عرض:۔ کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر چار گواہ شرعی نہ لا سکے تو قاذف ہے۔ (پھر فرمایا) اس طرح سے تو لوگ کم بولتے ہیں، آج کل جو عوام میں جاری ہے اور اس کو معیوب نہیں سمجھتے، کسی کو بیٹی کے ساتھ کسی کو بہن کے لفظ کے ساتھ کسی کو لفظ بڑ؏ کے ساتھ وہ فحش لفظ ملاتے ہیں، یہ بھی موجب حد قذف ہے، ایسے ہی کسی کو حرامی کہنا، لڑکی کو حرام زادی کہنا۔

عرض:۔ حضور، مرد کو حرام زادہ کہنا؟۔

ارشاد:۔ یہ حد قذف کا موجب نہیں، حرام زادہ کے معنے شریر کے آتے ہیں۔

عرض:۔ اگر کوئی حرام زادی کے معنی شریرہ لے تو حد قذف کا موجب ہو گا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ہو گا، کیونکہ یہاں عرف کا اعتبار ہے۔

عرض:۔ اور اگر استہزاءً کہہ دیا؟۔

؏ بکواس جھکجھک

ارشاد: جب بھی موجب حدِ قذف ہوگا۔ (پھر فرمایا) بلکہ جو بڑ کے ساتھ ہے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتے ہیں، حدیث میں ہے، ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی، میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے۔

عرض: حضور اگر کسی کو یہ الفاظ کہہ دیئے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی؟۔

ارشاد: اگر اس کے منھ پر کہے ہیں یا اس کو خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگے، اور اللہ سے توبہ کرے، اور اگر منھ پر نہ کہا اور نہ خبر ہوئی تو صرف توبہ کافی ہے۔

عرض: حضور یہ بھی کوئی حدیث ہے۔ لَا یَقُصُّ اِلَّا اَمِیْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ.

ارشاد: یہ حدیث نہیں، بلکہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔[1]

عرض: اس کے کیا معنی ہیں؟۔

ارشاد: وعظ نہ کہے گا مگر امیر یا جس کو امیر نے حکم دیا، یا اترانے والا۔

عرض: حضور علما مامور کی شق میں داخل ہوں گے۔

ارشاد: حاشا، علما خود امیر ہیں۔ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے علما ہی مراد ہیں۔ علما نائب ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، حقیقۃً علما ہی حاکم ہیں، علما کی اطاعت فرض ہے سلاطین پر بشرطیکہ علما ہوں۔

عرض: "با خدا داریم کار وبا خلائق کار نیست" کا کیا مطلب ہے؟۔ وقعات السنان میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب جو ہم اہلسنت کے نزدیک ہے وہ تم کو کیوں پسند ہوگا اور جو تمہارا مطلب ہے وہ یقیناً کفر ہے۔

ارشاد: مسلمانوں کا کام مثلاً اگر عالم دین سے ہے تو اس لیے نہیں کہ وہ زید ابن عمرو

---

(۱) ھذا سھو فان الحدیث موجود فی المشکوۃ (بہاء المصطفیٰ قادری غفرلہ) ورواہ الدارمی عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ (مشکوۃ ۳۵) ورواہ أبو داؤد عن عوف بن مالک الأشجعی (أبو داؤد ۵۱۶/۲) لعلہ من سھو النقل وقد ذکرت أمثالاً من سھو الناقل فی المقدمۃ. (ف)

ہے بلکہ اس لیے کہ وہ عالم دین ہے، تو یہ کام اس سے نہیں اللہ سے ہے۔ اسی طرح صلحا سے لے کر اولیا، انبیا اور پھر سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک جو کچھ کسی سے کام ہوگا حقیقۃً اللہ ہی سے ہوگا، وہابیہ اگر اس مطلب کو لیتے تو مدد مانگنے اور پکارنے اور ان کے سوا اور مسائل میں مسلمانوں کو کافر مشرک نہ کہتے، اور جب یہ مطلب نہیں تو جو اس سے ظاہر ہے اس میں انبیا، اولیا سب داخل اور ان سے کام نہ رکھنا یقیناً کفر ہے۔

عرض:۔ حضور یہ مشہور ہے کہ جس مباح کو کفار کو منع کریں واجب ہو جاتا ہے۔

ارشاد:۔ جس مباح کے ترک میں مسلمانوں کے لیے ذلت ہو وہ واجب ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ذلت پہنچانا حرام تو جس امر میں مسلمان کو ذلت پہنچے اس کا ترک واجب ہے۔

عرض:۔ فتاویٰ عالمگیری کس کی تصنیف ہے؟۔

ارشاد:۔ مولانا نظام الدین صاحب جو مجمع علما کے سردار تھے ان کی تصنیف ہے۔

عرض:۔ حضور پھر اس کو عالمگیریہ کیوں کہتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علما کو جمع کر کے تصنیف کرائی اور اس میں کئی لاکھ روپیہ صرف کیا، کثیر کتب خانہ جمع کیا، تمام کتابوں میں دیکھ دیکھ کر یہ فتاویٰ تصنیف ہوا۔

عرض:۔ مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کر لے کیسا ہے؟

ارشاد:۔ حرام ہے، اور اگر دل میں یہ ہے کہ دوسرا غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے، ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ جو شخص کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا معلقاً ابھی کافر ہو گیا۔ مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہو گیا کہ کفر پر راضی ہوا، اور معلق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے یا نہ ہو تو وہ شخص کفر کرے گا ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آؤں گا تو کفر نہیں۔

عرض:۔ حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں، اس کا کیا جواب ہے؟۔

ارشاد:۔ یوں تو کوئی شے محال بالذات نہ رہے، مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے، جب

اس کی وجہ استحالہ بتائے گا وہ کہہ دے گا اس وجہ سے محال ہے، نفس ذات میں استحالہ نہیں، محال بالذات وہ ہے جس کی نفس ذات ابا کرے وجود سے، اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے، اور اگر وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفس ذات ابا کرے اس کے وجود سے، تو وہ بھی محال بالذات ہے، وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہو جاتی، اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی، اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال، ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے، لازم آئے گا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ (پھر فرمایا) کذب الٰہی کا امکان مان کر عقائد، ایمان، شرائع، ادیان کچھ بھی نہ رہے گا۔ ایمان کہتے ہیں اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کو، ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی، پھر کیا سبب ہے کوئی دلیل عقلی اس پر قائم نہیں، سمعیات محضہ میں سے ہے، لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اخبار الٰہی، اور جب اخبار الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا، پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو، تو نہ دین رہا نہ قرآن، نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

عرض:۔ حضور اگر کلام لفظی میں کذب ممکن مانا جائے اور کلام نفسی کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے؟۔

ارشاد:۔ کلام لفظی تعبیر کس سے ہے، کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں، ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی، اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صدق، کذب اولاً معنی کو عارض ہوا یا الفاظ کو، ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے، اس کے ذریعہ سے الفاظ پر، تو کذب کلام نفسی پر ہو یا صرف کلام لفظی پر۔ معنی اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب۔ الفاظ اگر اس کے موافق ہیں تو یہ صادق ہوگا تو وہ بھی صادق، اور یہ کاذب ہو تو وہ بھی

کاذب۔ اور اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی، بشر کا کلام لیجیے، زید کے ذہن میں ایک معنی ہیں زَیْدٌ قَائِمٌ، اب اگر الفاظ میں زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ ہیں تو سرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی اور اگر زَیْدٌ قَائِمٌ ہیں تو معنی صادق ہوں گے تو یہ بھی صادق ہوگا اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب۔ (پھر فرمایا) ہم تو کلام باری عزوجل میں لفظی و نفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں، ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں، یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

عرض:۔ متصلب سنی کو اعتراض کی نظر سے خبثا کی کتابیں دیکھنا جائز ہیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ فقط متصلب ہونا کافی نہیں، بلکہ عالم ہو، پورا ماہر ہو، وسیع نظر ہو، اس کے ساتھ متصلب سنی بھی ہو کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس پر، اور جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا، حدیث میں ہے۔ اَلْقُلُوْبُ فِی اِصْبَعَیِ الرَّحْمٰنِ یُصَرِّفُهَا کَیْفَ یَشَاءُ. انسان کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں، پھیرتا ہے ان کو جس طرف چاہتا ہے۔ (اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آ گیا) خود اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام فرمانے سے پہلے حسب معمول یہ دعا پڑھی، سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ. ایک خادم نے عرض کیا، حضور اس کی فضیلت کیا ہے، ارشاد فرمایا حدیث میں ہے جو شخص جلسہ سے اٹھتے وقت اس دعا کو پڑھے گا جس قدر نیک باتیں اس جلسہ میں کی ہوں گی ان پر مہر لگا دی جائے گی کہ ثابت رہیں اور جتنی بری باتیں کی ہوں گی وہ محو کر دی جائیں گی۔

عرض:۔ مخلوقات خالق تبارک وتعالیٰ میں ہیژدہ ہزار عالم کہ مشہور ہیں اس طرح ہوتے ہیں اول عالم عقول، دوم عالم ارواح، نو عالم افلاک، چار عالم عناصر، تین عالم موالید، مجموع اٹھارہ ہوئے، اور خداوند عالم کے ہزار نام ہیں ہر نام ان میں ایک تصرف مخصوص رکھتا ہے، جب اٹھارہ کو ایک ہزار میں ضرب دی جائے گی اٹھارہ ہزار ہوں گے، بعض بروایات سے سی صد وشست ہزار یعنی ترسٹھ ہزار پائے جاتے ہیں، بعض ستر ہزار

بتاتے ہیں، بعض کے نزدیک اٹھارہ عالم ہیں۔ عقلیہ، روحیہ، نفسیہ، طبعیہ، جسمانیہ، عنصریہ، مثالیہ، خیالیہ، برزخیہ، حشریہ، جناتیہ، جحیمیہ، اعرافیہ، رویتیہ، صوریہ، جمالیہ، جلالیہ۔ یہ سترہ ہوتے ہیں یقیناً ایک رہ گیا ہے وہ ارشاد ہو۔

ارشاد:۔ یہ کسی کا تخیل ہے اور غیر صحیح، اس کی تکمیل کیا ہو۔

عرض:۔ برزخ کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ شے جو متوسط ہو درمیان دو شے کے جسے دونوں سے علاقہ ہو سکے۔ جب صرف برزخ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا مفہوم قبر ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ برزخ سے مراد قبر ہے یا وہ زمانہ جو بعد مرنے سے قیامت یا حشر تک ہے؟۔

ارشاد:۔ نہ قبر نہ وہ زمانہ بلکہ وہ مقامات جن میں ارواح بعد موت حشر تک حسب مراتب رہتی ہیں۔

عرض:۔ قیامت اور حشر کا فرق۔ قیامت وہ ہے جس میں سب موجودات فنا کیے جائیں گے اور حشر میں پھر از سر نو پیدا کیے جائیں گے، اگر برزخ کا زمانہ قیامت ہے تو بعد قیامت حشر تک کے زمانہ کا کوئی نام ہے یا نہیں، اور قیامت کے کتنے عرصہ کے بعد حشر ہوگا۔

ارشاد:۔ وہ ساعت ہے، کبھی اسے بھی قیامت کہتے ہیں ورنہ قیامت وحشر ایک ہیں، ساعت وحشر کے درمیان جو زمانہ ہے اسے مابین النفختین کہتے ہیں، حشر چالیس برس بعد ہوگا۔

عرض:۔ درجات برزخ علیین اور سجین اور ان کے سوا جو ہوں ارشاد ہوں۔

ارشاد:۔ علیین اور سجین برزخ ہی کے مقامات ہیں، اور ہر ایک میں حسب مراتب تفاوت بیشمار۔

عرض:۔ درجات فقر ترتیب وار ارشاد ہوں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اول کون سا درجہ حاصل ہوتا ہے پھر کون سا۔

ارشاد:۔ صلحا، سالکین، فانیین، واصلین، اب ان واصلوں کے مراتب ہیں۔ نجبا، نقبا، ابدال، بدلا، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں، باقی

ہیر نبی اللہ کے اور ولی ان سب کو شامل۔

عرض: انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں؟۔

ارشاد: پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے۔ (پھر فرمایا) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی، دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر ادھر ادھر پڑے تھے، حضور نے ارشاد فرمایا، اے جابر، ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا، دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ و ریشہ زمین سے نکالے، ایک اِدھر سے چلا اور دوسرا اُدھر سے اور دونوں مل گئے، اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے، پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی، پھر فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں، وہاں کچھ نہ تھا، البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ، وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے، میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں، وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا، فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیا سے خارج ہوتا ہے۔ (پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔ (پھر فرمایا) سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شے ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر، ہاں ان کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں، اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لیے ناقض وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔ (پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدرالدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی۔ فضلات شریفہ کی

طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے، یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے، اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں، امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے، آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں، جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں میں سنتا نہیں، یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہوگئی۔

عرض:۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان شریف اور ناخن شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ یہ ناجائز وحرام ہے، ابتذال وتوہین ہے، جو چیز حرام کی گئی اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں، وہ مباح نہیں ہوسکتی، اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پیے۔

عرض:۔ کُلُوا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلاً طَیِّبًا میں طَیِّبًا کی قید کیسی ہے؟ کیوں کہ ہر حلال طیب ہے۔

ارشاد:۔ جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اسے کھاؤ یہ معنی ہیں۔ (پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے اور ہر حلال طیب نہیں، جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طیبات سے خارج ہیں۔

عرض:۔ آدمی کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد:۔ طاہر ہے طیب نہیں، طاہر کے معنی پاک کے، اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں، اور طیب کے معنی پاک جائز الاستعمال جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو، ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے، طاہر عام ہے حلال اس سے خاص ہے طیب اس سے بھی خاص ہے۔

عرض:۔ قیدی لوگ قید خانہ میں جو اشیا بناتے ہیں گورنمنٹ ان کو فروخت کرتی ہے، ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ظلماً بنوائی گئی ہیں، ناجائز ہے۔

عرض:۔ پاگل خانے کی اشیا کا بھی کیا یہی حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ جو واقعی میں پاگل ہیں ان کو ایک جگہ پر رکھنا ظلم نہیں بلکہ خلائق کو فائدہ پہنچانا ہے اور کام جو ان سے لیتے ہیں یہ روٹی کپڑے کے عوض۔

عرض:۔ اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ مکروہ ہے۔

عرض:۔ تفریحاً جھولا جھولنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ شارع عام پر نہ ہو، مکان میں ہو کچھ حرج نہیں، یہ تو بدن کی ریاضت ہے، بعض امراض میں اطبا مفید بتاتے ہیں۔

عرض:۔ حضور عورتوں کو بھی جائز ہے؟۔

ارشاد:۔ کوئی نامحرم نہ ہو اور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو ان کے واسطے بھی جائز، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی، میں اپنے مکان میں جھولا جھول رہی تھی کہ میری ماں مجھ کو اٹھا کر لے گئیں۔

عرض:۔ کفار کے جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے، حدیث میں فرمایا گیا، اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہیے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لیے اچھلتا کودتا، خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی۔

عرض:۔ ہندوؤں کے رام لیلا وغیرہ دیکھنے جانا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ، اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ مسلمان ہوئے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ، شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدعا کی کہ اگر اجازت ہو تو نماز میں کچھ آیتیں توریت شریف کی بھی ہم لوگ پڑھ لیا کریں، اس

پر یہ آیۂ کریمہ ارشاد فرمائی۔ توریت شریف پڑھنے کے واسطے تو یہ حکم ہوا، رام لیلا کے واسطے کیا کچھ حکم نہ ہوگا۔

عرض:۔ گردے کھانے کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ جائز ہے، مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا، اس وجہ سے کہ پیشاب ان میں سے ہوکر مثانہ میں جاتا ہے۔

عرض:۔ حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ؟۔

ارشاد:۔ اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا، اگر نجاست کو نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔

عرض:۔ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی کافر کسی مسلمان پر غالب نہ ہوگا، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

ارشاد:۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے کوئی ولایت نہیں رکھی کافروں کے واسطے مسلمانوں پر، ولایت کہتے ہیں حکم نافذ التصرف کو شاءَ اَوْ اَبٰی، چاہے مانے یا نہ مانے اور شریعت بھی اس کو قبول کرلے، یہ بات کبھی حاصل نہ ہوگی کسی کافر کو کسی مسلم پر، والد اپنی نابالغ اولاد پر ولایت رکھتا ہے یہ ان کا نکاح کردے اور وہ چلاتے رہیں 'ہمیں نہیں منظور' نکاح نافذ ہوگیا بعد بالغ ہونے کے بھی کچھ اختیار نہیں۔ یا دو عادل مسلمان کسی پر گواہی دیں، وہ کہہ رہا ہے یہ جھوٹے ہیں میں نے ایسا نہیں کیا، وہ کہہ دیں کہ اس نے ایسا کیا، گواہی نافذ ہوگئی۔

عرض:۔ حضور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے آیا ہے، یَضَعُ الْجِزْیَةَ اور ہماری شریعت میں جزیہ ہے، تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شریعت کے ناسخ ہوئے۔

ارشاد:۔ یہ حکم کس میں ہے، انجیل میں ہے یا توریت میں، ظاہر ہے کہ ان میں نہیں بلکہ حدیث میں ہے۔ یہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہوا اگر حضور یہ فرماتے کہ

جزیہ ہمیشہ ہے اور عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر اتار دیتے تو البتہ نسخ ہوتا۔

عرض:۔ حضور قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ دعا کی رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے کافروں کے ہاتھ میں بے دست و پا نہ کر دیے جائیں گے کہ ان کو یہ کہنے کا موقع ملے اگر اسلام سچا ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا۔

ارشاد:۔ یہ دعا کی تھی کہ کسی مسلمان کو فتنہ نہ کر، یا ہم کو فتنہ نہ کر، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ہے، رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. اور وہ قبول ہوئی، اگر اس کے معنے یہ لیے جائیں کہ کبھی کوئی مسلمان کسی کافر کے فتنے میں نہ پھنسے گا تو پھر اس کے کیا معنے ہوں گے جو اصحاب الاخدود کے لیے فرمایا گیا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ.

عرض:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ. تو بعض انبیا شہید کیوں ہوئے؟۔

ارشاد:۔ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا، انبیا البتہ شہید کیے گئے، رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ فرمایا گیا نہ کہ يَقْتُلُوْنَ الرُّسُلَ۔(۱)

عرض:۔ حضور مسلمان کتنا ہی بڑا گنہگار ہو لیکن کلمہ اسلام پڑھتا ہے مسلمان پھر مسلمان ہے کافر سے بدتر تو کیا برابر بھی نہیں ہو سکتا، قطع نظر يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ کے کوئی وجہ کافر کو مسلمان پر مسلط ہونے کی معلوم نہیں ہوتی۔

ارشاد:۔ اس کا جواب حدیث دے گی، كَمَا تَكُوْنُوْا يُوَلَّ عَلَيْكُمْ، جیسے تم ہو گے ویسا ہی حاکم تم پر بھیجا جائے گا؟۔

عرض:۔ حضور کچھ بھی ہو آخر مسلمان تو ہیں، ان کا غلبہ اسلام کا غلبہ، اور ان کی مغلوبیت

(۱) اور شہید ہو جانا مغلوبی نہیں غلبہ سے مراد غلبہ حجت ہے کما سیأتی ۱۲ مؤلف غفرلہ

سے اسلام کی مغلوبیت، حالانکہ یہ ثابت ہے اَلاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی تو چاہیے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں؟۔

ارشاد:۔ اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا، مسلمان مغلوب ہو جائیں، مسلمانوں کے مغلوب ہونے سے اسلام کی مغلوبیت نہیں، اسلام جب مغلوب ہوتا کہ کفار کی حجت مسلمانوں کی حجت پر غالب آجاتی، حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ ان کی حجت مغلوب ہے۔ (پھر فرمایا) حدیث میں ہے: اگر دنیا کی قدر، اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پَر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں سے کافر کو نہ دیتا، ذلیل ہے ذلیلوں کو دی گئی، جب سے اسے بنایا ہے کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی، دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان جَوّ میں معلق ہے، فریاد و زاری کرتی ہے اور کہتی ہے، اے میرے رب تو مجھ سے کیوں ناراض ہے، مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے چپ خبیثہ سورہ زخرف شریف میں تو یہ ارشاد ہوتا ہے، کہ اندھے کہیں گے کہ یہ کفر ہی حق ہے، ورنہ ہم کافروں کے واسطے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کے بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت سونے کے، وَلَوْلَا اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ، وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّکِئُوْنَ، وَزُخْرُفًا. وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ.

صرف اس بات پر کہ کفار کو دنیا بہت دی ہے اور ہم کو تھوڑی، اس پر تو آپ جیسے عالم یہ کہہ رہے ہیں، اگر سب دنیا انھیں دے دی جاتی اور ہم کو بالکل نہ ملتی تو نہ معلوم کیا حال ہوتا۔ (پھر فرمایا) سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے، کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلا تشبیہ بیمار بچے کو اس کی مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔ وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهٗ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ آدمی اپنے منھ برائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لیے بھلائی

مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس میں کتنا ضرر ہے، یہ دعا مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا۔ (پھر فرمایا) ارشاد ہوتا ہے، لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ. مَتَاعٌ قَلِیْلٌ، ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۔ تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے کافروں کا الٹے کھیلے شہروں میں پھرنا، یہ تھوڑی پونجی ہے، پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا ٹھکانہ ہے۔

عرض:۔ احلیل میں اگر پچکاری لگائی جائے تو پانی جو پچکاری کو واپس آئے گا وہ پاک ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ ناپاک ہے اور ناقض وضو۔

مؤلف:۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا، ایک صاحب نے عرض کیا، ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی، اس پر ارشاد فرمایا، حدیث میں ہے۔ اِنَّ الْحِدَّةَ تَعْتَرِیْ قُرَّاءَ اُمَّتِیْ لِعِزَّةِ الْقُرْاٰنِ فِیْ اَجْوَافِهِمْ. قراء محاورۂ حدیث میں علما کو کہتے ہیں یعنی میری امت کے علما کو گرمی پیش آئے گی قرآن کی عزت کے سبب ان کے دلوں میں ہے۔

عرض:۔ حضور کشتی لڑنا جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ کشتی آج کل جس طور پر لڑی جاتی ہے محمود نہیں، اس میں تن پروری ہوتی ہے، مجمع عام ہوتا ہے اور اگر اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے۔ ہاں اگر خاص مجمع ہے، اپنے ہی لوگ ہیں، بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں، حضرت بہاء الحق والدین خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے، حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں، حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل پابند شریعت ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا، حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی، خطرہ آتے ہی غنودگی آ گئی، دیکھا کہ معرکۂ حشر بپا ہے، ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے، یہ اس کے پار جانا چاہتے تھے دریا میں اترے، جتنا زور کرتے دھنستے جاتے،

یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے، اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا، آپ کی آنکھ کھل گئی، قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلال نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے، یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔ (پھر بتذکرہ نفسِ کشی ارشاد فرمایا) امام داؤد طائی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے، امام نے جب دیکھا کہ ان کی دنیا کی طرف توجہ نہیں ان کو سب سے الگ کر کے پڑھانا شروع کیا، ایک دن تنہائی میں فرمایا، اے داؤد، آلہ تیار کر لیا مقصود کس دن حاصل کرو گے، ایک سال درس میں حاضر رہے یہ ریاضت کی کہ طلبہ آپس میں مذاکرہ کرتے، ان کو آفتاب سے زیادہ وجہیں روشن معلوم ہوتیں، نفس بولنا چاہتا مگر یہ چپ رہتے غرض ایک سال کامل سکوت فرمایا، جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا اسی درہم اور ایک مکان ورثہ میں ملا، وہ درہم عمر بھر کے لیے کافی ہوئے اور مکان کے ایک درجہ میں بیٹھا کرتے جب وہ گر گیا دوسرے میں بیٹھنا شروع کیا، جب وہ اس قابل نہ رہا تو اور درجہ میں، ادھر ان کی روح نے پرواز کیا، ادھر بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ داؤد طائی نہایت خوشی کے ساتھ ہشاش بشاش دوڑے ہوئے چلے جا رہے ہیں انہوں نے کبھی آپ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا، پوچھا کیا ہے، کیوں دوڑے جاتے ہو، فرمایا ابھی جیل خانے سے چھوٹا ہوں، خبر پائی کہ وہی وقت انتقال کا تھا، اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ. (پھر فرمایا) مسلمان عمر بھر کتنی ہی تنگی و مصائب میں رہے ایک ہوا جنت کی دیں گے اور پوچھیں گے تم نے دنیا میں کیا تکلیف اٹھائی، کہے گا واللہ کوئی تکلیف نہ اٹھائی اور کافر کو ہزار برس تک ناز و نعم میں رکھا جائے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے، گرم ہوا بھی نہ لگنے پائے، قبر میں ایک جھونکا اسے جہنم کا دیں گے، کہے گا واللہ مجھے دنیا میں کوئی آرام نہیں ملا۔ (پھر فرمایا) وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ۔ نعیم اور ملک کبیر دیتے ہیں دنیا کی ایک ذرا سی تکلیف پر۔ عقل تو گوارہ نہیں کرتی کہ ملک کبیر آرام دنیا کی متاع قلیل کے

بدلے چھوڑ دیا جائے مگر نفس اس کے عکس کو گوارہ نہیں کرتا۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً۔ انسان اپنے قدموں کے نیچے دیکھتا ہے آگے نظر نہیں کرتا، یہاں کے آرام کو آرام سمجھتا ہے اور یہاں کی تکلیف کو تکلیف، حالانکہ بہت سے آرام یہاں کے وہاں کی تکلیف ہیں، اور بہت سی یہاں کی تکلیف وہاں کے آرام ہیں۔ (پھر فرمایا) میرے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے خالہ زاد بھائی الف کے نام ب نہ جانتے تھے، یہاں ایک شخص صوفی بنے ہوئے تھے ان کے پاس آمد و رفت زیادہ تھی انہوں نے تفضیلیہ کر لیا، میرا پندرہ سولہ برس کا سن تھا میں انھیں حدیثیں سناتا اور سمجھاتا کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تفضیل باطل ہے وہ نہ مانتے، افیون کے عادی تھے جب حج کو گئے اور تین منزل مدینہ طیبہ رہ گیا افیون کی ڈبیہ نکالی کھانا چاہی فوراً بدن میں ایک جھرجھری پیدا ہوئی اور کہا کیا حضور کے سامنے بھی کھاؤں گا اور ہاتھ سے پھینک دی، وہاں سے واپس آنے پر چند روز زندہ رہے، راہ میں افیون کھانا چھوڑ دیا تھا، یہ (یعنی افیون کا کھانا) تھی بداعمالی، مگر وہ تھی عقیدہ کی برائی اور عقیدہ کی برائی بدتر ہے بداعمالی سے، مرتے وقت بیوی کو بلا کر کہا، میرا بھتیجا مجھے سمجھایا کرتا تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا، اب میں سمجھا کہ وہی حق تھا، تم شاہد رہو کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو احمد رضا کا ہے۔ میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا..................(۱) کہنے لگے تم نے وہ حدیث مجھ سے نہیں بیان کی تھی کہ جو دنیا میں ہنستے وہ وہاں روتے ہیں اور جو دنیا میں روتے ہیں وہ وہاں ہنستے ہیں۔ (پھر فرمایا) تین چیزیں ضروری ہیں، ایک لقمہ جس سے جان باقی رہے اور ایک پارچہ جس سے اپنا ستر ڈھانک لے، اور ایک سوراخ جس میں گھس کر بیٹھ رہے، اس کے لیے حلال مال بہت مل سکتا ہے۔ (پھر فرمایا) جب نفس کمزور ہو جائے گا روح اور قلب قوی ہو جائے گا، کھانا نہ کھائیے، آٹھ دن کامل بیٹھے رہیے کچھ اثر نہ ہوگا۔

عرض:۔ حضور یہ شعر کیسا ہے۔

(۱)...... یہاں الفاظ کریمہ ساقط ہو گئے۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ

ارے یہ وہ ہیں عبدالقادر محبوب سبحانی
کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

ارشاد:۔ کوئی حرج نہیں۔ حضور نے تو کافروں کو اوتاد و ابدال بنایا ہے (پھر فرمایا) ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا اللہ تعالٰی فرماتا ہے ۔وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا. وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ضرور ہم انھیں اپنی راہ دکھائیں گے۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں۔ ہم نے اس قدر مجاہدات کیے کچھ نہ ہوا، جھوٹے ہیں تاکید کے ساتھ فرمایا جاتا ہے، لَنَهْدِیَنَّهُمْ۔ حقیقۃً مجاہدہ ہی نہیں کرتے۔ خیر، ان کی طلب صادق تھی، جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جارہے تھے سب میں پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کیے آرہا تھا انھوں نے ہاتھ پکڑلیا کہ حضرت بیعت لیجیے، وہ حیران ہوا، بہت انکار کیا نہ مانے آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں یہ دیکھیے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے، آپ نے فرمایا، میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا بیعت کرلوں گا اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیے، تمام مقامات فوراً طے کرائے، ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے ان سے بیعت لی (پھر فرمایا) طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی، دنیا میں جن چیزوں کو طلب کرتے ہیں وہ دو قسم ہیں، ایک وہ کہ آپ طلب کریں اور وہ بھاگیں، اور دوسری وہ جو اپنی جگہ پر رہیں کہیں بھاگ کر نہ جائیں، نہ آپ کی طرف آئیں، اور یہاں فرمایا جاتا ہے جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں اور جو میری طرف دو گز آتا ہے اس کی طرف چار گز آتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں اور جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں، (پھر فرمایا) حضرت سیدنا شاہ آل محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں، ایک صاحب سب سجادوں

میں گھومے ہوئے مجاہدے، ریاضتیں کیے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یہی شکایت کی کہ اتنی برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا، فرمایا ٹھہرو، ایک حجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا، خادم کو حکم دیا، انہیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور بعد کھانا کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کردیا جائے، خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کردی، اب یہ اندر سے چلاتے ہیں چیختے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے، صبح کو حضور نماز کے واسطے تشریف لائے، خادم نے حجرہ کھولا، کھلتے ہیں پانی پر جا گرے، اور جس قدر پیا گیا خوب پیا، نماز کے بعد حضرت نے فرمایا، خیریت ہے عرض کیا حضور رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اول تو مچھلی کھانے کو دی، دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا، اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کردیا، فرمایا پھر رات کیسی گزری، عرض کیا جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال، جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا، فرمایا طلب صادق اس کا نام ہے، کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو، وہ مجاہدات کیے ہوئے تھے قلب صاف تھا، نفس کا جو دھوکہ تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہوگیا، اپنا نام لینے والے کو وہ ضائع نہیں چھوڑتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپیے نے صوفی بن کر دھوکہ دیدیا، آپ نے حسب وعدہ انعام دینا چاہا اس نے کہا، خدا کا جھوٹا نام لینے سے تو تم جیسا بادشاہ میرے پاس حاضر ہوا سچا نام لوں گا تو کیوں نہ مجھ پر رحم فرمائے گا، (پھر فرمایا) یہی معنی ہیں حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کے۔

متاب از عشق رو گرچہ مجازیست
کہ آں بہر حقیقت کارسازیست

جو کسی کا تشبہ کرتا ہے اللہ اس کو بھی اسی گروہ میں شامل کردیتا ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. تشبہ کا یہ فائدہ ہوتا ہے، (پھر فرمایا) یہ حاصل ہے ہماری نماز وروزہ کا، صرف اصلی نمازیوں کا تشبہ ہے اور مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمْ. امام غزالی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔ تواجد سے وجد پیدا ہوتا ہے تشبہ کی صورت یہ ہے کہ بتکلف وجد بنائے، ہوتے ہوتے ہو جائے گا، ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں، یہ ریا ہے اور حرام ہے حدیث میں ہے، لَاتَمَارَضُوا فَتَمْرَضُوا۔ بہ تکلف بیمار نہ بنو کہ حقیقتاً بیمار ہو جاؤ گے، دوسری حدیث سخت تر ہے۔ لَاتَمَارَضُوا فَتَمْرَضُوا فَتَمُوتُوا فَتَدْخُلُوا النَّارَ جھوٹے بیمار مت بنو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور مر جاؤ گے تو جہنم میں داخل ہو گے۔

عرض:۔ تو حضور بہ تکلف بیمار بننا گناہ کبیرہ ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کبیرہ ہو جائے گا کہ ایک تعریف کبیرہ کی یہ ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت آئی ہو یا وعید وارد ہو۔

عرض:۔ صغیرہ کا استخفاف کبیرہ ہے۔

ارشاد:۔ بعض وقت صغیرہ کا استخفاف کفر ہو جائے گا جب کہ اس کا گناہ ہونا ضروریات دین سے ہو، علما فرماتے ہیں کسی نے کوئی گناہ کیا اس سے لوگوں نے کہا توبہ کر، جواب دیا چہ کردہ ام کہ توبہ کنم کفر۔ بہت سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے مس وتقبیل صغیرہ ہے اِلَّا اللَّمَم میں داخل ہے اگر حلال جانے کافر ہے (پھر فرمایا) جس کو سمجھا کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا، اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ اس گناہ کو دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ یہ اس سے چھوٹا ہے، یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔

عرض:۔ حضور چاند دیکھنے کے وقت ایک دعا آئی ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا اس کے کیا معنی ہیں؟۔

ارشاد:۔ دنیا میں ایمان خیر محض ہے اور کفر شر محض، ان دونوں کے سوا نہ کوئی چیز شر محض ہے نہ خیر محض، آفتاب کے غروب ہونے کے بعد چاند جب روشن ہوتا ہے اس وقت سرکش و متمرد جن زمین پر منتشر ہوتے ہیں اسی واسطے حدیث میں آیا ہے، اپنے بچوں کو روکے رہو

مغرب سے عشا تک۔ بہت لوگ اس بات کو بہادری سمجھتے ہیں کہ جب لوگوں کی پچل موقوف ہو اس وقت چلیں پھریں، یہ جہالت ہے، حدیث میں ہے جب پچل موقوف ہو باہر نہ نکلو، اور اکیلے مکان میں تنہا سونے کو بھی لوگ فخر محسوس سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو بھی منع فرمایا ہے (اس کے بعد کچھ واقعات مار گزیدہ اشخاص کے ذکر ہوئے اس پر ارشاد فرمایا) حدیث میں ہے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ جو صبح کو پڑھ لے گا تمام دن زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک۔

عرض:۔ حضور گیند کھیلنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ عبث ہے اگرچہ صاحب ہدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے حدیث میں ہے۔ کُلُّ لَھْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ. مسلمان کا ہر لہو باطل ہے مگر تین باتوں میں، اول گھوڑا پھرانا، دوسرے تیر اندازی، تیسرے اپنی عورت سے ملاعبت، یہ ان تینوں باتوں میں داخل نہیں اس لیے باطل ہے۔

(حضور ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مسئلہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اور صاحب نے یہ موقع قدمبوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا) قدم بوس ہوئے فوراً چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا (۱) اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے، یوں تو ہر وقت قدمبوسی ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایک تو اس وقت کہ میں وظیفہ میں ہوں، دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدمبوس ہو کہ اس وقت میں بول سکتا نہیں (پھر فرمایا کہ) میں ڈرتا ہوں خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدمبوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدمبوس نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے (پھر فرمایا) تعظیم اسی میں ہے کہ جس بات کو منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے اگرچہ دل نہ مانے۔ کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے تو سجدہ کرنے

(۱) حضرت قدس سرہ کو اپنی قدم بوسی نہایت ناگوار ہوتی بارہا لوگوں کو اس سے سختی سے منع فرمایا ۱۲ مؤلف غفرلہ۔ ؏ چلنا، پھرنا

اور سر جھکا دینے کو اس کا دل نہ چاہے۔ واللہ العظیم اگر سجدہ کیا جائے تو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوں گے، راضی نہیں ہوں گے ورنہ ہم سے تو سجدہ بھی ان کی عظمت کے لائق نہیں ہو سکتا ان کو فرشتوں نے سجدہ کیا، ان کو جبریل نے سجدہ کیا۔

عرض:۔ حضور جبریل علیہ السلام نے بھی کسی وقت سجدہ کیا تھا؟۔

ارشاد:۔ تمام فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا اور ایسا قطعی حکم کہ ایک جوان میں ملا ہوا تھا اس نے نہ مانا ملعون ابدی کر دیا گیا اور ان میں سے جو مانتا یہی حال ہوتا، مگر ملائکہ تو معصوم ہیں، ائمۂ دین فرماتے ہیں ملائکہ کو آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے سجدہ کا جو حکم ہوا تھا وہ حقیقۃً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا، آدم علیہ الصلاۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو (پھر فرمایا) وہ فضائل جو عطا کیے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ان کے سوا، ان کا اثر تو یہ ہوا کہ ان کے امتی بننے والے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے، کس کے فضائل ہیں جو اس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل تک پہنچ سکیں، فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، عَبْدُهٗ پہلے ہے رَسُوْلُهٗ بعد کو کہ عبد کے درجہ سے نہ بڑھا دینا، احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی، کہیں فرمایا سجدہ لغیر اللہ حرام ہے، کہیں فرمایا، سجدہ اللہ کے لیے خاص ہے کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو، اتنی احتیاطوں کے ساتھ سجدہ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانے کیا ہوتا (پھر ان صاحب سے فرمایا) اللہ آپ کو شر سے بچائے اور امن وامان میں رکھے، معاف فرمائیے، غصے میں ایسے الفاظ نکل گئے، میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینہ سے پیٹھ کو نکل گیا۔

عرض:۔ حضور اکثر دکاندار جب کسی کو سودا قرض دیتے ہیں تو قیمت سے زیادہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ کوئی حرج نہیں، غایت یہ کہ خلاف اولیٰ ہے۔

عرض:۔ حضور عقد انامل بھی حدیث میں آیا ہے؟۔

ارشاد:۔ کوئی خاص طریقہ اس کا حدیث میں مذکور نہیں، البتہ ایک حدیث میں ہے، اُعْقُدْنَ الْاَنَامِلَ فَاِنَّھُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطِقَاتٌ. پوروں پر ذکر الٰہی کا شمار کرو کہ ان سے سوال ہونا ہے، یہ بولیں گے۔

عرض:۔ حضور سحر میں قلب حقیقت ہو جاتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ سحر میں اصل شے بالکل متغیر نہیں ہوتی ہے، سحرۂ فرعون کے بارہ میں فرمایا جاتا ہے، سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْھَبُوْھُمْ. لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں ڈرا دیا، یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِھِمْ اَنَّھَا تَسْعٰی. موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہوگئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں۔ سلطان جہانگیر مرحوم جد سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دربار میں ایک بازی گر آیا اور چند تماشے دکھائے پھر عرض کی، حضرت مجھے آسمان پر جانے کی ضرورت ہے، ایک میرا دشمن آسمان پر ہے عورت کو حفاظت کے لیے محلات شاہی میں بھجوا دیجیے، خیر عورت بھیج دی گئی اس نے پیچک نکال کر آسمان کی طرف پھینکی، اب یہ اس کچے ڈورے پر چڑھتا ہوا آسمان کی طرف چلا، یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگیا، تھوڑی دیر کے بعد شور وغل کی آوازیں آنے لگیں اور ایک ہاتھ آکر گرا پھر دوسرا ہاتھ پھر ایک پاؤں پھر دوسرا پھر سر اور دھڑ بھی جدا ہوکر گرا جس سے معلوم ہوا کہ دشمن غالب اور یہ مغلوب ہوا، عورت نے جب یہ خبر سنی محل سے نکل کر آئی تمام اعضا جمع کیے پھر خوب آگ روشن کر کے مع ان اعضا کے جل کر خاکستر ہوگئی، تھوڑی دیر میں دیکھا تو وہی بازی گر اسی ڈورے پر سے اترا چلا آتا ہے اس نے حاضر ہوکر بادشاہ سے کہا کہ حضور کی توجہ سے میں اپنے دشمن پر غالب آیا اب حضور میری بیوی کو محل سے بلوا دیں، یہاں حضور خود ہی حیران تھے کہ کون بازی گر اور کس کی بیوی، ابھی ابھی تو دونوں آگ میں جل گئے، جب اس نے تقاضا کیا تو بادشاہ نے ساری کیفیت بیان کی کہ یہ راکھ جلی ہوئی پڑی ہے، اس نے کہا حضور ہم غریبوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے

گا؟ میری بیوی تو محل میں ہے میں تو حضور کے سپرد کر گیا تھا، اب بادشاہ اور تمام حاضرین حیران کہ اس کو کیا جواب دیں، اس نے کہا اگر حضور اجازت دیں تو میں آواز دے کر محل سے بلالوں، بادشاہ کی اجازت پر اس نے آواز دی فوراً وہ عورت محل سے نکل آئی۔

عرض:۔ حضور والا اگر اس میں اعمال بد جیسے شیاطین سے استعانت وغیرہ نہ ہو تو جائز ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اعمال جس میں کچھ نہ ہوں جیسے آج کل کے بھانمتی تماشے کرتے ہیں اس میں محض ہتھ پھیری ہوتی ہے، علمائے کرام فرماتے ہیں یہ بھی حرام ہے کہ اس میں دھوکہ دینا ہے اور دھوکہ دینا شریعت پسند نہیں فرماتی۔ حدیث میں ہے۔ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکہ دے، ہاں کافر حربی سے ایسا کر سکتا ہے، ذمی سے نہیں کہ وہ ہماری امان میں ہے، لَهُمْ مَالَنَا وَعَلَيْهِمْ مَاعَلَيْنَا۔ ایسے ہی مستامن ہے کہ اس کے لیے ایک سال تک ذمی کے احکام ہیں۔ غدر ہماری شریعت میں جائز نہیں۔

عرض:۔ معجزہ میں قلب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اس میں علما کا اختلاف ہے کہ قلب ماہیت محال ہے یا ممکن، جو کہتے ہیں کہ محال ہے ان کے نزدیک پہلی حقیقت فنا ہو جاتی ہے اور دوسری حقیقت رب العزۃ پیدا فرما دیتا ہے تو معجزۃ میں تبدیل حقیقت نہ ہوئی بلکہ تجدید ماہیت۔ اور جو ممکن مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ معجزہ میں قلب حقیقت ہوتا ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ معجزہ واقعی ہوتا ہے۔ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ. وہ سب بندر ہو گئے، اس میں کوئی شبہہ نہیں، یہ تاویل کہ ان کی عقلیں بندر کی سی ہو گئیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقلیں بندر کی سی ہیں، ان کے دل میں نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں جتنے گمراہ ہوئے سب اسی دروازے سے کہ انہوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کیں جو نص اپنی اوندھی عقل کے موافق ہوئی خیر اور جہاں ذرا دوراہوئی فوراً تاویل گڑھ دی۔ (پھر فرمایا) ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں، بندر کے قلب میں عظمت ہے قرآن عظیم کی، ایک مرتبہ ننھے میاں (برادر

خورد اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے سامنے دور پر ایک بندر بیٹھا تھا، یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا، (پھر فرمایا) میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے مجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مودب بیٹھا سن رہا تھا، جب قیام کا وقت آیا مودب کھڑا ہو گیا، پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا (۱) وہ بندر تھا وہابی نہ تھا، حدیث میں ہے مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَيَعْلَمُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا مَرَدَةُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ. کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو، سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے (پھر فرمایا) وہ تو وہ ہیں ان کے غلاموں کا کہنا ایسا مانتے ہیں کہ مطیع غلام بھی ایسا نہ مانے گا، حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیا سے ہیں۔ نَفَعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَرَكَاتِهٖ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، آپ جنگل میں رہتے تھے ایک شخص نے ایک بیل نذر مانا جب وہ خوب موٹا تازہ ہو گیا تو اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں چلا، تیار بہت تھا راستہ میں چھوٹ گیا، ہر چند تلاش کیا نہ ملا خیر مایوس ہو کر لوٹ آیا ایک اور شخص کہ اس کے پاس ایک ہی بیل تھا تمام کھیتی وغیرہ کا کام اسی سے لیتا نہایت لاغر ونحیف ہو گیا تھا لے کر حاضر ہوا عرض کیا حضرت میرے رزق کا ذریعہ یہی بیل ہے دعا فرمائیے یہ دبلا بہت ہے اس میں طاقت آ جائے، آپ کے پاس چند شیر بیٹھے تھے ایک کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور اس بیل کا شکار کیا اور کچھ کھایا پھر دوسرے کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور کچھ کھایا اسی طرح

(۱) جناب مرزا ذاکر بیگ صاحب نے مجھ سے اس قسم کے سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انھوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی جب خوب مجمع ہو گیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے ماردیں مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے میں ہر گز نہ مارنے دوں گا ۱۲ مؤلف غفرلہ)

سب نے کھایا اور وہ بیل ختم ہو گیا، یہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا میں اچھی دعا کرانے آیا تھا کہ میرا دبلا بیل بھی ہاتھ سے گیا، تھوڑی دیر میں ایک اچھا موٹا تازہ بیل آیا جو اس آدمی سے چھوٹ گیا تھا اور سامنے آ کر مودب کھڑا ہو گیا، فرمایا اسے اس کے بدلے میں لے لے۔ اس نے لے تو لیا لیکن دل میں یہ خطرہ گزرا کہ یہ شیر حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہیں حضرت کے سامنے تک تو کچھ نہیں بولتے یہاں سے پھر مجھے اور اس بیل کو کھالیں گے آپ کو فوراً اس کے خطرہ پر اطلاع ہو گئی اور کیوں نہ ہو، جو اس کو جانتا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں، فرمایا شیروں سے ڈرتے ہو، اب ان کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے، کوئی پوچھے تو کیا کہوں گا، خود ہی فرمایا تم سے کوئی نہ بولے گا، ایک شیر کو اشارہ فرمایا وہ ان کے ساتھ کتے کی طرح ہو لیا اور ان کی اور ان کے بیل کی حفاظت کی۔ آبادی کے قریب آ کر وہ شیر واپس چلا گیا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں جن کو تجوید بھی نہیں آتی، اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی، یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیے اور نہانے لگے، اتنے میں ایک نہایت مہیب شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا، یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے اب نکلیں تو کیسے، علما کی شان کے بالکل خلاف، جب بہت دیر ہو گئی حضرت نے فرمایا کہ بھائیو ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے، کسی نے کہا حضور وہ تو اس شکل میں ہیں، تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اس نے دوسری طرف منھ پھیر لیا، آپ نے اس طرف مارا، اس نے اس طرف منھ پھیر لیا، فرمایا ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا، جا چلا جا، شیر اٹھ کر چلا گیا، پھر ان صاحبوں سے فرمایا تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا، یہ ان کے خطرہ کا جواب تھا۔

عرض:۔ مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر وہ کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ وممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔

ایک روز بعد نماز ظہر باہر تشریف فرما ہوئے، عالی جناب فواضل اکتساب مولوی چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرہ بھی حاضر تھے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس بار مجھے چونتیس دن کامل بخار رہا، کسی وقت کم نہ ہوا انہوں نے عرض کیا حضور جاڑا بھی آتا تھا، اس پر ارشاد ہوا جاڑا طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی ویک چشمی، برص، جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (پھر فرمایا) اس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو بفضلہ تعالیٰ بخار و درد سر و درد کمر تو اکثر رہتا ہے، ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہوتا تھا (پھر فرمایا) بخار و درد سر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوا کرتے، ایک صاحب حضرات اولیائے کرام میں سے تھے ان کو درد سر لاحق ہوا تمام رات نوافل میں گزار دی اس شکریہ میں کہ مجھے وہ مرض دیا جو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا مرض ہے اور یہاں یہ حالت ہے کہ جب کبھی درد سر ہوا تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ اول وقت نماز عشا سے فارغ ہو جائیں۔ ایک صاحب کے رخسارہ پر لقوہ کا اثر ہو گیا تھا انہوں نے حاضر ہو کر حضور والا سے دعائے خیر چاہی، ارشاد فرمایا، لوہے کے پتر پر سورۂ زلزال شریف کندہ کرالیجیے اور اسے دیکھتے رہا کیجیے۔

عرض:۔ حضور بسم اللہ کرانے کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے؟۔

ارشاد:۔ شرعاً کچھ مقرر نہیں، ہاں مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے، حضرت خواہ

غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہر وحمید الدین ناگوری ”“ یہ وہ پڑھائے گا، ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا، قاضی صاحب فوراً تشریف لائے، اور آپ سے فرمایا صاحب زادے پڑھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ نے پڑھا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنا دیے، حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا، صاحب زادے آگے پڑھیے، فرمایا میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔

عرض: ۔حضور کے کاکی ہونے کی کیا وجہ ہے؟۔

ارشاد: ۔کاک کلیچے کو کہتے ہیں، حضرت کو ایک مرتبہ چند فاقے ہوئے تھے اور گھر بھر میں کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا اس وقت آسمان سے آپ کے واسطے کاکیں آئی تھیں یوں کاکی مشہور ہو گئے (پھر فرمایا) حضرت شیخ فرید الحق والدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ اسی فاقے ہو چکے تھے نفس بھوکا تھا الجوع الجوع پکار رہا تھا اس کے بہلانے کے لیے کچھ سنگ ریزے اٹھا کر منھ میں ڈالے، ڈالتے ہیں شکر ہو گئے جو کنکر منھ میں ڈالتے شکر ہو جاتا اسی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب زر بخش ہے، حضرت کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہرات کے لاکر رکھے گئے، ایک صاحب حاضر تھے انھوں نے عرض کی اَلْھَدَایَا مُشْتَرَکَۃٌ، ارشاد فرمایا، اماتنہا خوشتر، یہ فرما کر سب ان کو دے دیے۔ حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے، ایک صاحب نے عرض کی، اَلْھَدَایَا مُشْتَرَکَۃٌ، ارشاد فرمایا، یہ امثال فواکہ کے لیے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے، ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں، ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعتراض

کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں اور میں نے اس کے حاشیے پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقام تشریع میں تھے، ان کے افعال واقوال واحوال یہاں تک کہ ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے، اور یہ تھے مقام تبتل میں، ان کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے علاحدہ ہے، یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے، بخلاف اس کے ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے، ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں۔ کتب فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیس، آپ بعد ضحوۂ کبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا روزہ کھول دو، اس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے سیاہ لباس پہنے تھے سیاہ عمامہ باندھے تھے غرض کہ سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سواد (سیاہ رنگ) کا پہننا جائز۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپ کا روزہ ہے یا نہیں، چپکے سے کان میں فرمایا، اَنَا صَائِمٌ، میں روزے سے ہوں، اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے، غرض کہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں فرق نہیں کیا انھوں نے یہ کہا انھوں نے یہ کہا، دونوں قولوں میں کتنا فرق ہے، لیکن دونوں کے مرتبوں میں بھی تو کتنا فرق ہے۔

عرض:۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں، خدمت بحر انھیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں، (پھر فرمایا) چار نبی زندہ ہیں، کہ ان کو وعدۂ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں، یوں تو ہر نبی زندہ ہے، اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ بیشک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے جسموں و خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیے جاتے ہیں۔ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے موت

طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے۔ خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر، خضر والیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسیٰ علیہما السلام آسمان پر ہیں۔

عرض:۔ حضور ان پر بھی موت طاری ہوگی۔

ارشاد:۔ ضرور، کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پھر فرمایا) جب یہ آیت نازل ہوئی۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونگے، فرشتے خوش ہوئے کہ ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں، جب دوسری آیت نازل ہوئی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ملائکہ نے کہا اب ہم بھی گئے۔

عرض:۔ حضور ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ کیا ہے۔

ارشاد:۔ آپ کے واقعہ میں علما کو اختلاف ہے اتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں قرآن عظیم میں ہے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا، بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ بعد موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ ایک روایت میں یہ ہے، ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لیے جارہے تھے دوپہر کا وقت تھا آپ کو سخت تکلیف ہوئی خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی، عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف فرما، فوراً دعا قبول ہوئی اور اس پر تخفیف ہوگئی اس فرشتہ نے عرض کیا، یا اللہ مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی، ارشاد ہوا میرے بندے ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اس کی دعا قبول کی، عرض کی مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں اجازت ملنے پر حاضر ہوا تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں، فرمایا ایک مرتبہ جنت میں لے چلو، عرض کی یہ تو میرے قبضہ سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے۔ غرض عزرائیل علیہ السلام آئے، آپ نے ان سے فرمایا انہوں نے عرض کیا حضور بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہوسکتا، فرمایا

روح قبض کرلو، انہوں نے بحکم خدا ایک آن کے لیے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈال دی، آپ نے فرمایا مجھ کو دوزخ وجنت کی سیر کراؤ، حضرت عزرائیل علیہ السلام دوزخ پر لائے، طبقات جہنم کھلوائے، آپ دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے، عزرائیل علیہ السلام وہاں سے لے آئے، جب ہوش ہوا تو عرض کیا یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی پھر جنت میں لے گئے، وہاں کی سیر کرنے کے بعد عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے واسطے عرض کیا، آپ نے التفات نہ فرمایا، پھر دوبارہ عرض کیا، آپ نے جواب نہ دیا، جب پھر انہوں نے عرض کیا تو فرمایا، اب چلنا کیسا، جنت میں آکر بھی کوئی واپس جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا، اس نے آکر پہلے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے سارا واقعہ سنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے جاتے، ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، اور میں موت کا مزا چکھ چکا ہوں، اور فرماتا ہے، وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا، تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا اور میں جہنم کی بھی سیر کر آیا، اور فرماتا ہے، وَمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ، اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکلیں گے، اب میں جنت میں آگیا کیوں جاؤں، حکم ہوا میرا بندہ ادریس سچا ہے، اس کو چھوڑ دو۔

عرض:۔ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لقا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ لقا ثابت ہے، (پھر فرمایا) کس نبی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا نہ ہوئی سب اولین وآخرین وانبیاء ومرسلین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی، حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

در آں مسجد امام انبیا شد — صف پیشیناں را پیشوا شد

نماز اسرا میں تھا یہی سر، عیاں ہوں معنیٔ اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

(پھر فرمایا) یہاں تمام انبیا اور مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور میں سب انبیا اور امت مرحومہ نے بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے کچھ دوسری کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھی، فرق مراتب میں تھا ان میں کچھ کے کپڑے سپید تھے اور کچھ کے میلے۔ سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہگار، پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔

عرض:۔ حضور بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں، پھر نیت باندھتے ہیں؟

ارشاد:۔ نہیں چاہیے، بلکہ بعض لوگ تو پہلوانوں کی طرح جھٹکا بھی دیتے ہیں۔

عرض:۔ حضور مسجد میں بدبو کے ساتھ نہ جانا چاہیے، اگر کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو کیا کرے؟۔

ارشاد:۔ کھجلی وغیرہ میں اگر گندھک وغیرہ لگائی ہو تو مسجد کی حاضری معاف ہے، ایک صاحب فرائض کا ایک استفتا لائے کہ سوتیلی ماں کی اولاد کو ترکہ پہنچتا ہے یا نہیں، اس پر ارشاد فرمایا، یہ عجیب سوال ہے، ایسا سوال اب تک نہیں آیا، مستفتی یہ چاہتا ہے کہ دھوکے سے اس کے موافق لکھ دیا جائے، اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جواب کے سوچنے سے پہلے سوال کو سمجھے کہ اس میں دھوکہ تو نہیں ہے، ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس استفتا لائے کہ زوجہ نے ایک مکان اپنے شوہر کے ہاتھ بیع بلا بدل کیا اب زوجہ کے مرنے کے بعد وہ مکان اس کے ترکہ میں ہوگا یا نہیں؟ میں نے کہا میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دے سکتا جب تک بیع نامہ کی نقل نہ لاؤ، فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ بیع بلا بدل باطل ہے، یعنی بلا معاوضہ بیع کرنا، اور ہمارے یہاں عرف میں بیع بلا بدل کے یہ معنی ہیں کہ بیع تو ہوئی لیکن اس کا معاوضہ قرض ہے، ادا نہیں ہوا، میں نے ان سائل سے کہا، اگر بیع بلا بدل کی صورت ہوگی تو یہی ہوگی، اس کے سوا نہیں ہوسکتی، غرض بیع نامہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی صورت تھی، وہ اسی مسئلہ کو شاہجہاں پور لے گئے اور لکھا لائے کہ بیع بلا بدل باطل ہے، اب

وہ مکان اس عورت کا ترکہ ہے مجھے لا کر دکھایا، چھ سات مہریں بھی تھیں (پھر فرمایا) مجھے چاہیے تھا کہ اسی وقت اس پر جواب لکھ دیتا (پھر فرمایا) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا۔ ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا، اقتلوہ، اس کو قتل کرو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے، فرمایا، فَاقْطَعُوْهُ، اچھا ہاتھ کاٹا جائے، دہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا، اس نے پھر چوری کی، بایاں پیر کاٹ لیا، اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور دہنا پیر کاٹ لیا گیا، پانچویں مرتبہ اس نے مونھ میں کوئی شے چھپا کر رکھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا، اُقْتُلُوْهُ، یہ اسی کا نتیجہ تھا۔

بتذکرۂ اعداو حاسدین ارشاد فرمایا، میری اتنی عمر گزری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے ایک طرف کفار کا نرغہ، دوسری طرف حاسدین کا مجمع، مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعہ اعمال بھرا ہوا ہے، سیفیاں بھری پڑی ہیں، کوئی عمل کر لیجیے، میں نے کہا جنھوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انھیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا، ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا، چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا، جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے کیے کچھ نہیں ہوسکتا، ہم کرتے ہیں (پھر فرمایا) وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں، میری عمر انیس سال کی تھی، اس وقت رامپور کو ریل نہ تھی، بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا ساتھ میں عورتیں بھی تھیں، راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا، اس میں دلدل تھی، بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا، جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے، اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ، اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید

داڑھی تھی، نہ اس سے پہلے انھیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا، فرمایا یہ تو کوئی بات نہیں، گاڑی والے سے فرمایا، ہانک، اس نے کہا کدھر ہانکوں آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے، فرمایا، ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا، ادھر کو ہانک، یہ کہہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا، فوراً گاڑی دلدل سے نکل گئی۔ (پھر فرمایا) ایسی معونتیں تو الحمدللہ بہت زائد ہوئیں۔ پہلی بار کی حاضری میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا اس وقت میں وظیفہ وغیرہ بہت پڑھا کرتا تھا اب تو بہت کم کر دیا ہے، بحمداللہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمداللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں، نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیے ہیں، خیر جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رو وظیفہ میں مصروف ہیں میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا یکایک ایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی، اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے، میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں، کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمداللہ تعالیٰ دنیاوی حاجت لے کر نہ گیا، جب گیا تو اسی خیال سے کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں گا، غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِی ھٰذَا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِی ھٰذَا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِی ھٰذَا، میں سمجھ گیا کہ فرماتے ہیں، ہم نے تیرا کام کر دیا اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو، میں ویسے ہی لوٹ آیا (پھر فرمایا) بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے، مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لیے نہ جانا، ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر

جا کر بیٹھ گیا، وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے، آخر مجھ سے پوچھا، صاحب زادہ، تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو، میں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں، فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، آپ یہاں تشریف رکھیے، پوچھا کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو، میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لیے نہیں آیا ہوں، میں تو صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں، قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے۔ اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے، ان سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو، انھوں نے عرض کیا، جی ہاں، فرمایا مولوی صاحب سے کہنا، قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے، نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ، بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

عرض:۔ امام کو دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں بے وضو ہوں اس نے بے وضو ہی نماز ختم کی تو کافر ہوگا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ اگر لوگوں کی شرم کی وجہ سے اس نے وضو نہ کیا تو کفر نہ ہوگا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور اگر معاذ اللہ استحقاراً ایسا کیا اور مسلمان سے ایسا متصور نہیں تو البتہ کفر ہو جائے گا۔

عرض:۔ نصاب کا مالک اگر نابالغ کو کردے تو زکوۃ ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ نہیں ہوگی کہ نابالغ مکلف نہیں۔

عرض:۔ تملیک کس طرح ہوگی؟

ارشاد:۔ یا تو کچھ دے اور زبان سے کہے کہ میں نے تم کو یہ دیدیا یا دلالۃً تملیک پائی جائے جیسے کچھ دیا اور نیت ہبہ کی کی اور سمجھا گیا کہ مالک کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جائے گا تعاطی سے بیع ہو جاتی ہے ہبہ تو دوسری چیز ہے (پھر فرمایا) عورتوں کو زیور بنا دیتے ہیں اگر عرف

عام میں وہاں مالک کر دینا سمجھا جاتا ہو تو عورت مالک ہو گئی اگر عرف اس کا نہ ہو یا مختلف ہو تو نہیں۔

عرض:۔ نابالغ اگر مال فروخت کرے تو بیع ہو گی یا نہیں؟

ارشاد:۔ ولی کی اجازت پر موقوف ہے بشرطیکہ ثمن مثل (نرخ بازار) پر بیچے اور ثمن قلیل بقدر ''مَا يَتَغَابَنُ فِيْهِ النَّاسُ'' کا اعتبار نہیں۔

مؤلف:۔ چند علمائے کرام حاضر خدمت تھے حضور والا نے ان سے استفسار فرمایا وہ کون سا ہبہ ہے جو نابالغ کرے اور ولی کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے اور ہبہ صحیح ہو حالانکہ ولی کی اجازت پر بھی نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں سب نے سکوت کیا اور عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں فرمایا وہ ہبہ ثواب کا ہے کہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

عرض:۔ حضور اس ثواب کے ہبہ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا؟

ارشاد:۔ ہاں اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں اختلاف اس میں ہے کہ وہ ثواب اگر چند آدمیوں کو ہبہ کیا جائے تو وہ تقسیم ہو کر پہنچے گا یا اتنا ہی اتنا سب کو ملے گا اور صحیح یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے اتنا ہی اتنا سب کو ملے گا ہاں وہابیہ نے لکھا ہے کہ یہ نیابت ہوئی یعنی اس ہبہ کرنے والے نے اس کی طرف سے یہ عمل کیا اب اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اور معتزلہ مطلقاً پہنچنے کا انکار کرتے ہیں۔

عرض:۔ علم منطق سے علم بیان افضل ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ ہاں فلاسفہ کی بنائی ہوئی منطق سے تو افضل ہی ہے۔

عرض:۔ اور حضور شریعت کی منطق؟

ارشاد:۔ ہاں شریعت کی منطق بیشک علم بیان سے افضل ہے۔

عرض:۔ اس کی کیا تعریف ہے؟۔

ارشاد:۔ وہ ایک ایسا قانون ہے جس کی مراعات خطائے کفر سے بچائے۔

عرض:۔ حضور اس کے جاننے والے بھی ہوئے ہیں؟۔

ارشاد:۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کیا تھا جس سے وہ خطائے کفر سے بچتے تھے حالانکہ فلاسفہ کی منطق اس وقت تھی بھی نہیں اور پھر ائمہ مجتہدین کون سی منطق جانتے تھے۔

عرض:۔ علمائے ظاہر میں کوئی ایسا گزرا یا نہیں؟۔

ارشاد:۔ میں جس کو بتاؤں گا آپ کہیں گے یہ علمائے باطن میں سے تھے شریعت کی منطق ایک نور کا نام ہے جس کو خدا عطا فرمائے آپ چاہیں کہ ظلمت والوں میں کوئی ایسا ہو میں ظلمت والوں میں سے کس کو لاؤں جو نور والا ہو۔

عرض:۔ علم ظاہری میں وہ کون سا علم ہے؟۔

ارشاد:۔ وہ علم اصول فقہ وحدیث ہے اور باقی یہ سب منطق وفلسفہ تو فضول ہے حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

چند خوانی حکمت یونانیاں　　حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

پائے استدلالیاں چوبیں بود　　پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

گر بہ استدلال کار دیں بدے　　فخر رازی راز دار دیں بدے

(پھر فرمایا) استدلال پر دارومدار دو باتوں کی طرف لے جاتا ہے یا حیرت یا ضلالت۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزع کا جب وقت آیا شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مناظروں مباحثوں میں گزاری خدا کو بھی پہچانا آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے اس نے کہا اس پر کیا دلیل ہے، آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل توڑ دی انھوں نے دوسری دلیل قائم کی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ تین سو ساٹھ دلیلیں حضرت نے قائم کی اور اس نے سب توڑ دی اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس، آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرمارہے تھے وہاں

سے آپ نے آواز دی، کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے خواہی از وے رو متاب

عرض: ۔حضور دوربین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد: ۔ہم اپنی آنکھوں سے تو آسمان دیکھ رہے ہیں کیا دوربین لگانے سے اندھا ہو جاتا ہے کہ بغیر دوربین کے دیکھتے ہیں اور دوربین سے نہ سجھائی دے، ہمارا ایمان ہے کہ جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے۔ "اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَاءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَزَیَّنّٰھَا وَمَالَھَا مِنْ فُرُوْجٍ. وَزَیَّنّٰھَا لِلنّٰظِرِیْنَ. وَاِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ رُفِعَتْ" کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ہم نے اس کو کیسی زینت دی اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہم نے اسے خوب صورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کیسا بلند بنایا گیا فلاسفہ بھی یہی کہتے تھے کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں آسمان شفاف بے لون ہے (پھر فرمایا) اس سے اکذب کون جس کی تکذیب کرے قرآن (پھر فرمایا) نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان و زمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخش دیے گئے مگر ایک شخص، تو میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ندا کی جائے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے، تو میں امید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں، خوف و رجا کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہیے (پھر فرمایا) خیر یہ تو حصہ عمر کا تھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہیے کہ صحت و تندرستی کے وقت خوف غالب ہو اور مرتے وقت رجا۔ حدیث میں ہے ہر جھٹکا موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے ملائکہ دبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جائے اس وقت اگر معاذ اللہ کچھ اس طرف سے

ناگواری آئی تو سلب ایمان ہو گیا اس لیے اس وقت بتایا جائے کہ کس کے پاس جا رہا ہے۔

عرض:۔ اگر خدائے تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے پر ایمان ہے تو کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا؟۔

ارشاد:۔ ایمان اور ہے اور شہود اور۔ ایمان ارتکاب سیئات کے منافی نہیں ہاں اگر شہود ہو گا تو بیشک کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا اکابر اولیا پر بھی اکل و شرب و نوم کے وقت ایک گونہ غفلت دی جاتی ہے ورنہ کھانے پینے پر قادر نہ ہوں (پھر فرمایا) غفلت مطلقہ کفر ہے اور غفلت غالبہ فسق اور تذکر غالب ولایت اور تذکر مطلق نبوت، پھر تذکر غالب میں بھی مراتب ہیں۔ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ" یہ وہی تذکر غالب ہے اور غفلت مطلقہ یہ ہے جسے حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

اہل دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اہل دنیا چہ کہیں وچہ مہیں — لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

عرض:۔ حضور بچہ سے محبت تو بچہ کی بنا پر ہوتی ہے اللہ کے واسطے کون کرتا ہے؟۔

ارشاد:۔ الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ہو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لیے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ھو اولاد سے بھی محبت نہیں، صرف اس سبب سے کہ صلہ رحم عمل نیک ہے، اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے۔

عرض:۔ حضور بیوی بچہ کے سبب سے اکثر اوقات انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ارشاد:۔ پھر اس کا کیا علاج، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ" اور فرماتا ہے۔ "اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ" اور فرماتا ہے۔ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ

وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ"۔ اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے بچو اور تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں اور اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔ ایک بار امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دربار اقدس میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینہ سے لگالیا اور فرمایا "اِنَّکُمْ لَتُجَبِّنُوْنَ وَلَتُبَخِّلُوْنَ" تم لوگوں کو نامرد کردیتے ہو اور بخیل بنادیتے ہو۔ چونکہ ازواج و اولاد کو دشمن بتایا گیا تھا ممکن تھا کہ کوئی سمجھ لیتا ان کو تکلیف دینا چاہیے، لہٰذا اسی جگہ فرمادیا "وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

عرض:۔ کامدار جوتا کا کیا حکم ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر جھوٹا کام ہے تو مطلقاً مکروہ ہے حتی کہ عورتوں کو بھی اور اگر سچا ہے تو چار انگل سے کم مردوں کو جائز ہے اس سے زیادہ نہیں اور عورتوں کو مطلقاً جائز ہے۔

مؤلف:۔ ایک مسئلہ طلاق کا پیش ہوا جس میں لکھا تھا کہ زید نے کہا میں نے اپنی بی بی کو طلاق کو دیا اس پر ارشاد فرمایا کیا خوب اب اگر لکھنے والے کی غلطی کہی جائے تو اور حکم ہوتا ہے اور اگر انھیں الفاظ کو صحیح مانا جائے تو حکم بدل جائے گا یوں کہنا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق کو دیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے اپنی بی بی کو طلاق دلوانے کے لیے دوسرے کو حوالہ کردیا اور اس میں طلاق نہیں پڑے گی اور اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا تو طلاق ہوجائے گی لوگ اس قدر دھو کے دیگر سوال کرتے ہیں۔

عرض:۔ شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا کیسا ہے؟

ارشاد:۔ محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔

عرض:۔ اگر زید نے ایک وقت شیخ پر اعتراض کیا اور دوسرے وقت نادم ہوا تو کیا اب بھی اس پر کوئی الزام ہے؟۔

ارشاد:۔ اس پر کوئی الزام نہیں "اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ. اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ"

عرض:۔ درمختار، کبیری، صغیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے؟

ارشاد:۔ "لَمْ یَثْبُتْ" کہیں ثابت نہیں، دس بارہ کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے اور سب کا ملتھی زاہدی ہے۔

عرض:۔ ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے اس کے لیے کوئی دعا ارشاد ہو؟۔

ارشاد:۔ "ام ابرموا امرا فانا مبرمون" لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے۔

عرض:۔ حضور نئی روشنی والے کہتے ہیں کہ خطبہ سے مقصود عوام کو ترغیب و ترہیب و تذکیر ہے اگر اردو میں نہ پڑھا جائے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا تو خطبہ معاذ اللہ بیکار ہو جائے گا؟۔

ارشاد:۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار منبر نصب ہوئے کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقف ہیں تمام 'ما کان وما یکون" سے تمام وقائع گزشتہ و آئندہ کی آپ کو خبر ہے حضور کو یہ معلوم تھا کہ ہندی، حبشی، رومی، عجمی ہر زبان والے مسلمان ہوں گے عربی نہ سمجھیں گے اور کبھی اجازت نہ دی کہ ان کی زبان میں خطبہ پڑھا جائے خود دربار اقدس میں رومی، حبشی، عجمی ابھی تازہ حاضر آئے ہیں عربی ایک حرف نہیں سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو یا کچھ خطبہ عربی میں اور کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں "مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" اب رہا یہ اعتراض کہ پھر تذکیر سے فائدہ کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ دو دو پیسے کی نوکری کے واسطے عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک اسی میں ان کا قرآن ان کا نبی عربی

ان کی جنت کی زبان عربی اس کے لیے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں یہ اعتراض تو انھیں پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

عرض:۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ کی تفسیر میں "عَنْ وِلَايَةِ عَلِي" صحیح ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ روافض کے نزدیک یہ تفسیر ہے۔

عرض:۔ "قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى" کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد:۔ اس کی دو تفسیریں ہیں ایک تو یہ کہ کوئی قبیلہ کفار مکہ کا ایسا نہ تھا جو سرکار سے قرابت نہ رکھتا ہو اور قبیلہ والے کے ساتھ کرم اہل عرب کی طینت میں رکھا گیا تھا تو وہ جو تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کی بابت ارشاد فرمایا گیا کہ اور کسی بات کا خیال نہ کرو قرابت داری ہی کا پاس کر کے حضور کو تکلیف پہنچانے سے باز رہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قربیٰ سے مراد سادات کرام واہل بیت عظام ہیں، اور استثنا بہر صورت منقطع ہے۔ "لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا" سالبہ کلیہ ہے

عرض:۔ "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ" کیا حدیث ہے؟۔

ارشاد:۔ امام طحاوی نے معنی الآثار میں اسے بطور حدیث کے بلا سند ذکر کیا ہے۔

عرض:۔ ایک قبر کچی ہے ہر بار پانی بھر جاتا ہے اس میں پکی ڈاٹ لگا دیں؟۔

ارشاد:۔ قبر پر ڈاٹ لگانے میں حرج نہیں ہاں کھولی نہ جائے میت کو دفن کر کے جب مٹی دے دی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی، اس کا کشف جائز نہیں، دو حال سے خالی نہیں، معذب ہے، یا منعم علیہ۔ اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے، جس سے اسے رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا، اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری ہے۔ (۱) علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علمائے دین کے بدن کو مٹی نہیں

(۱) فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذ اللہ صورت اولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہیے اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام خصوصاً ایذائے میت نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے بھی اذیت ہوتی ہے تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لیے نہ ضرورت وحاجت کے لیے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت ایذا کا باعث ہوگا۔ آہ مسلمانوں کے قبرستانوں کی آج جو ردی حالت

کھاتی بدن ان کا سلامت رہتا ہے شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہمارے استاذ بہت بڑے عالم ہیں ان کی قبر کھول کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے اس وسوسہ نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جا کر قبر کھولی دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا جب دیکھ چکے قبر سے آواز آئی دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے اسی وقت دونوں آنکھیں بہہ گئیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوا دفن کر دی گئی اس کے شوہر کو بہت محبت تھی محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے کیا حال ہے ایک عالم صاحب سے یہ ارادہ ظاہر کیا انہوں نے منع کیا، نہ مانا اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گیا عالم نے ہر چند منع کیا لیکن اس نے قبر کھولی عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے وہ نیچے اترا دیکھا کہ اسی عورت کے دونوں پاؤں پیچھے سے لے جا کر اس کی چوٹی سے باندھ دیئے گئے ہیں اس نے چاہا کہ کھول دوں ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا، اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کون کھول سکے، ان عالم صاحب نے منع فرمایا نہ مانا دوبارہ پھر زور کیا عالم صاحب نے پھر منع کیا، کہ دیکھ اسی میں خیریت ہے اسے ایسے ہی رہنے دے اس نے کہا ایک بار تو اور زور کرلوں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا زور کر ہی رہا تھا کہ بالآخر زمین دھنسی اور وہ مرد و عورت دونوں زمین میں چلے گئے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض:۔ وہ کون کون ہیں جن کے بدن کو زمین نہیں کھاتی؟

ارشاد:۔ حافظ بشرطیکہ عمل کرتا ہو قرآن پر، بہتیرے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے "رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ" اور عالم دین اور شہید

(بقیہ صفحہ ۵۳) ہے اس پر جس قدر رویا جائے کم ہے۔ قبر پر لوگ بیٹھ بیٹھ کر حقے پیتے خرافات کرتے لغو باتیں بناتے گالیاں بکتے قہقہے اڑاتے ہیں غیر قوم ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی یہ ناشائستہ بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے ہیں بلکہ گدھے ان پر لوٹتے لید کرتے ہیں بکریاں بیٹھتی مینگنیاں کرتی ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مسلمانو! خدا کے لیے آنکھیں کھولو ایک دن تمہیں بھی جانا ہے ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے اپنے ہی لیے کرو ۱۲ مؤلف غفرلہ)

فی سبیل اللہ اور ولی اور وہ کہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا ہو اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی اور وہ موذن جو بلا اجرت اذان دیا کرتا ہو۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بلا اجرت سات برس محض اللہ کی رضا کے لیے اذان دے " وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

عرض:۔ یہ حدیث ہے۔ "لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ مَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِيْ".

ارشاد:۔ یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افترا اور زیادت ہے۔ حدیث میں اتنا ہے، لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ مَا وَسِعَهُ اِلَّا اِتِّبَاعِيْ" اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوا میری اطاعت کے۔ افترا بھی کیا اور کامل نہ کیا، ان کا مقصود اس افترا سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے، اور جب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہوگا تو ایک مثل کا نزول ماننا پڑے گا حالانکہ تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے، صحیح حدیث میں ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں، دوسری صحیح حدیث میں ہے۔ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ "انبیا سب زندہ ہیں اپنے قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے صرف آنی ہے، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے، اس کا منکر نہ ہوگا مگر بد مذہب گمراہ، تو پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیوں کر ہوگیا۔

(پھر فرمایا) چار انبیا علیہم الصلاۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لیے بھی موت طاری نہیں ہوئی، دو آسمان پر، سیدنا ادریس (۱) علیہ الصلاۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور دو زمین پر، سیدنا الیاس علیہ الصلاۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلاۃ و

والسلام، ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں حج کرتے ہیں ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے سال بھر کے طعام وشراب سے۔

عرض:۔ صوم وصال تو غیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ناجائز ہے پھر جب یہ سال بھر کچھ نوش نہیں فرماتے ہیں تو سال بھر کا صوم متصل ہوا؟۔

ارشاد:۔ صوم میں نیت ضروری ہے بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔

عرض:۔ ایام تشریق وعید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے؟

ارشاد:۔ ان ایام میں روزہ حرام ہے کھانا ضروری نہیں روزہ ایک ماہ کا فرض ہے اور کھانا کسی روز کا فرض نہیں (۲)۔

عرض:۔ روزے کے لیے تو افطار رکن ہے بغیر افطار کے روزہ نہیں ہوسکتا؟۔

ارشاد:۔ روزہ کے لیے افطار رکن کیا معنی ضروری بھی نہیں روزہ ہو جائے گا اگر چہ کبھی افطار نہ کرے "ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ" رات آئی اور روزہ پورا ہو گیا بخلاف نماز کے کہ اس میں خروج بصنعہ ایک فعل ضروری ہے، نماز ہے فعل، اس کے لیے ایک فعل ایسا کرنا ضروری ہے جس سے معلوم ہو کہ نماز ختم ہوگئی، اور روزہ ہے ترک یا کف باختلاف قولین، اور کف فعل ہے قلب کا، نماز صرف نیت سے بغیر افعال جوارح کے ادا نہیں ہوسکتی، اور روزہ میں کوئی فعل نہیں، صرف نیت ہے، کسی فعل کی ضرورت نہیں، قلب نے جیسے سمجھا تھا کہ میرا روزہ ہے اب سمجھ لے کہ میرا روزہ ختم ہو گیا بس، اب افطار کرے یا نہیں روزہ ختم ہو گیا (پھر فرمایا) مسئلہ ہے کہ تاخیر افطار مکروہ ہے مگر اگر کسی کے پاس کھانے کو نہ ہو تو کیا کھائے۔ افطار ان کے واسطے رکھا گیا ہے جو بشریت میں پھنسے ہو۔ ، ہیں، قوت ملکیہ ان میں نہیں اور خضر والیاس علیہما الصلاۃ والسلام کو اعلیٰ درجہ کی ملکوتی قوت حاصل ہے۔

عرض:۔ اولیائے الٰہی کی کیا پہچان ہے؟۔

ارشاد:۔ حدیث میں ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "اَوْلِيَاءُ اللهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا

(۱) علی احد القولین کما سبق ۱۲ مؤلف غفرلہ۔ (۲) یعنی علی التعیین ۱۲ مؤلف غفرلہ

ذِکرِ اللّٰہ "اولیا اللہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے خدایاد آئے (۱)۔

عرض:۔ دائرہ دنیا کہاں تک ہے؟۔

ارشاد:۔ ساتوں آسمان ساتوں زمین دنیا ہے اوران سے ورا سدرۃ المنتہیٰ عرش وکرسی دار آخرت ہے (پھر فرمایا) دار دنیا شہادت ہے اوردار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو مفاتح اورشہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہے قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے "وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ" اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا اوردوسری جگہ فرماتا ہے "لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" خدا ہی کے لیے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان وزمین کی، اور مفاتح کا حرف اول (م) وحرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اول (م) حرف آخر (د) انہیں مرکب کر نے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے مفاتح ومقالید غیب وشہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں وہ مفتاح ومقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(۱) جو منصف کبھی آستانہ قدسیہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوا اسے بیشک ضرور خدایاد آیا ۱۲ (فقیر عبید الرضا غفرلہ)

عرض:۔ حضور والا کرسی کی کیا صورت ہے؟۔

ارشاد:۔ کرسی کی صورت اہل شرع وحدیث نے کچھ ارشاد نہ فرمائی، فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ آٹھواں آسمان ہے ساتوں آسمانوں کو محیط ہے، تمام کواکب ثابتہ اسی میں ہیں مگر شرع نے یہ نہ فرمایا، اسی طرح عرش کو جہلائے فلاسفہ کہتے ہیں کہ نواں آسمان ہے اور اس کو فلک اطلس کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کوکب نہیں، مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان وزمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یاقوت کے، اس وقت تو چار فرشتے اس کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے "وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ" اور اٹھائیں گے تیرے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ (فرشتے) ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوؤں تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ آیۃ الکرسی کو اسی وجہ سے آیۃ الکرسی کہتے ہیں کہ اس میں کرسی کا ذکر ہے۔"وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" اس کی کرسی آسمان وزمین کی وسعت رکھتی ہے (پھر فرمایا) آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی بیچ کا آسمان جس میں آفتاب ہے اس کا نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے اور پانچواں اس سے بڑا پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے بڑا ہے پھر یہی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور اس کو ساتویں کے ساتھ اور صحیح حدیث میں آیا کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق ودق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو۔ "مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ مَعَ الْکُرْسِیِّ اِلَّا کَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِیْ اَرْضٍ فَلَاةٍ" اور یہ سب زمین وآسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو، اور ان سب عرش وکرسی وزمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہوسکتی عظمت رب العزت جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال (پھر فرمایا) اولیا کرام فرماتے ہیں۔"مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ

نَظَرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا کَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِی فَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ" سیدی شریف عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو، اللہ اکبر جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمت شان اقدس کو کون خیال کر سکے۔

عرض:۔ صحابۂ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا؟۔

ارشاد:۔ لا الہ الا اللہ ان کے غلاموں اولیائے کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثری تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا "کَیْفَ اَصْبَحْتَ" تم نے کیوں کر صبح کی عرض کی "اَصْبَحْتُ مُؤْمِناً حَقًّا" میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعوی کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوی کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے، عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میری پیش نظر ہے جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں ارشاد فرمایا تم پہنچ لیے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کی پیش نظر ہوتا ہے، اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

عرض:۔ حضور جو اشیا اب تک وجود میں نہ آئیں ان کا وجود سوا زمانے کے اور کسی چیز میں تو ہے نہیں، اور زمانے ہی میں وہ حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں تو زمانہ کا وجود ثابت ہو گیا؟۔

ارشاد:۔ زمانہ کو پہلے موجود مان لوگے جب تو اشیا کا ظرف اسے مانو گے اور وہ ہے موہوم اسکا وجود ہی نہیں وجود اشیا کا ظرف کیا ہے جو صورتیں ان اشیا کی ہوں گی وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

عرض:۔ جس وقت پیش نظر ہیں اس وقت ان اشیا کا وجود نہیں تو ان کی صور کہاں سے آئیں گی لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اپنے وقت وجود میں ان کی صورتیں موجود ہیں وہی پیش نظر

ہوتی ہیں۔

ارشاد:۔ وقت کس چیز کا نام ہے، وقت ہے ہی نہیں، اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زمانے اور جہت میں گھیر دیا کسی چیز کو بغیر زمانے کے نہیں سمجھ سکتے، رب العزۃ زمانے سے پاک ہے مگر بولتے ہیں وہ ازل میں بھی ایسا ہی تھا جیسا اب ہے اور ابد تک ایسا ہی رہے گا۔ تھا اور ہے اور رہے گا، یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک اور حوادث جو ہیں فی الحقیقت وہ بھی زمانے سے جدا ہیں مگر ان کا زمانے سے جدا ہونا عقل بتائے گی اور کسی ذریعہ سے نہ معلوم ہوگا۔

عرض:۔ مشبہ کہتے ہیں "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" یہ اور اس کے سوا جو آیات تشبیہ پر دلالت کرتی ہیں محکم ہیں، اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وغیرہ آیات تنزیہ تشابہ، اسی طرح وہابیہ کہہ دیں کہ "لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ"، محکم اور آیات مثبتہ علم غیب متشابہ، قدریہ کہتے ہیں "وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ" محکم اور مَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ متشابہ اور جبریہ اس کا عکس کہتے ہیں اس کا معیار کیا ہے جس سے محکم اور متشابہ کا امتیاز ہو جائے؟۔

ارشاد:۔ جس آیت کو اس کے ظاہر معنی پر حمل کرنے سے کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہو وہ متشابہ ہے "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ مانا اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اور مرکب اپنے وجود میں اپنے ان اجزا کا محتاج ہے جن سے وہ مرکب ہے جب تک وہ موجود نہ ہو لیں یہ موجود نہیں ہو سکتا، تو خدا کا محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں اور جو قدیم نہ ہو خدا نہیں ہو سکتا، تو سرے سے الوہیت کا ہی انکار ہو گیا، اس لیے ثابت ہوا کہ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" محکم نہیں متشابہ ہے اور "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ" محکم ہے۔ اسی طرح "لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ" کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ کسی طرح کا علم غیب کسی کو نہیں سوائے رب عز و جل کے، حالانکہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے صدہا علوم غیب جنت و نار و ملائکہ و

جن، حساب، ثواب، عذاب، عقاب، میزان، صراط، اعراف کے متعلق بیان فرمائے تو معاذ اللہ کذب الٰہی لازم آیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے عموم ظاہر پر نہیں بلکہ آیات مثبتہ نے علم عطائی کی تخصیص کر دی ہے اور جب اس آیت میں بالعطا و بالذات دونوں کو عام ٹھہرا لیا تو معنی یہ ہو جائیں گے کہ ذاتی علم غیب بھی سوا خدا کے کسی کو نہیں اور عطائی علم غیب بھی کسی کو سوا خدا کے نہیں، معاذ اللہ، کیسا بڑا استحالہ لازم آیا کہ خدا کو کسی دوسرے نے علم عطا کیا تو جاہل ہوا اور جہل نقصان ہے، اور جس میں نقصان ہو خدا نہیں ہو سکتا تو الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہوا، تو یہ اپنے عموم ظاہری پر محکم نہیں ہو سکتی، ہاں اپنے معنی میں ضرور محکم ہے۔ اسی طرح "وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ" کو اگر اس کے ظاہر پر رکھو تو یہ معنی ہوں گے کہ بندے خود ان افعال کا خلق کرتے ہیں تو قرآن عظیم میں جو سوال فرمایا گیا ہے "هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ" کیا خدا کے سوا کوئی اور خالق ہے ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا اور اس کا جواب معاذ اللہ اثبات میں ہوگا کہ ہاں ہزاروں سے زائد خالق خدا کے سوا موجود ہیں جو اپنے افعال کے خود خالق ہیں معاذ اللہ، تو ظاہر ہوا کہ یہ بھی محکم نہیں، بس یہ محکم ہے "لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ. وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ" بندے کچھ ارادہ بھی نہیں کر سکتے جب تک مشیت الٰہی نہ ہو پھر بھی خدا جو کچھ چاہے کرے کوئی اس سے یہ سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ فاعل مختار ہے "يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ" اور بندے جو کچھ بھی کریں ان سے سوال ہوگا باوجود اس کے "وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ. لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ" تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

عرض:۔ تشبیہ صحیح ہے یا تنزیہ؟۔

ارشاد:۔ تشبیہ محض کفر ہے اور تنزیہ محض گمراہی، اور تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ حقہ اہل سنت ہے۔

عرض:۔ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ کا کیا مطلب ہے؟

ارشاد:۔ "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" یہ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ

ہے۔ تشبیہ محض تو یہ ہوئی کہ وہ ہماری ہی طرح ایک جسم من الاجسام ہے اس کے کان آنکھ ہماری ہی طرح گوشت پوست سے مرکب ہیں وہ انہیں سے دیکھتا سنتا ہے اور یہ کفر ہے۔ اور تنزیہ محض یہ کہ دیکھنے سننے میں اس کو بندوں سے مشابہت ہوتی ہے لہٰذا اس سے بھی انکار کر دیا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا دیکھتا سنتا ہے یہ کچھ اور صفات ہیں جن کو دیکھنے سننے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور یہ گمراہی ہے۔ اصل صحیح عقیدہ یہ ہے کہ "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ" یہ تنزیہ ہوئی کہ اس کی مثل کوئی شے نہیں اور "اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" تشبیہ ہوئی، اور جب سننے دیکھنے کو بیان کیا کہ اس کا دیکھنا آنکھ کا، سننا کان کا محتاج نہیں، وہ بے آلات کے سنتا دیکھتا ہے، یہ نفی تشبیہ ہے، کہ بندوں سے جو وہم مشابہت ہوتا اس کو مٹا دیا تو ماحصل وہی نکلا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ۔ (پھر فرمایا) تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ سے تو قرآن عظیم پُر ہے، علم وکلام یقیناً اس کی صفات ہیں یہ تشبیہ ہوئی مگر اس کا علم دل و دماغ و عقل کا اور کلام زبان کا محتاج نہیں، یہ نفی تشبیہ، اور وہی "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ" ہر ایک کے ساتھ مل کر پھر وہی حاصل ہوا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ۔ حیات اس کی صفت ہے، اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس میں اسی طرح روح ہے ہماری ہی طرح اس کی رگ و پے میں خون دوڑتا پھرتا ہے جیسا مشبہ ملاعنہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے۔ اور اگر اس سے انکار کر دیا جائے جیسے ملاحدہ باطنیہ بکا کرتے ہیں کہ وہ "حی لا حی، نور لا نور" ہے، تو یہ کھلی ضلالت ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ حی ہے خود زندہ ہے، اور تمام عالم کی حیات اس سے وابستہ ہے، مگر نہ روح سے کہ روح خود اس کی مخلوق ہے، نہ وہ گوشت و پوست وخون واستخواں سے مرکب ہے نہ وہ جسم ہے۔ جسم وجسمانیات و زمان وجہت سے پاک ہے، یہ وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔ (پھر فرمایا) اصل یہ ہے کہ الفاظ اس کے لیے وضع ہی نہیں کیے گئے، الفاظ تو مخلوق نے مخلوق کے لیے بنائے ہیں۔ خدا کو عالم، قادر، محیی، ممیت، رازق، متکلم، مؤمن، مہیمن، خالق، باری، مصور، وغیرہا صفات سے موصوف کرتے ہیں، اور یہ سب ہیں اسم فاعل، اور اسم فاعل دلالت کرتا ہے حدوث اور زمانہ حال یا زمانہ مستقبل پر، اور وہ حدوث وزمانہ سے پاک ہے۔ "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَبْقٰى

وَجْهُ رَبِّكَ" اوراس کے سوا صد ہا صیغے قرآن پاک نے فرمائے ہیں جو ماضی یا حال یا مستقبل سے خالی نہیں اور وہ زمانوں سے منزہ اور قرآن میں برابر آتا ہے "بِاللّٰهِ، لِلّٰهِ، عَلَى اللّٰهِ، فِي اللّٰهِ، مِنَ اللّٰهِ" اور ب آتی ہے الصاق کے لیے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شے اس سے ملتصق ہو سکے، لام آتا ہے نفع کے لیے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کسی شے سے اس کو نفع پہنچ سکے، علی آتا ہے ضرر یا استعلا کے لیے، اور وہ اس سے برتر ہے کہ کسی شے سے اس کو ضرر پہنچ سکے، وہ اس سے متعالی ہے کہ کوئی اس سے بلند ہو سکے، فی آتا ہے ظرفیت کے لیے، اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی شے کا ظرف بن سکے۔ من آتا ہے ابتدائے غایت کے لیے، اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا ابتدائی کنارہ یا حد ابتدائی بن سکے۔ الی آتا ہے انتہائے غایت کے لیے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا انتہائی کنارہ بن سکے۔ فی الحقیقت یہ سب افعال واسماء وحروف اپنے معانی حقیقیہ سے معدول ہیں۔ (پھر فرمایا) یہ سب وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔

مؤلف:۔ مولوی حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی سلمہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ قرآن عظیم میں۔ "يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ" ہے یعنی سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے جن ان کی حسب منشا محرابیں اور تصویریں بناتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ اگلی شریعتوں کو جب رب عزوجل بغیر انکار کے بیان فرمائے تو وہ احکام ہمارے لیے بھی ہوتے ہیں، اور تصویروں پر قرآن عظیم میں انکار نہ فرمایا اور جن احادیث سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب آحاد ہیں تو قرآن عظیم کو منسوخ نہیں کر سکتیں، یہ شبہہ دل میں لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا حضور والا حرمت تصاویر متواتر ہے؟۔

ارشاد:۔ ہاں حرمت تصاویر متواتر ہے، مگر وہ احادیث جن سے حرمت ثابت ہوتی وہ سب فرداً فرداً آحاد ہیں، مگر مجموعہ سے حرمت متواتر ہو جاتی ہے، تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی ہے اور حدیث متواتر المعنی قرآن عظیم کو منسوخ کر سکتی ہے جیسے ایسی احادیث نے "يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ" کو منسوخ

کردیا۔(۱)

عرض:۔ اللہ کا لفظ مرکب ہے یا مفرد؟۔

ارشاد:۔ مشہور یہ ہے کہ ال تعریف اور الہ سے مرکب ہے ہمزہ کی حرکت لام کو دیکر اس کو حذف کر دیا اور لام کو لام میں ادغام کر دیا لفظ اللہ ہو گیا مگر مجھے دوسرا قول پسند ہے کہ لفظ اللہ مرکب نہیں بلکہ بہیت کذائیہ علم ہے ذات باری کا کہ جس طرح اس کی ذات غیر مرکب ہے اسی طرح اس کا نام بھی غیر مرکب ہونا چاہیے اور ان کا مؤید اس کا طرز استعمال بھی ہے کہ وقت ندا اس کا الف نہیں گرتا یا اللہ میں ایسا نہیں ہوتا کہ ہمزہ اور الف گر کری لام میں لجائے، اگر لام تعریف ہوتا تو ضرور ایسا ہوتا کہ اس کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اور منادی بیا معرف باللام کے پہلے ایہاز یادہ کرتے ہیں یہاں حرام ہے اور اگر معنی کا تصور کر کے ہو تو کفر ہے لکھا کے معنی ہوتے ہیں ایک مبہم ذات جس کا بیان آگے ہے، وہاں ابہام کیسا، وہ تو اعرف المعارف ہے ہر شے کو تعین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا) وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اسکا بے غایت ظہور وہی سبب ہو گیا اس کی بے نہایت بطون کا۔ قاعدہ ہے کہ شے جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہوتی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی۔ آفتاب طلوع کے بعد کچھ بخارات سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے، خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آجاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے، مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے، اس لیے اگرچہ ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے لوں گا، ہرگز نہیں

(۱) یہ حضرت کی کرامت کہیے تو بجا ہے اور یہ اسی بار نہیں اکثر ایسا ہوا ہے کہ شبہ بیان ہوا نہیں اور جواب فرما دیا ۱۲ مؤلف غفرلہ)

لے سکتا۔ بلاتشبیہ ذات باری تعالیٰ بے حد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بے حد باطن تھی، تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کردے۔

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض   یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت کے کچھ حاصل کرلوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے، بغیر اس توسل کے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی۔ کون ہے جس سے تمام عالم منور وموجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے، وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ "هُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ جُعِلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ يُعْطِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَيَمْنَعُ مَنْ يَّشَاءُ لَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ" حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۂ سر الٰہی اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں، رب العزۃ جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کردیے، جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے، کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہی معنی ہیں "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ" جز ایں نیست کہ میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا، وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان، جان سے ہے بقا، وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

عرض:۔ یہ حدیث ہے۔ "لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ"۔

ارشاد:۔ میں نے حدیث میں نہیں دیکھا، ہاں صوفیہ کی کتاب میں آیا ہے۔ "لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوْبِيَّتِيْ" بایں ہمہ معنی صحیح اور صحیح حدیث کے موافق ہے۔ صحیح حدیث میں ہے "خَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا" اے میرے حبیب، میں نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ جو عزت اور

منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پچھوا دوں، اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دارالعمل اور آخرت دارالجزا ہے جب دارالعمل نہ ہوتا دارالجزا کہاں سے آتا یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا، اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض:۔ موت وجودی ہے یا عدمی؟۔

ارشاد:۔ موت اور حیات دونوں وجودی ہیں۔ قرآن عظیم فرماتا ہے۔ "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً" اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے قبضہ میں جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مرجاتا ہے، اور حیات ایک گھوڑے کی شکل پر ہے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی سواری میں جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے (پھر فرمایا) اللہ اکبر، یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عز جلالہ کے کوئی اس سے نہ بچے گا۔ جب آیت نازل ہوئی "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزۃ جل جلالہ کا، فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں، پھر آیت نازل ہوئی "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے، فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے۔ جب آسمان وزمین سب فنا ہو جائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے حملہ عرش (عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے، ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے، عزرائیل، اب کون باقی ہے، عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا، ارشاد فرمائے گا جبرئیل کی روح قبض کر، جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی روح قبض کریں گے، وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں رب العزۃ

کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے، پھر فرمائے گا، عزرائیل، اب کون باقی ہے، عرض کریں گے، باقی ہیں تیرے بندے میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور عرش کے اٹھانے والے، اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا، فرمائے گا، میکائیل کی روح قبض کر، میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے، پھر ارشاد فرمائے گا، عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل، عزرائیل اور حملۂ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے، اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا ارشاد فرمائے گا اسرافیل کی روح قبض کر، اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح اور تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے حملۂ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا فرمائے گا حملۂ عرش کی روح قبض کر وہ سب بھی اسی طرح مر جائیں گے پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور کبھی فنا نہ ہوگا ارشاد فرمائے گا "مُتْ" مرجا، عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند رب العزۃ کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور روح نکل جائے گی۔ اس وقت سوا رب العزۃ جل جلالہ کے کوئی نہ ہوگا، اس وقت ارشاد ہوگا "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ" آج کس کے لیے بادشاہت ہے کوئی ہو تو جواب دے خود رب العزۃ جل جلالہ جواب فرمائے گا "لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" اللہ واحد قہار کے لیے ہے، جب تک چاہے گا یہی حالت رہے گی پھر جب چاہے گا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کو زندہ فرمائے گا وہ صور پھونکیں گے، قیامت قائم ہوگی، حساب ہوگا، جنتی جنت میں اور ابدی دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، اور گنہگار مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے کہ منادی جنت و دوزخ کے درمیان جنت و دوزخ والوں کو ندا کرے گا جہنمی نہایت خوشی کے ساتھ جھانکنے لگیں گے کہ شاید نجات کے لیے ہم کو ندا دی گئی ہے اور جنت والے نہایت خوف کے ساتھ جھجکتے ڈرتے

غرفات جنت سے جھانکیں گے کہ کہیں پھر ہم سے کوئی خطا ہوگئی ہے جس سے دوزخ میں بھیج دیے جائیں گے پھر موت کا مینڈھا لایا جائے گا جنتیوں سے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر جہنمیوں کی طرف منہ کر کے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے پھر جنت و دوزخ کے درمیان یحیٰی علیہ الصلاۃ والسلام اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح فرمائیں گے پھر جہنمیوں سے کہا جائیگا اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو کبھی مرنا نہیں بالکل مایوس ہو کر پلٹیں گے ایسا رنج ان کو کبھی نہ ہوا ہوگا، پھر جنتیوں سے کہا جائے گا اب تم جنت میں ہمیشہ رہو، اب کبھی مرنا نہیں، وہ نہایت خوش ہو کر پلٹیں گے ایسی خوشی ان کو کبھی نہ ہوئی ہوگی۔

عرض:۔ تراویح میں ختم کے روز مُفْلِحُوْنَ تک پڑھنا کیسا ہے؟

ارشاد:۔ سنت ہے۔ حدیث میں ایسا کرنے والے کو حال مرتحل فرمایا ہے یعنی منزل پر پہنچ کر کوچ کر دینے والا جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا اب تو ختم کر چکا پھر جب مُفْلِحُوْنَ تک پڑھتا ہے کہتا ہے یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہے گا۔ مایوس ہو جاتا ہے اس کی امید ٹوٹ جاتی ہے۔

عرض:۔ جن دو رکعتوں میں اول میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور دوسری میں "الٓمّٓ، مُفْلِحُوْنَ" تک پڑھا جائے گا ان میں خلاف ترتیب لازم آئے گا؟۔

ارشاد:۔ کیوں لازم آئے گا اولیائے کرام نے ایک ایک رکعت میں دس دس ختم کیے ہے آخر ان میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے بعد الٓمّٓ پڑھا ہی ہوگا۔

عرض:۔ سورۂ اخلاص کا تراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ مستحب ہے، صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کے ثواب کے ملنے کی امید ہے۔

عرض:۔ یہ بھی آیا ہے کہ سورہ کافرون ربع قرآن ہے تو اس کو اگر چار مرتبہ پڑھے؟

ارشاد:۔ خیر مسلمانوں میں رائج یوں ہے اور سورۂ اخلاص کا ثلث قرآن ہونا متواتر حدیث میں ہے اور سورۂ کافرون کا ربع ہونا متواتر نہیں۔

عرض:۔ بعض لوگ قُلْ هُوَ اللهُ شریف تین بار پڑھتے ہیں اور ہر بار بِسْمِ اللهِ بآواز پڑھتے ہیں؟۔

ارشاد:۔ ایک بار بآواز تسمیہ ہونا چاہیے خواہ کہیں ہو الم کے اول ہو یا سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے اول ہو یا سورۂ اخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو۔

عرض:۔ "وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِنَ الْمَثَانِي" سے کیا مراد ہے؟۔

ارشاد:۔ سبع مثانی کی تفسیر کی گئی ہے سورۂ فاتحہ شریف کے ساتھ۔

عرض:۔ قبرستان میں بآواز قرآن عظیم پڑھنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ ایسی آواز سے پڑھنا مستحسن ہے کہ اموات سنیں اور ان کا دل بہلے، نہ اتنی کریہہ آواز سے کہ مردے کو بھی پریشان کرے۔

عرض:۔ وقت دفن اذان کیوں کہی جاتی ہے؟۔

ارشاد:۔ دفع شیطان کے لیے۔ حدیث میں ہے کہ اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہے کہ روحا تک بھاگتا ہے، اور روحا مدینہ طیبہ سے ۳۶ میل ہے۔ اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں۔ 'مَنْ رَبُّكَ' تیرا رب کون ہے، یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے۔ جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا پھر سوال کرتے ہیں "مَا دِيْنُكَ" تیرا دین کیا ہے، اس کے بعد سوال کرتے ہیں "مَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ" ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضۂ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے، شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی، اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لیے "هٰذَا النَّبِي" نہ کہیں گے۔ 'هٰذَا الرَّجُل' کہیں گے۔

عرض:۔ یہ زمین قیامت کے روز دوسری زمین سے بدل دی جائے گی؟۔

ارشاد:۔ ہاں ان زمین و آسمان کا دوسرے زمین و آسمان سے بدلا جانا تو قرآن عظیم

سے ثابت ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ "يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" جس دن بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی اور کھل جائیں گے (قبروں سے لوگ) اللہ واحد قہار کے لیے۔ مگر آسمان کے لیے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کا ہے کا ہوگا، ہاں زمین کے بارہ میں صحیح حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائے گا، صحابی جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد میل مسافت ہے یا میل سرمہ۔ (پھر فرمایا) اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفتاب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف پیٹھ کیے ہے اُس روز کہ سوا میل پر ہوگا اور اس طرف مونھ کیے ہوگا، اُس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا، اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کی کردی جائے گی۔ (پھر فرمایا) اور جنت میں چاندی کی زمین ہو جائے گی اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں جانوروں کے لیے جو روز ازل سے روز آخر تک پیدا ہوئے ہوں گے۔ حدیث میں ہے کہ رحمٰن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے۔ اس وقت کروی شکل پر ہے اس لیے اس کی گولائی ادھر کی اشیا کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کردی جائے گی کہ اگر ایک دانا خشخاش کا اس کنارے پر پڑا ہو تو اس کنارۂ زمین سے دکھائی دے گا۔ حدیث میں ہے "يُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ" دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

عرض:۔ حضور یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر بنادی جائے گی؟۔

ارشاد:۔ میں نے نہ دیکھا، ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اس لیے مسلمان کے لیے زمین مثل روٹی کے ہو جائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔

عرض:۔ حضور والا یہ صحیح ہے کہ کعبہ معظمہ جنت میں جائے گا؟

ارشاد:۔ ہاں کعبہ معظمہ اور تمام مساجد۔

عرض:۔ اور حضور روضۂ اقدس؟

ارشاد:۔ روضۂ اقدس افضل ہے یا کعبہ معظمہ۔
عرض:۔ روضہ اقدس؟۔
ارشاد:۔ پھر جب مفضول جائیگا تو افضل کے جانے میں کیا شبہہ، صرف روضہ اقدس ہی نہیں بلکہ تمام تربتیں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی۔
عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے؟۔
ارشاد:۔ نہیں۔
عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے؟۔
ارشاد:۔ نہیں۔
عرض:۔ کیوں، کیا بے ادبی ہے؟۔
ارشاد:۔ ہاں۔
عرض:۔ سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے عصا میں دیمک لگ جانا صحیح ہے؟۔
ارشاد:۔ ہاں سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام جنوں سے بیت المقدس بنوا رہے تھے اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ خود کھڑے ہو کر کام لیتے تھے اگر آپ وہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو وہ معمار شرارت کرتے تھے ابھی ایک سال کا کام باقی تھا کہ آپ کے انتقال کا وقت آ گیا آپ نے غسل فرمایا کپڑے نئے پہنے خوشبو لگائی اور اسی طرح تشریف لائے اور عصا پر تکیہ فرما کر کھڑے ہو گئے عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کی روح قبض کر لی آپ اسی طرح عصا پر ٹیک لگائے رہے پہلے تو جنوں کو رات کو فرصت مل بھی جاتی تھی اب دن رات برابر کام کرنا پڑتا تھا حضرت ہر وقت کھڑے ہی رہتے تھے اور اجازت مانگنے کی کسی میں ہمت نہ تھی ناچار سال بھر تک یکلخت رات دن برابر کام کیا، انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجسام بعینہا ویسے ہی رہتے ہیں ان میں کوئی تغیر نہیں آتا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کا جسم مبارک بھی اسی طرح رہا، جب کام پورا ہو چکا دیمک کو حکم ہوا، اس نے آپ کے عصا کو کھانا شروع کیا، جب عصا کمزور ہوا آپ نیچے تشریف لائے، جن پہلے غیب کے علم کا

ادعا رکھتے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ"
کھل گیا جنوں کا حال کہ اگر غیب جانتے کیوں رہتے ایک سال سخت عذاب میں۔

عرض:۔ کیا حضور حیوانات بھی ناطق ہیں؟۔

ارشاد:۔ بلاشبہ۔

عرض:۔ انسان کو اور حیوان سے تمیز ناطق ہی تھی ناطق ہی فصل ہے اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال؟۔

ارشاد:۔ یہ تمیز کس کے نزدیک ہے۔ جاہل فلاسفہ حمقاء کے نزدیک۔ ہر شے ناطق ہے ، شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں، نص ہے "قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ" اعضا کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شے کو ناطق کر دیا اور نصوص کا ان کے ظواہر پر حمل واجب۔ بلاضرورت ان میں تاویل باطل و نامسموع۔ "اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ" کوئی شے ایسی نہیں کہ اللہ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ، ہر شے مکلف ہے ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ۔

عرض:۔ "كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ" سے ان کا نماز پڑھنا ثابت ہے؟۔

ارشاد:۔ اول تو یہ آیت خاص پرندوں اور ذوی العقول کے باب میں ہے، سباق آیت ہے "اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۚ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ" کیا نہیں دیکھتے جو لوگ زمین و آسمان میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو پہچان لیا۔ دوسرے یہ کہ اس آیت میں لف ونشر مرتب مانا جائے کہ من فی السمٰوات والارض نے اپنی نماز کو جان لیا، اور پرندوں نے اپنی تسبیح کو۔ تیسرے یہ کہ اگر اس آیت کو عام رکھا جائے تو از قبیل عطف عام علی الخاص ہو جائے گا، جمادات نباتات کی نماز وہی ان کا ایمان و تسبیح ہے (پھر فرمایا) ان میں مادۂ معصیت بھی ہے، ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے، اہل کشف فرماتے ہیں، تمام جانور تسبیح کرتے ہیں، جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت

ان کو موت آتی ہے، ہر پتا تسبیح کرتا ہے، جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے۔ جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں، غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی، شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے، اس نے کہا۔ "اَلْحَلَائِلُ لَایَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ" بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں "فَاَعْقَمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی" تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا، پھر صبا (یعنی پُروائی) سے فرمایا۔ "فَقَالَتْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان تھی، اس پار مسلمان تھے اس پار کفار، ادھر صبح تک چراغ جلتے رہے اور دوسری طرف اونٹ بارہ بارہ کوس پر گرے، تو پروائی کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا) ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا اور کچھ، وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ۔ حدیث ہے "مَامِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَیَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا مَرَدَةَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ" کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔

عرض: پھر انسان اور دیگر حیوانات میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟۔

ارشاد: عقل ہے اور وہ تکالیف شرعیہ جو رکھی گئی ہیں اس پر اور وہ امانت ہے جس کو اٹھا لیا انسان نے۔ "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

عرض: حضور والا وہ امانت کیا تھی؟۔

ارشاد: اس میں اختلاف ہے علما فرماتے ہیں وہ عشق الٰہی ہے (پھر بیان سابق کی طرف توجہ فرمایا) علما فرماتے ہیں جو ان کے سمع و ادراک پر ایمان نہ لائے اس کے ایمان

میں نقص ہے یہ سب ایمان لائے ہیں حضور پر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی چیز ایسی نہیں یہاں تک کہ مصنوعات انسانیہ جیسے (اپنی گھڑی اور ڈبیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہ گھڑی یہ ڈبیہ کہ ان کو انسان نے بنایا ہے مگر روز ازل سب سے عہد لیا گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اگر فہم وادراک نہ تھا تو یہ عہد کیسا۔ قرآن عظیم میں ہے۔"فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعاً اَوْ كَرْهاً، قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ" فرمایا آؤ تم خوشی سے یا مجبوراً (کہ چاہتے نہ تھے مگر مجبور ہو کر چلے آئے) تو انھوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آئے جس طرح تمہارا بدن نہیں سمجھتا وہ روح سمجھتی ہے جو اس بدن سے متعلق ہے اسی طرح وہ اجسام بھی سننے سمجھنے والے نہیں بلکہ وہ روحانیتیں جو ان سے متعلق ہیں۔

عرض:۔ تو پھر یہ تقسیم موجودات دنیا کی حیوانات، نباتات، جمادات کی طرف غلط ٹھہرے گی؟۔

ارشاد:۔ ہاں یہ ظاہر بینوں کی تقسیم ہے اور ظاہر نظر میں یہ تقسیم صحیح بھی ہے مگر نظر دقیق میں نہیں۔ ابتدائے اسلام میں کفار دشمن سخت تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ سے آواز آئی حضور مجھ پر نہ تشریف لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا، سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی "اِلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" یارسول اللہ، حضور میری طرف تشریف لائیں، سرکار اس پر تشریف لے گئے۔ تو اگر علم وادراک ونطق نہ تھا تو کیونکر ایسا ہوا۔ جب آیہ کریمہ نازل ہوئی "وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پہاڑوں نے رونا شروع کیا، یہ آنسو ہیں دریا جو بہہ گئے ہیں (پھر فرمایا) رجوع و خشوع و خضوع عام ہے تمام حیوانات ونباتات وجمادات کو "يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ" داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے لوہے کا نرم ہو جانا اسی کے حکم سے تھا، محض ارادۃ اللہ سے موم ہو جاتا تھا جیسے ٹھنڈا ہو جانا آگ کا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر، فرمایا "يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى

اِبْرَاهِيْمَ" اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر یٰنَارُ" عام فرمایا تھا جتنی آگیں تھیں دنیا کی سب ٹھنڈی ہو گئیں، روئے زمین پر کہیں آگ کا نام و نشان نہ رہا، اور یہ آگ تو ایسی ٹھنڈی ہو گئی کہ علما فرماتے ہیں اگر 'سَلَامًا' نہ فرماتا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔ کئی کوس کے گرد میں وہ آگ تھی، کوئی اس کے قریب بھی نہ جا سکتا تھا، اب فکر ہوئی کہ ان کو ڈالیں گے کیونکر، شیطان ملعون آیا اور گوپھن بنانا سکھایا کہ اس طرح کا بنا کر اس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو بٹھا کر پھینک دو، جب آپ کو گوپھن میں بٹھا کر پھینکا، آپ آگ کی محاذات پر آئے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے، عرض کی "اَلَکَ حَاجَةٌ اِبْرَاهِيْمُ" کوئی حاجت ہے، فرمایا "اَمَّا مِنْکَ فَلَا" ہے تو مگر تم سے نہیں، عرض کی تو جس سے ہے اسی سے کہیے، فرمایا "عِلْمُهٗ بِحَالِيْ كَفَانِيْ عَنْ سُؤَالِيْ" وہ خود جانتا ہے، عرض کی ضرورت نہیں۔ "قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓي اِبْرَاهِيْمَ"۔

عرض:۔ یہ صحیح ہے کہ حیوانات مٹی ہو جائیں گے تو ان کی ارواح کہاں جائیں گی؟۔

ارشاد:۔ مٹی ہو جائیں گی یہ تو ثابت ہے، آگے کچھ نہ فرمایا شرع نے، جو حیوانات موذی ہیں وہ دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لیے جائیں گے ان کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی جس طرح فرشتگان عذاب کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائے گا، اور بلعم اس کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائے گا، اور ناقۂ صالح علیہ الصلاۃ والسلام اور ناقۂ عضبا جنت میں جائیں گے، باقی حیوانات مٹی کر دیے جائیں گے۔ ان کو مٹی ہوتا دیکھ کر کفار کہیں گے "يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا" کاش میں بھی (انہیں کی مانند) مٹی ہو جاتا۔

عرض:۔ کیا حضور جنت میں جنات نہ جائیں گے؟۔

ارشاد:۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے جنت میں سیر کو آیا کریں گے (پھر فرمایا) جنت تو جاگیر ہے آدم علیہ السلام کی، ان کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت
مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصایا مبارکہ

ملفوظ ومکتوب

وصایا شریف

اور

واقعات رحلت

مرتبہ

مولانا حسنین رضا خاں

ناشر
قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَحِزْبِہٖ وَابْنِہٖ مَدَی الدَّھْرِ اَبَداً اَبَداً۔

بحیثیت اس کے کہ یہ رسالہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصایا پر مشتمل ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مکتوب وصایا کے ساتھ بعض ان ملفوظ وصایا کو بھی جمع کردوں جو زمانۂ علالت میں وقتاً فوقتاً ارشاد ہوئے۔

یوں تو ان کی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہمیشہ نصائح کے انمول موتیوں سے دامن مراد بھر کر اٹھا مگر خوش خبری ہے اس کو جس نے ان نصائح کو گوش دل سے سنا اور ان پر عمل کیا۔ افسوس ہے کہ وہ جواہر زواہر اس درفشانی کے ساتھ ہی سلک تحریر میں نہ آسکے، جو دو چار باتیں میرے خیال میں ہیں حوالۂ قلم کرتا ہوں۔ اسی اثنا کے بعض حالات کا بھی اضافہ کروں گا۔

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴ محرم ۱۳۴۰ھ کو بھوالی سے تشریف لائے، مسلمانان بریلی نے بڑا شاندار استقبال کیا، حضور والا کے تشریف لاتے ہی بریلی میں چہل پہل ہوگئی۔ بھوالی میں اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا۔ اس سے ضعف شدید ہوگیا، وطن اور بیرونجات کے دور دراز مقامات سے مسلمان عیادت و بیعت کے لیے گروہ در گروہ آتے جاتے رہے۔

باوجود نقاہت ان کی ہر مجلس عیادت تذکیر و نصائح کا ذخیرہ ہوتی۔ ان کی کبھی کوئی مجلس سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی۔ مگر اس دوران علالت میں بکثرت ذکر شاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے۔ تضرع وخشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث رقاق ذکر فرماتے، خود اپنی نیز حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ اکثر اوقات فرماتے کہ جس کا خاتمہ

ایمان پر ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔ کبھی فرماتے اگر بخش دے اس کا فضل ہے نہ بخشے تو عدل ہے۔ عرس شریف میں قل کے وقت لوگوں کو مکان میں طلب فرمایا، یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور۔ مولانا امجد علی صاحب نے کچھ وصایا شریف قلم بند کیے تھے جو خود حضور اقدس نے القا فرمائے تھے، افسوس ہے کہ وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ ان کا اب تک پتہ نہ چلا۔

روز عرس کچھ کلمات طیبات جو بطور وصایا ارشاد ہوئے ان کی برکات سے حصہ لینے کے لیے گوش گذار ناظرین کیے جاتے ہیں۔

ملفوظ وصایا

پیارے بھائیو! "لَآ اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ" مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ تین ہی وقت ہوتے ہیں، بچپن، جوانی، بڑھاپا، بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا، اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے، اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سنا تا رہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی۔ اور دوسری خود میری۔

تم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزۃ جل جلالہ کے نور ہیں۔ حضور سے صحابہ

روشن ہوئے۔ ان سے تابعین روشن ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اور ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ ہم سے لو، ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔

وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا۔ اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لیے ان باتوں کو خوب سن لو، حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لیے نور و نجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اس کے لیے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں، اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔

اور دوسری میری وصیت ہے۔ آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کیے، مجھے نہ کرنے دیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دیے ہیں آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں، اور حاضرین پر میرا فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے میری معافی کرا لیں۔

ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے

نکلتے نوے (۹۰) برس سے زائد ہو گئے۔ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا، جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کرلی۔ غرض کہ میں نے اپنی صغرسنی میں کوئی باران پر نہ رہنے دیا۔ جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں۔ تم ہو۔ مصطفیٰ رضا ہیں۔ تمہارا بھائی حسنین ہے، سب مل کر کام کرو گے تو خدا کے فضل و کرم سے کرسکو گے۔ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اس کے بعد اپنے پسماندوں کے حق میں خدمت دین و ترقی علم کی دعا فرمائی۔

ان مبارک وصایا نے مجمع پہ ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ لوگوں کا اس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ کچھ اس روز ہی اپنی رحلت کی تصریح نہ فرمائی بلکہ اس کے بعد سے یوم الوصال تک لگاتار خبریں اپنی وفات شریف کی دیں، اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ منٹ کی خبر ہے۔ میں نے تمام واقعات اپنی ان آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ میں یہ کہنے کے لیے بالکل مجبور ہوں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو تفرد اور امتیاز دور جدید کے علمائے ظاہر میں رکھتے تھے وہ ہی علو و برتری انھیں طبقہ اولیا میں بھی حاصل تھی۔ ان کثیر اخبار میں سے بعض کو حوالۂ قلم کرتا ہوں۔

اخبار ارتحال

رمضان شریف ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰ حضرت بھوالی تشریف رکھتے تھے اور آپ کی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں مقیم تھیں۔ یہ کم وبیش تین برس سے علیل تھیں اور ایسی سخت کہ بارہا مایوسی ہو چکی تھی۔ جب نماز عید پڑھانے کے لیے نینی تال تشریف لانا ہوا تو صاحبزادی صاحبہ نے اشتداد مرض کی کیفیت عرض کی۔ سنا، چلتے وقت فرمایا کہ میں ان شاء اللہ تمہارا داغ نہ دیکھوں گا۔ حالانکہ وہ بہت زیادہ بیمار تھیں، اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ روز ہی زندہ رہیں۔ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

وصال شریف سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا۔ جناب بھائی حکیم حسنین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی....... بھائی صاحب قبلہ کو نبض نہ ملی..... دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے؟ انہوں نے گھبراہٹ اور پریشانی میں عرض کیا، ضعف کے سبب سے نہیں ملتی۔ اس پر دریافت فرمایا: آج کیا دن ہے؟.. لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے۔ ارشاد فرمایا جمعہ پرسوں ہے۔ یہ فرما کر دیر تک "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" پڑھتے رہے۔

شب پنجشنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں، شاید کوئی ضرورت ہو، منع فرمایا: جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا: انشاء اللہ یہ رات وہ نہیں ہے جو تمہارا خیال ہے تم سب سو رہو وصال کے روز ارشاد فرمایا....... پچھلے جمعہ میں کرسی پر جانا ہوا..... آج چارپائی پر جانا ہوگا۔ پھر فرمایا...... میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

عالی جناب چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرہ (جو اعلیٰ حضرت قبلہ کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حکیم عابد علی صاحب کوثر، سیتا پور کے ایک پرانے طبیب ہیں، صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں، میرے خیال سے انہیں بلا لیا جائے۔ ارشاد فرمایا کہ انسان آخر وقت تک تدبیر نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا۔

جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا، بھائی حکیم حسنین رضا خاں صاحب حاضر خدمت تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی۔ ارشاد فرمایا: خیال رہے معدہ خالی ہے، ڈکار خشک آئی ہے۔ اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئے۔

جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں۔ جائداد کے متعلق وقف نامہ تکمیل فرمایا۔ جائداد کی چوتھائی آمدنی مصرف خیر میں رکھی۔ باقی اپنے ورثا پر بہ حصص شرعی وقف علی الاولاد فرمادی۔ پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا جو درج ذیل ہے۔

☆☆☆

مکتوب وصایا

جو وصال شریف سے دو گھنٹہ ۱۷ منٹ پیشتر قلم بند کرائے اور آخر
میں حمد و درود شریف و دستخط خود دست اقدس سے تحریر فرمائے۔

(۱) شروع نزع کے وقت کارڈ لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے جب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ آئے۔

(۲) سورۂ یٰسین و سورۂ رعد باآواز پڑھی جائیں۔ کلمۂ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر باآواز پڑھا جائے۔ کوئی چلا کر بات نہ کرے۔ کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔

(۳) بعد قبض فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کر دی جائیں، بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہہ کر نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے۔ ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کر دیے جائیں۔ پھر اصلاً کوئی نہ روئے۔ وقت نزع میرے اور اپنے لیے دعائے خیر مانگتے رہو۔ کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جنازہ اٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

(۴) غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو۔ حامد رضا خاں وہ دعائیں کہ فتاویٰ میں لکھی ہیں خوب ازبر کر لیں تو وہ نماز پڑھائیں، ورنہ مولوی امجد علی۔

(۵) جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو۔ جنازہ کے آگے اگر پڑھیں تو ”تم پہ کروڑوں درود“ اور ”ذریعۂ قادریہ“۔

(۶) خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے۔ یوں ہی قبر پر۔

(۷) قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں۔ دہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھ کر لٹائیں۔ پیچھے نرم مٹی کا پشتارہ لگا دیں۔

(۸) جب تک قبر تیار ہو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ. اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عُبَيْدَكَ هٰذَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں۔ اناج قبر پر نہ لے جائیں، یہیں تقسیم کر دیں، وہاں بہت غل

ہوتا ہے اور قبروں کی بے حرمتی۔

(۹) بعد تیاری قبر سرہانے الٓمّٓ تا مُفۡلِحُوۡنَ پائتی اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ تا آخر سورہ پڑھیں اور سات بار باآواز بلند حامد رضا خاں اذان کہیں۔ پھر سب واپس آئیں اور مُلَقِّنْ میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر تین بار تلقین کریں پیچھے پیچھے ہٹ ہٹ کر۔ پھر اعزا احبا چلے جائیں۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے چلے آئیں۔ اور اگر تکلیف گوارا ہوسکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہہ میں قرآن مجید ودرود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اس نئے مکان سے دل لگ جائے۔ (جس وقت وصال فرمایا اس وقت سے غسل شریف تک قرآن عظیم باآواز پڑھا گیا۔ پھر تین شبانہ روز مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن عظیم جاری رہی)۔

(۱۰) کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(۱۱) فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقرا کو دیں۔ اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(۱۲) اعزا سے اگر بہ طیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیا سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف، خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ۔ خواہ بکری کا شامی کباب۔ پراٹھے اور بالائی، فیرنی، ارد کی پھریری دال مع ادرک ولوازم۔ گوشت بھری کچوریاں۔ سیب کا پانی۔ انار کا پانی۔ سوڈے کی بوتل۔ دودھ کا برف۔ اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب جانو۔ مگر بطیب خاطر۔ میرے لکھنے پر مجبورانہ نہ ہو۔

(۱۳) ننھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خاں کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل، یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں، نہ رو رعایت سے۔ ان کی غلط فہمی ہے ان پر ان کی اطاعت ومحبت واجب ہے۔ اور ان پر ان سے محبت و شفقت لازم۔ جو اس کے خلاف کرے گا اس سے میری روح ناراض ہوگی۔

(۱۴) رضا حسین، حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔ والسلام۔

۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعہ مبارکہ ۱۲ ربج کر ۲۱ رمنٹ پر یہ وقتی وصایا قلم بند ہوئے۔

دستخط........

بقلم خود بحالت صحت حواس۔ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ اِلٰى اَبَدِ الْاٰبِدِيْنَ. اٰمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

بعض واقعات

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ وصال شریف تک کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے وقت پوچھا عرض کیا گیا۔ فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھ دو۔ یکا یک ارشاد فرمایا۔ تصاویر ہٹا دو، یہاں تصاویر کا کیا کام۔ یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا۔ یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ۔ پھر ذرا وقفہ سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد حامد رضا خانصاحب سے ارشاد فرمایا۔ وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب سلمہ سے پھر ارشاد ہوا۔ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو، یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو۔ اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں۔ حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں۔ ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر، زبر میں اس وقت فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتا دی۔

اس کے بعد سید محمود علی صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لائے ان کے ساتھ اور لوگ بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت جو جو حضرات اندر گئے سب کے سلام کے جواب دیے۔ اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا۔ ڈاکٹر

صاحب نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے حال دریافت کرنا چاہا مگر وہ اس وقت حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے۔ ان سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا۔

سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا، جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس انفاس کا ختم ہوتا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے۔ اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔ ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک نماز جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبان خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں۔ جاں کنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے۔ ورنہ کم از کم شکن پڑ جاتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو، یہ جسم وروح جیسے دو پرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہے۔ مگر بجائے کلفت مسرت دیکھی۔ وہ وصال محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے۔ وصال محبت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ عزیز واقارب گرد وپیش حاضر ہیں مگر کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے یقیناً وہ ایسی ذات سے عنقریب ملا چاہتے ہیں جو ان کو سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیاری اور محبوب حقیقی ہے۔

غسل شریف:۔ غسل شریف میں علمائے عظام اور سادات کرام اور حفاظ شریک تھے۔ جناب سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی، جناب مولانا امجد علی صاحب نے حسب وصیت شریف غسل دیا اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مراد آبادی نے مدد دی۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اور سید محمود جان صاحب اور سید ممتاز علی صاحب اور عم مکرم جناب مولانا محمد رضا خان صاحب نے پانی ڈالا، یہ خاکسار اور جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب اور جناب لیاقت علی خاں صاحب رضوی اور منشی فدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں مصروف رہے۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب علاوہ دیگر خدمات غسل کے

وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کراتے رہے۔ مخدومنا مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب نے مواضع سجود پر کافور لگایا، جناب مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب نے کفن شریف بچھایا (میں نے نام اور کام اپنی تمام یاد پر لکھے ہیں۔ اگر کسی صاحب کے نام وکام سے سہو ہوا ہو تو معاف فرمائیں) عین وقت غسل ایک حاجی صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ سے ملنے تشریف لائے انہیں یہاں آکر وصال شریف کی خبر ہوئی تحفہ میں زمزم شریف اور مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے تھے۔ زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعت رخصت میں لادیا گیا۔ تاجدار مدینہ کے قربان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ طیبہ سے سرکاری عطا عین وقت پر پہنچی۔ وصال محبوب کے لیے وہ ان کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے۔

غسل شریف سے فراغ حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا۔ گھر میں عورتوں کی اور باہر مردوں کی بیحد کثرت تھی۔ عورتوں نے زیارت کرلی۔ لوگوں میں اینا جوش کبھی نہ دیکھا گیا۔ کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا۔ وجد وشوق نے لوگوں کو از خود رفتہ و بے خود بنا دیا تھا۔ جو جنازہ تک پہنچ لیے وہ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے، اور جو نہ پہنچے تھے وہ اس کی کوشش میں کٹنے مرنے کو تیار تھے، آج اپنے پرائے سب ایک تھے۔ وہابی، رافضی، نیچری، حتی کہ گاندھوی تک بکثرت موجود تھے۔ ایک رافضی المذہب انتہائی کوشش اور پوری طاقت صرف کر کے جنازہ تک پہنچا اسے ایک سنی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ مدت العمر اعلیٰ حضرت کو تم لوگوں سے نفرت رہی جنازہ کو کاندھا نہ دینے دوں گا۔ اس نے کہا بھائی اب مجھے یہ کہاں ملیں گے، للہ اب نہ روکو، جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا۔ شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی۔ عیدگاہ میں نماز جنازہ ہوئی۔ پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا مگر دورویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہلسنت کا یہ آخری جلوس ہے لاؤ نظارہ کرلیں۔ بعد نماز عیدگاہ میں زیارت کرائی گئی اور واپسی پر تمام راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی۔ حسب وصیت "کروروں درود" والی نظم نعت خواں پڑھ رہے تھے۔

اعتراض وجواب واقعہ حکیم برکات احمد مرحوم

"الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا"۔ (حصہ دوم صفحہ)

اس عبارت کا حاصل صرف یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایک مقبول بارگاہ رسالت حکیم برکات احمد صاحب مرحوم کی نماز جنازہ پڑھانے پر مسرت کا اظہار کیا اور حمد باری بجالائے نہ یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اس خواب کی بنا پر جو مولانا برکات احمد صاحب کے بارے میں کسی خدا رسیدہ نے دیکھا تھا خود کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امام تصور کر لیا اور اس پر فخر کیا، یہ مخالفین کا افترا اور محض بکواس ہے، اس پر الملفوظ کی عبارت کا کوئی لفظ دلالت نہیں کرتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے کسی امتی پر کرم فرماتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھنا کوئی بعید نہیں لیکن یہ لازم نہیں کہ یہ نماز جنازہ ظاہری نماز جنازہ کی جماعت میں شامل ہو کر ہی ادا کی جائے اور اگر بالفرض ساتھ بھی ہو تو کیا استحالہ۔ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدا میں نمازیں ادا نہیں فرمائیں۔

یہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام کا ماموم سے نہ افضل ہونا ضروری ہے نہ تساوی اور یہ کہ نبی غیر نبی کی اقتدا میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ الغرض مخالفین کا اعتراض بالکل لچر ہے۔

مسئلہ حفاظت قرآن اور علمائے وہابیہ کے جھوٹے الزامات

سائل نے قرآن پاک کے تبیاناً لکل شئ ہونے کا دوام ثابت کرنے کے لیے یہ دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ "اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ" اور جب الفاظ محفوظ تو معانی بھی محفوظ اس لیے کہ معانی الفاظ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ اور معانی کی صفت ہے "تبیاناً لکل شیءٍ" ہونا تو یہ صفت بھی معانی کے ساتھ محفوظ لہٰذا ثابت ہوا کہ "اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ" ہی سے قرآن پاک کے "تبیاناً لکل شیءٍ"

ہونے کا دوام ثابت ہے۔ بالفاظ دیگر سائل کے گمان میں الفاظ کی حفاظت معانی کی حفاظت کو مستلزم ہے اور معانی کی حفاظت "تبیاناً لکل شیء" کی حفاظت کو اور چونکہ لازم کا لازم لازم ہوتا ہے لہٰذا الفاظ کی حفاظت کو "تبیاناً لکل شیء" کی حفاظت لازم ہے جب الفاظ محفوظ تو تبیان ہونا بھی محفوظ۔

سائل کی دلیل کا پہلا مقدمہ یعنی الفاظ کی حفاظت معانی کی حفاظت کو مستلزم ہے درست تھا اس لیے کہ معانی الفاظ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ لیکن دوسرا مقدمہ کہ معانی کی حفاظت، معانی کی صفت "تبیاناً لکل شیء" کی حفاظت کو مستلزم ہے درست نہیں۔ اس لیے کہ معانی کا "تبیاناً لکل شیء" ہونا ان معانی کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ معانی کے صرف محفوظ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سمجھ بھی لیے جائیں ورنہ لازم آئے گا کہ الفاظ کے علم میں آتے ہی تمام معانی کا بھی علم ہو جائے۔ تعلیم الٰہی کی ضرورت نہ رہے حالانکہ ایسا نہیں ہے یعنی الفاظ قرآن کے علم کے بعد معانی مراد جاننے کے لیے بیان الٰہی کا محتاج ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے "ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ" یعنی قرآن پاک کو آپ کے سینے میں جمع کرنے کے بعد ہم پر اس کا بیان ہے۔ تو واضح طور پر ثابت ہوا کہ الفاظ قرآن کی محفوظی اور "تبیاناً لکل شیء" ہونے کی محفوظی کے درمیان ملازمہ نہیں اور جب ملازمہ نہیں تو اس دلیل سے سائل کا مدعا یعنی قرآن کے "تبیاناً لکل شیء" ہونے کا دوام ثابت نہیں۔ یہی بات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں افادہ فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ "قرآن کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضرور۔ نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے۔ "ثم ان علینا بیانه" ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے جواب مذکور میں نہ الفاظ قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا ہے نہ معانی کے محفوظ ہونے کا نہ "تبیاناً لکل شیء" ہونے کا۔ بلکہ سائل کی پیش کردہ دلیل سے "تبیاناً لکل شیء" ہونے کے دوام کے ثبوت کا انکار کیا ہے جو عقل ونقل کی روشنی میں درست ہے۔ عقلاً تو یوں کہ ملازمہ نہ ہونا واضح ہے اور نقلاً خود اسی آیت سے ثابت ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے نقل فرمائی ہے۔ "فللّٰہ الحجۃ السامیۃ" رہا اس کے بعد یہ فرمانا "اور ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو" دلیل مذکور سے مدعیٰ کے ثابت نہ ہونے پر دوسری تنبیہ ہے یعنی جب بعض آیات کا نسیان ممکن ہے اور معانی الفاظ کے ساتھ ہیں تو معانی کا نسیان بھی ممکن تو "تبیاناً لکل شیٔ" کے دوام کا اس آیت سے کیسے اثبات ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی توہین نہیں نہ قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار ہے بلکہ نسیان ہونا تو خود قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ مَا نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا" جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلادیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔ رہا یہ کہ محفوظ ہونے کا کیا مطلب ہے تو وہ یہ ہے کہ نسخ وانساء کے بعد جو بچا، جو حضور سے متواتراً منقول ہے جس کو حضرت ابوبکر صدیق نے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جمع فرمایا اور ما بیان الدفتین آج تک موجود ہے وہ ہر قسم کی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اور رہے گا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے کلام کا یہ حصہ بھی پہلے کی طرح ارشاد قرآنی کے مطابق ہے اور مخالفین کے اعتراضات محض الزام تراشی اور بہتان پر مبنی ہیں۔ (الملفوظ حصہ سوم صفحہ ۸۔۹)

انبیائے کرام کی توہین کے الزام کا دنداں شکن جواب

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس روایت کو حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے۔ "انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات حقیقی حسی دنیوی کے ساتھ رونق افروز ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں۔ انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

اس پر مخالفین خواہ مخواہ واویلا کرتے ہیں کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ وہابیوں نے اور ان کے علما نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو گستاخیاں اور توہینیں کی ہیں جن کی بنا پر

ان کے اوپر حکم کفر عاید کیا گیا ہے، ان کفریات کے جوابات تو بن نہ پڑے پریشان ہو کر اپنی پرانی عادت اور بے بنیاد اور غلط پروپیگنڈے کے ساتھ اب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح اعلیٰ حضرت کے کلام میں بھی کوئی ایسی بات مل جائے جس کی بنیاد پر توہین خدا ورسول کا مرتکب ٹھہرا کر حکم کفر عاید کیا جاسکے مگر ان کی سعی، سعی لاحاصل و ناکام رہی اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے معاندانہ مشن میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

اولاً تو یوں کہ یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اپنا قول نہیں بلکہ حضرت علامہ عبدالباقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے جو زرقانی جلد سادس صفحہ ۱۶۹ پر موجود ہے۔

نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورک انہ علیہ السلام حی فی قبرہ علی الحقیقۃ لا المجاز یصلی فیہ باذان واقامۃ قال بن عقیل ویضاجع ازواجہ.

ترجمہ: سبکی نے طبقات ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حقیقی حیات کے ساتھ بلا شائبہ مجاز زندہ ہیں اس میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ ابن عقیل نے کہا یہاں تک کہ ازواج مطہرات کے ساتھ مباشرت بھی فرماتے ہیں۔

مگر وہابیوں میں ہمت ہو تو علامہ زرقانی، امام سبکی اور ابن عقیل پر کفر کا فتویٰ لگائیں جنھوں نے اس روایت کو نقل کیا اور اپنی کتابوں میں جگہ دی۔

ثانیاً یہ کہ انبیا کا اپنی ازواج مطہرات سے شب باشی کرنا کوئی عیب یا بری بات نہیں ہے کہ جس کی بنا پر اس کو انبیا کی توہین قرار دیا جائے۔ لکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون.

(الملفوظ جلد سوم صفحہ ۳۰)

ایک مہمل اعتراض کا مسکت جواب

اس حکایت پر جو اعلیٰ حضرت نے بادشالی کی نافرمانی کے بارے میں پیش کی ہے وہابیوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے معاذ اللہ لکھ دیا کہ بادشالی پر اللہ تعالیٰ کا

حکم نہیں چلا۔

درجہ ذیل عبارت آپ کے سامنے موجود ہے۔ اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ بادشاہی پر اللہ کا حکم نہیں چلا۔ یہ لکھا ہے کہ

بادشاہی کو حکم ہوا کہ جا کافروں کو نیست و نابود کردے۔ اس نے کہا "الحرائر لا یخرجن باللیل" بیبیاں رات کو نہیں نکلتیں، جس کا مفاد یہ ہے کہ بادشاہی کو حکم ہوا اس نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو نافرمانی کی سزا دی۔ حکم نہ ماننا اور اطاعت نہ کرنا اور بات ہے اور نہ چلنا اور بات ہے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم دیا۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ. ان کی تعظیم و توقیر کرو۔ وہابیوں نے اس کی تعمیل نہیں کی اور وہ تعظیم نہیں کرتے۔ یونہی کہا جائے گا کہ وہابیوں نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی، نہ یہ کہ ان پر خدا کا حکم نہیں چلا۔ جیسا کہ شیطان کو حکم ہوا تھا کہ سجدہ کرے اس نے انکار کیا نافرمانی کی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس پر خدا کا حکم نہیں چلا۔ ظالموں نے عبارت کا مفہوم ہی بدل دیا۔ (الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۷۸)

مسئلہ شہادت انبیا علیہم السلام پر وہابیہ کے اعتراضات کا رد بلیغ

اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد پر کہ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا، انبیا البتہ شہید کیے گئے، دیوبندیوں کو اعتراض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے شہادت رسول کا انکار کر کے معاذ اللہ قرآن کا انکار کیا ہے اس لیے کہ قرآن میں شہادت رسول کا صراحۃً ذکر ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ وغیرہ آیات سے ظاہر ہے وہابیوں کا یہ اعتراض بھی مغالطہ کے سوا کچھ نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ کی شہادت سے انکار کیا ہے کہ یہی معنی محاورات علما میں معروف ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے نبی عام اور رسول خاص ہے یعنی ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں اس لیے کہ نبی وہ انسان ہے جو تبلیغ احکام کے لیے مبعوث ہوا ہو۔ عام ازیں کہ شریعت جدیدہ لایا ہو یا نہ لایا ہو۔ اور رسول

وہ ہے جو تبلیغ احکام کے لیے مبعوث ہوا ہو اور شریعت جدیدہ بھی رکھتا ہو۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد میں اس معنی کے مراد ہونے پر قرینہ یہ ہے کہ آپ نے رسول کو نبی کے مقابلے میں استعمال کیا ہے اور جس آیت میں رسولوں کی شہادت کا تذکرہ ہے انبیا ہی مراد ہیں۔ اس لیے کہ اسی رکوع میں انہیں یہود کے بارے میں فرمایا گیا۔ "قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (ترجمہ) آپ فرمادیجیے کہ تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے ہو اگر مومن ہو۔

اِنَّ الْقُرآنَ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضاً۔ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ تو قرآن ہی سے ثابت ہو گیا کہ آیت میں رسول سے مراد انبیا ہی ہیں اور اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا کہ رسولوں میں سے کون سا شہید کیا گیا۔ انبیا البتہ شہید کیے گئے قرآن کے عین مطابق ہے چنانچہ تفسیروں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ "التحقیقات" مصنفہ حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب میں تفصیل سے مذکور ہے۔ نیز تفسیروں میں ان آیات کے تحت حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کے اسمائے گرامی پیش کیے گئے جو بالاتفاق نبی ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ آیات میں جہاں جہاں شہادت رسل کا تذکرہ ہے انبیا ہی مراد ہیں۔

(بحوالہ الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۲۷)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

فہرست مضامین الملفوظ حصہ اول

مضامین	صفحہ
خطبہ ومقدمہ از حضرت مرتب علیہ الرحمۃ	۱
علم باطن کے درجات	۵
قلب جاری کی تعریف	۷
سفر کے لیے کون سا دن بہتر ہے، روز شنبہ کی فضیلت واہمیت	۷
عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق بوقت اسلام	۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی عمریں تقریباً برابر تھیں	۷
مذہب صدیق اکبر قبل اسلام اور واقعہ طفولیت	۷
حضرت ابوبکر صدیق کی پیدائش کی بشارت ہاتف غیب سے	۸
فضیلت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۸
فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸
دھوبی کا کھانا پاک ہے	۹
فاحشہ کے یہاں کھانے کا حکم	۹
رکوع وسجود میں ٹھہرنے کی مقدار اور نماز میں تعدیل کا حکم شرعی	۱۰
ہر ممکن کا پیدا ہونا ممکن نہیں	۱۰
جن وپری کا مشرف باسلام ہونا	۱۰
تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے	۱۱
حضرت محبوب الٰہی اور تین قلندروں کی حکایت	۱۱
علم نافع کیا ہے؟	۱۲
سمجھدار بچہ کے سامنے جماع کرنے کا حکم	۱۲
بیان کرنے کی شرط کیوں بڑھائی گئی	۱۲
تاریخ ویوم کی ابتدا وانتہا میں چار طریقے ہیں	۱۳
گائے کے گوشت کی خصوصیات	۱۳
ہندستان میں گائے کی قربانی شعار اسلام ہے	۱۳
جس کا رکھنا واجب ہے	۱۳
لیڈروں کا رد	۱۴
ایک بڑی نافع دعا اور اس کے متعدد تجربے	۱۴
زکام، کھجلی اور آشوب چشم کو برا نہ سمجھے	۱۵
فرمان رسالت حق طبیب کی تشخیص درست نہیں	۱۶
طاعون کی اصل کیا ہے؟	۱۷
حضرت سید محمد یمنی کے صاحبزادے مادر زاد ولی تھے	۱۸
آگ سے جلا ہوا شہید ہے	۱۸
نام محمد رکھنے کے فضائل	۱۸
جوتا پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۱۹
بعض احکام میں عرف ومصالح سے تغیر وتبدل ہوتا ہے	۱۹

مضامین	صفحہ
قیام فرض ہے، بغیر مجبوری ساقط نہیں ہوسکتا	۱۹
ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۹
قبلہ کی سمت سے شمال وجنوب کو میلان کس حد تک مفسد نماز نہیں	۲۰
شرعی احکام میں جہل (لاعلمی) عذر نہیں کیونکہ جہل بذات خود ایک گناہ ہے	۲۰
جب تعداد معلوم نہ ہو تو اتنی نمازیں ادا یا اعادہ کرے کہ گمان غالب ہو جائے کہ اب باقی نہیں رہی ہوگی	۲۰
انسان کی پیشانی کے مقوس ہونے کی مصلحت	۲۱
اگر قطب داہنے شانہ پر لیا جائے تو جہت محاذی وجہ سمت قبلہ ہے خلاف تحقیق ہے۔	۲۱
عورتوں کو نماز میں کتنا بدن ڈھکنا ضروری ہے	۲۱
مسئلہ علم غیب پر ایک نفیس تقریر	۲۲
وہابی کے وہم کا علاج	۲۳
نصوص میں بلا ضرورت تاویل باطل و نامسموع	۲۴
اولیاء اللہ کے علوم	۲۵
لوح محفوظ کی حقیقت	۲۵
تحقیق وقت ظہر	۲۶
ظہر میں تاخیر مستحب ہے	۲۶
ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس ہے	۲۶
دو قول مختلف ہوں اور اگر دونوں پر فتویٰ ہو تو قول امام پر عمل کیا جائے گا۔	۲۶
حرمین شریفین میں نماز عصر حنفی مصلی پر مثل دوم میں ہوتی ہے۔	۲۷
معتقدین ترجیح قول امام بہ نیت نفل شریک ہوسکتے ہیں اور بعد مثل ثانی عصر پڑھ لیں۔	۲۷
جمعہ اگر وقت زوال پڑھا نہ ہو	۲۷
اس پر ایک شبہہ کا جواب	۲۷
صاحب حاوی یوسفی المذہب ہیں	۲۷
غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں	۲۹
اعتکاف کے فوائد	۲۹
روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے	۲۹
حج کرو غنی ہو جاؤ گے	۲۹
سودا کے ایک شعر کا مطلب	۳۰
کفر کی دو قسمیں ہیں کفر زائل و کفر ثابت	۳۱
جو لوگ مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے	۳۲
کفار و منافقین سے سختی برتو	۳۲
قرض حسن کا فائدہ	۳۳
قیامت میں کون کون دوسروں کی شفاعت کریں گے	۳۳
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء	۳۴
توریت، زبور اور انجیل میں تحریف کے باوجود اب تک حضور علیہ السلام کی تعریف میں بہت سی آیات موجود ہیں	۳۴

مضامین	صفحہ
دیوبندی طاعنہ کا افترا کہ علم الٰہی و علم نبوی برابر ہیں	۳۴
صدقہ کا جانور بلاذبح کیے فقرا کو دیدینا	۳۵
عقیقہ کا گوشت سب کھا سکتے ہیں	۳۶
محرم وصفر میں نکاح منع نہیں	۳۶
عدت میں نکاح کا پیام بھی حرام ہے	۳۶
عدت کے اندر نکاح خواں اور شرکاء مجلس نکاح کا شرعی حکم	۳۶
عورت مہر معجل کا جب چاہے مطالبہ کرسکتی ہے اور ناشزہ نہ ہو تو نان ونفقہ کی بھی مستحق ہے	۳۷
جرمانہ لینا حرام ہے	۳۷
وکیل کے ساتھ دو شاہدوں کی حاجت نہیں	۳۸
یہ سخت غلطی ہے کہ وکیل کوئی اور ہوتا ہے اور نکاح دوسرا پڑھاتا ہے۔	۳۸
مذہب ظاہر الروایہ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا	۳۸
پھولوں کا سہرا جائز ہے	۳۸
ولیمہ بعد زفاف سنت ہے	۳۸
تارک سنن مستحبہ گنہگار نہیں	۳۸
ایک دلچسپ مکالمہ	۳۹
اختلافات فرعیہ میں ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں	۴۰
منافقوں سے میل جول کا رد	۴۰
کافروں کو برا نہ کہنے کا رد	۴۱

مضامین	صفحہ
کفریات بکنے والا مسلمان کا بھائی نہیں	۴۱
گمراہ نہ کہنے کا رد	۴۱
ڈاڑھی منڈا جبکہ اسے حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں	۴۲
خدمت حدیث قائل کفریات کو کفر یا ضلالت سے نہیں بچاتی	۴۲
عبدالمصطفےٰ کہنے پر اعتراض کا رد	۴۴
فاجر کو برا کہنے سے پرہیز نہ کرو بلکہ برا کہو کہ لوگ اسے پہچانیں	۴۴
فسق عقیدہ فسق عمل سے بدتر ہے	۴۵
ایک شبہ کا جواب	۴۵
شرعی احکام اضطرار، احکام اختیار سے جدا ہیں	۴۷
اللہ کے ساتھ قلب کی محافظت اعظم فرائض سے ہے	۴۷
وحدت الوجود کے معنی	۴۸
وحدۃ الوجود کی ایک مثال	۴۹
صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے	۴۹
وحدۃ الشہود پر چند شبہات کا جواب	۴۹
خلق کے ظل ذات ہونے کے شبہ کا جواب	۵۰
دیدار الٰہی ہوگا مگر بے کیف	۵۰
چودھری کا برادری سے حق مقرر کرنا جائز نہیں	۵۱
ایک شبہ کا جواب	۵۲
رشوت حرام ہے لینے اور دینے والے جہنمی ہیں	۵۲

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
جاہلان بے خرد رشوت کو بھی اپنا حق کہتے ہیں یہ کفر ہے	۵۲	زکوٰۃ وصدقات واجبہ مدارس میں کس طرح خرچ ہوں	۶۰
صریح دلالت پر فائق ہے	۵۲	دوران سفر قرآن شریف والے صندوق کو نیچے نہ رکھو	۶۱
حتی الامکان حال مسلم کا صلاح پر حمل کرنا واجب ہے	۵۲	وقت عصر میں کراہت کب آتی ہے	۶۱
کفارہ کس قسم کا ہوتا ہے	۵۲	مسئلہ قراءت	۶۱
اولیا کے علم غیب	۵۳	قضا نمازیں جلد ادا کرنا لازم ہیں	۶۱
تاجدار مدینہ ﷺ کے دیدار کا آسان عمل	۵۴	جب تک فرض ذمہ ہے نفل مقبول نہیں	۶۲
نماز اس غلطی سے فاسد ہوتی ہے جس سے معنی فاسد ہوں	۵۵	قضا نمازوں کی نیت کا طریقہ	۶۲
نماز میں جہر سے بسم اللہ کا حکم	۵۵	نمازیں جلد ادا کرنے کا طریقہ	۶۲
ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا جائز نہیں۔	۵۵	قضا نماز چھپ کر ادا کرے	۶۲
زندگی میں قبر بنوانا جائز نہیں البتہ کفن سلوا سکتا ہے	۵۵	طلوع آفتاب سے ۲۰ منٹ بعد اور غروب آفتاب سے ۲۰ منٹ قبل نماز پڑھے	۶۲
عمامہ کی فضیلت	۵۶	جس پر قضا نمازیں یا روزے تھے اور اس نے ضروری کاموں کے علاوہ اوقات میں ادا کرنا شروع کیا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی سب نمازیں ادا کرا دے گا۔	۶۲
ہر مرض مسلمان کے گناہ کا کفارہ ہے خصوصاً بخار	۵۶	انبیا اور ملائکہ کو ایصال ثواب کی کیا ضرورت؟ اعتراض کا رد	۶۳
فرقہ وہابیہ کی ابتدا	۵۶	دفع پریشانی کا مجرب عمل	۶۳
حضرت مولیٰ علی کے بعض علوم غیب	۵۷	برکت رزق کی تیر بہدف دعا	۶۳
سب سے پہلے وہابی کے قتل کا حکم دربار رسالت سے	۵۸	اہرام مصر کی تعمیر کی تحقیق اور طوفان نوح کا ذکر	۶۴
قربانی کی کھال مدارس وعلوم خیر میں صرف کی جا سکتی ہے	۶۰		

مضامین	صفحہ
بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام نے کون ساشہر بسایا	۶۵
اہرام مصری سے متعلق حضرت علی کا ارشاد	۶۵
اہرام مصر تخلیق آدم سے بھی قدیم تر ہیں	۶۵
حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا زمانہ	۶۵
حضرت آدم سے پہلے جنات کتنا عرصہ زمین پر ہے	۶۵
نوح علیہ السلام کی نسل ساری دنیا میں ہے	۶۵
حضرت نوح دنیا میں کتنا عرصہ رہے	۶۵
انبیا پر حج فرض ہے یا نہیں	۶۶
غُرر و غَرر کا فرق	۶۶
زنا کا ثبوت کیسے گواہوں سے ہوگا	۶۶
زمانہ رسالت میں زنا کا کوئی ثبوت نہیں ملا	۶۶
حد و قصاص کا فرق	۶۷
نماز جنازہ کس کی پڑھی جائے اور کس کی نہیں	۶۷
وہابی وغیرہ کو ایسا جاننے کے باوجود نماز پڑھنا کفر ہے	۶۷
خطبہ منبر پر سنت ہے علیحدہ پڑھنے پر نماز ہوجائے گی۔	۶۸
نمازی کے آگے نکلنے کے لیے کتنا فاصلہ درکار ہے	۶۸
مسجد حرام میں نمازی کے آگے طواف جائز	۶۸

مضامین	صفحہ
حالت نماز میں دوسروں کو بتانے کے لیے کہ نماز میں ہے کیا کرے۔	۶۸
جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ کب طلب کیا جائے اور کب نہیں	۶۸
مباحثہ میں ہار جانے پر دوسرے کا مذہب اختیار کرنے کا حکم	۶۹
تحریری مناظرے کا فائدہ	۶۹
وہابیہ وغیرہ سے فروعی مسائل میں بحث نہ کی جائے	۶۹
رخصت کے وقت مصافحہ کی مخالفت نہیں	۷۰
بعد جمعہ و عیدین و نماز پنجگانہ مصافحہ کا حکم	۷۰
اذان میں کس وقت منہ پھیر سکتا ہے اور کس وقت نہیں	۷۰
خطبہ سننے میں عز جلالہ یا درود پاک پڑھنے کا حکم	۷۰
گناہ صغیرہ و کبیرہ کا فرق	۷۰
کون عورتیں غیر محرم کے یہاں جا سکتی ہیں	۷۰
مسلمان کرنے کا طریقہ	۷۰
دفع وسوسہ کا عمل	۷۱
دکھاوے کے نماز روزے سے فقہا قرض ادا ہوجائے گا لیکن مقبول نہیں ہوگا	۷۱
تبارک کے فوائد	۷۱
تبارک زندگی میں بھی کرسکتا ہے	۷۲

مضامین	صفحہ
کلمہ طیب پڑھ کر بخشا دونوں کے لیے ذریعہ نجات ہے اور ثواب تمام زندہ و مردہ مسلمانوں کی روح کو بخش سکتا ہے	۷۲
عذاب روح و جسم دونوں پر ہوتا ہے	۷۳
ہر شخص کے ساتھ روح ہے مسلمان و کافر کی روح کے ٹھکانے	۷۳
بعد موت روح کا ادراک بڑھ جاتا ہے	۷۳
قبر کھودنے پر مردے کی ہڈیاں نکلنے پر کیا ہو	۷۳
ڈاڑھی منڈاتے یا کترواتے رہنا گناہ کبیرہ ہے	۷۴
رد اور افتا صرف کتابیں پڑھ لینے سے نہیں آتا	۷۴
خودستائی ناجائز مگر بوقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ علم توقیت فرض کفایہ ہے	۷۴ ۷۵
استاد کا ادب	۷۶
اہل بیت اطہار کی تعظیم	۷۷
ہارون رشید کے دل میں اماموں کی عظمت	۷۷
ہر سجدہ میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے	۷۸
سجدۂ شکر سنت مستحبہ ہے	۷۸
ابوجہل و بعض کفار کا ذکر	۷۹
مسجد میں کپڑا سینا	۸۰
کھانا کھانے کا مسنون طریقہ	۸۰
سورہ فاتحہ میں وہ سب ہے جو تیس پاروں میں ہے	۸۰

مضامین	صفحہ
قرآن عظیم کے پارے زمانہ صحابہ میں نہ ہوئے تھے	۸۰
اعراب و اعشار زمانہ رسالت سے ہیں	۸۱
حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا قوالوں پر غضبناک ہونا	۸۱
لفظ کاکی کی تحقیق	۸۲
اسمٰعیل دہلوی کا مکر اور مولانا فضل رسول کا کشف	۸۲
وہابیہ کے جلسوں میں شرکت جرم ہے	۸۲
مولانا نور محمد فرنگی محلی نے وزیرزادے کو رافضیت کی بنا پر سلام کا جواب نہ دیا	۸۳
رافضی بادشاہ علما کا ادب کرتا تھا	۸۳
علم زائرجہ علم جفر کا شعبہ ہے	۸۴
حضور اقدس ﷺ کی زیارت	۸۴
بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا طریقہ	۸۵
ایک بزرگ کا اپنی صاحب زادی کو تلاوت کلام پاک اور مزار پر حاضری کی تاکید اور طلب دعائے رحمت کرنا	۸۵
ایک بی بی کا خواب میں اپنے لڑکے سے عمدہ کفن طلب کرنا	۸۵
ایک صحابی کے کفن میں ایک تہبند کا زیادہ چلا جانا اور اپنے صاحب زادے کو خواب میں اس کا واپس کر دینا	۸۵

مضامین	صفحہ
ایک حکایت	۸۵
مؤنث کے صیغہ یا ضمیر کے غلط نکل جانے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔	۸۶
سردی کے سبب کپڑے کے اندر ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کا حکم	۸۶
قبولیت دعا کی ہروقت امید رکھے، دعا نہ مانگنے والے کا حکم	۸۶
صف اول میں نماز کا حکم	۸۶
حضرت جنید کے قارورے سے ایک عیسائی کو ہدایت	۸۷
سید الطائفہ کی فراست سے عیسائی مشرف باسلام	۸۷
مجاہدے کے معنی	۸۸
بزرگوں کے مجاہدات کا بیان	۸۸
خواہش نفسانی وشیطانی کا فرق	۸۸
اگر چالیس روز تک کوئی علت، قلت یا ذلت نہ ہو تو خوف چاہیے	۸۹
جبریل امین حاجت روا ہیں	۸۹
مقبول بندے کی حاجت دیر میں اور فاسق کی جلد پوری ہوتی ہے۔ ایسا کیوں؟	۸۹
خلافت کے لیے قرشیت شرط قطعی اجماعی ہے	۹۰
خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں	۹۰
قیامت اور ظہور امام مہدی کب ہوگا	۹۰

مضامین	صفحہ
قیامت کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔ امام مہدی کا ظہور ۱۹۰۰ھ میں ہوگا اور ۱۸۳۷ھ میں کوئی اسلامی حکومت نہ رہے گی	۹۱
احادیث سے دنیا کی عمر پندرہ سو برس ہے	۹۱
حضرت محی الدین شیخ اکبر کا کشف	۹۲
ہولی و دیوالی کی مٹھائی کا حکم	۹۳
نماز میں بلغم آئے تو کیا کرے	۹۳
اما السائل فلا تنہر کا مطلب	۹۳
محبان خدا و رسول کی محبت اور ان کے دشمنوں کی عداوت کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں	۹۳
کافر کی ذرا سی اعانت بھی علاقۂ مقبولیت کو ختم کرتی ہے	۹۴
جنید بغدادی اور مرید صادق کا دریا کو پار کرنے کا واقعہ	۹۴
دریا پر اولیا کی حکومت	۹۴
نہ وہابی کی نماز نماز ہے نہ اس کی جماعت جماعت	۹۵
کافر یا مرتد کی بنائی مسجد مسجد نہیں	۹۵
وہابی کی اذان اذان نہیں	۹۵
حضور انہیں کفار کے ساتھ نرمی فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے ورنہ کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے	۹۶
مسلمانوں کو نصیحت	۹۸

مضامین	صفحہ
نیچری تہذیب کی خبر گیری	۹۸
فقط ستر کھل جانے یا دیکھنے سے وضو نہیں جاتا	۹۹
وحدۃ الوجود	۹۹
اسماعیل دہلوی مثل یزید ہے۔ رشید احمد، اشرفعلی اور خلیل احمد وغیرہ کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے	۱۰۰
وہابیہ کے دھوکے کی بیخ کنی	۱۰۰
ہر کافر ملعون ہے مگر کسی خاص کو نہ کہنا چاہیے	۱۰۰
سوا ان کے جن کا کفر بجزم قطعی ثابت ہو لیا	۱۰۰
خدا ورسول کی محبت زیادہ ہونے کا عمل،	۱۰۰
اسم جلالت نام مبارک رسالت پناہی یا کوئی آیت کارڈ (کھلے خط) میں نہ لکھیں	۱۰۱
لفظ شہر تین مہینوں کے ساتھ بولا جائے گا	۱۰۱
اللہ میاں کہنے کا حکم	۱۰۱
میلاد شریف کی زیب و زینت اسراف نہیں	۱۰۱
تحیۃ الوضو کی فضیلت	۱۰۲
بعد رکوع پائنچے چڑھالینا	۱۰۲
ایک خواب کی تعبیر	۱۰۲
بیٹھ کر نماز پڑھنے کا رکوع کیسا ہو	۱۰۲

مضامین	صفحہ
بے محرم عورت حج کو نہیں جا سکتی	۱۰۳
حضور کو خداوند عرب کہنا جائز ہے	۱۰۳
نجم کے معنی	۱۰۳
اولیا بیک وقت چند جگہ حاضر ہو سکتے ہیں	۱۰۳
ایک وقت میں چند جگہ ہونے کی صورت	۱۰۳
حضرت شیخ فتح محمد بذات خود متعدد جگہ	۱۰۴
ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز سے قبل آیا	۱۰۴
کعبہ جھکا ہوا تھا مدینہ کے سامنے اس کا مطلب	۱۰۴
غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے	۱۰۴
غوث پر ہر حال بے مراقبہ مثل آئینہ ہے، غوث کے چار وزراء ہوتے ہیں	۱۰۴
افراد کون ہیں	۱۰۵
افراد حضور غوث اعظم کی طرف رجوع لاتے ہیں	۱۰۶
بعد انتقال کون غوث ہوتا ہے۔	۱۰۶
پانی میں مسام نہیں، مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کارد	۱۰۷

فہرست مضامین الملفوظ حصہ دوم

مضامین	صفحہ
دوسرے سفر حج کے لیے غیبی امداد	۱
مکہ معظمہ میں وہابیہ کی ذلت وخواری	
وہابیہ کا مکر اور مکہ کے جید عالم کو فریب دہی	
وہابیوں کا دوسرا مکر	
ترکی سلطان کے یہاں وہابیوں کی ذلت	
شیخ العلما کو رشوت ستانی اور انبیٹھی کے منہ پر زندیق کہنا	
انبیٹھی جی کے بارے میں مولانا صالح کمال کا خط	
ایک نفیس دعا	
اعلیٰ حضرت سے علمائے عرب کا تحصیل علم کے لیے بریلی آنا	
علم جفر کی ایک جھلک	
اعلیحضرت قدس سرہ کو علم کس طرح حاصل ہوا	
مدینہ طیبہ کو روانگی	
اہل عرب کا اولیائے کرام کو ندا کرنا	
ایک دلچسپ واقعہ	
لفظ رعنا کا نعت شریف میں اطلاق جائز نہیں	۳۹
ایک نفیس نکتہ جو وہابیت کو فنا کرنے کے لیے کافی ہے	۴۰

مضامین	صفحہ
طلب وبیعت کا فرق اور شرائط بیعت	۴۱
بیعت کے معنی	۴۲
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ایک خواب	۴۱
زمانۂ رسالت میں تجدید بیعت	۴۲
صحابۂ کرام کی جانفروشی	۴۳
بارگاہ رسالت میں حضرت موسیٰ اشعری کی ایسی عرض جس سے وہابیت کا زہرہ پھٹ جائے	۴۵
پنج آیت کا جواز	۴۶
تصور شیخ	۴۶
بچوں کی بیعت	۴۷
رویت ہلال میں خط وتار کی خبر معتبر نہیں	۴۷
قطب کی طرف پاؤں کی ممانعت نہیں	۴۷
تفاوت ثواب کا نفیس جواب	۴۸
امام اعظم نے ایک ہزار شاگرد مجتہد چھوڑے	۴۹
محدث ومجتہد کا فرق	۴۹
وہابیت کی افترا پردازی اور قیام کا بیان	۵۰
اہل حق کے لیے دشمنوں کا ہونا ضروری ہے	۵۱
نبی کی دعا خالی نہیں جاتی	۵۱
وما علمناہ الشعر کا معنی	۵۲

مضامین	صفحہ
جزء لایتجزی باطل نہیں ورنہ سوائے خدا کے کسی چیز کو قدیم ماننا کفر ہے	۵۴
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات وصفات کا ادراک محال ہے	۵۴
علم الٰہی نہ حضوری ہے نہ حصولی	۵۴
انسان کی تعریف جو فلاسفہ کرتے ہیں باطل ہے	۵۵
روح وجسم کا فرق	۵۵
جزو لایتجزی کا بطلان اور دلائل کا رد بلیغ	۵۶
شہاب الدین مقتول کا ذکر	۵۶
کیمیا برا فن ہے	۵۷
اللہ تک وصول کا دروازہ حضور ہی ہیں	۵۷
عتاب وعقاب کا فرق	۵۷
امام غزالی وامام رازی وابن سینا کا ذکر	۵۷
اہل فترت قس بن ساعدہ کا حال	۵۸
اس شبہہ کا جواب کہ اہل فترت کو واسطہ نہ ملا	۵۸
صراط مستقیم دو طرح ہے	۵۹
سکندر نامہ کے شعر کا مطلب	۶۰
نماز میں پنکھا جھلے جانے کی ممانعت	۶۱
عمل وسعت رزق	۶۱
وہابیہ کا تقیہ	۶۱
حضرت عالمگیر اور ایک بہروپیا	۶۱
امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں	۶۲

مضامین	صفحہ
اللہ ورسول کو مذہب حنفی سب سے زیادہ پسند ہے	۶۲
تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے مگر مذہب حنفی تا بقائے اسلام باقی رہے گا	۶۳
اذان کے بعد مسجد سے باہر جانا	۶۳
رافضیوں کا رد	۶۳
تبرائی رافضی کی دلچسپ حکایت	۶۳
بیعت کے معنی	۶۴
بیعت کے بارے میں عجیب وغریب حکایت	۶۴
حضور غوث پاک کے دفتر میں تمام مریدین کے نام ہیں	۶۵
بیان علم ظاہر وباطن اور داؤد علیہ السلام کا واقعہ	۶۶
جامع الشرائط سے بیعت کے بعد کسی دوسرے سے بیعت نہیں کر سکتا البتہ تجدید بیعت کی اجازت ہے	۶۷
مسجد کی چوری پر حکم شرعی	۶۷
قبرستان پر جوتا پہن کر چلنا منع ہے	۶۹
سوال منکر نکیر کا ایک قصہ	۷۳
عذاب قبر سے حفاظت کے لیے مردے کو صالحین کے قریب دفن کرو	۷۴
اولیائے کرام کی رحمتیں وبرکتیں	۷۴
ندوہ کی حقیقت واصلیت	۷۵

مضامین	صفحہ
ایک دلچسپ والا نامہ	۷۵
ائمۂ ندوہ کی ندوہ سے بیزاری	۷۵
ندوہ ایک باطل عقیدہ ہے	۷۶
جنت کی بھرتی کے معنی	۷۶
اقرار رسالت کے بغیر اقرار توحید کافی نہیں	۷۷
من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کے نفیس وجلیل معنی	۷۷
بدمذہبوں سے ملنے والے کا حکم	۷۸
دشمنان خدا کس طرح کے ہوتے ہیں	۷۸
کفار سے بیزاری کیسی ہونی چاہیے	۷۹
حدیث پاک میں بدمذہبوں سے میل جول کی سخت ممانعت	۸۰
اپنے نفس پر اعتماد نہ کرو کیونکہ یہ کذاب ہے	۸۰
دشمنان دین سے کیسا برتاؤ چاہیے	۸۰
مجذوب کی شناخت	۸۰
سیدی موسیٰ سہاگ کے دو ایمان افروز واقعے	۸۱
مکلف پر نماز کسی وقت معاف نہیں	۸۱
ایک صالح بندہ کی حکایت	۸۲
مردوں کو چوٹی رکھنا حرام ہے	۸۳
ولد الحرام کی امامت کا حکم	۸۳
لوگوں کو جس کی امامت سے عار ہو اسے امام نہ بنایا جائے	۸۳
ایک عابد کی حکایت	۸۳

مضامین	صفحہ
میدان قیامت کے ایمان افروز واقعات	۸۴
عالم کی صحبت میں بیٹھو	۸۵
طلاق مغلظہ والی بلا حلالہ پہلے شوہر کو حلال نہیں	۸۶
زمانہ رسالت میں طلاق مغلظہ کا واقعہ	۸۶
عورت کے مرنے کے بعد مرد منہ دیکھ سکتا ہے اور کاندھا دے سکتا ہے	۸۶
حسد کی برائی	۸۷
تعزیہ دیکھنا کیسا ہے	۸۷
بندر ریچھ کا تماشہ اور مرغوں کی پالی دیکھنا جائز نہیں	۸۷
بزرگان دین کی تصاویر بقصد تبرک لینا حرام ہے	۸۷
نماز فجر میں دعائے قنوت کی تاثیر	۸۷
ارکان وضو کی تفصیل مع ادعیہ	۸۸
طریقہ وضو مسنونہ مع ادعیہ	۸۹
کلی کرتے وقت کی دعا	۸۹
ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا	۸۹
داہنا اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعائیں	۸۹
مسح کے وقت کی دعا نیز کانوں کے مسح کی دعا	۸۹
گردن کے مسح کرتے وقت کی دعا	۸۹
سیدھا اور الٹے پاؤں دھوتے وقت کی دعا	۸۹

مضامین	صفحہ
دعا بعد وضو	۹۰
نماز کی ضروری احتیاطیں کہ ان کے بغیر نماز نہ ہوگی	۹۰
مسلمان ہونے کا معیار	۹۱
مرثیے سننے کا حکم	۹۱
ذکر شہادت میں رقت آنا کیسا ہے	۹۱
بدگمانی کی حرمت اور امام جعفر صادق کی حکایت	۹۳
سیاہ خضاب کی حرمت کی کامل تحقیقات	۹۴
جاہل پیر سے مرید ہونا حرام ہے	۹۵
مرد کو عورت کی طرح بال رکھنا حرام ہے	۹۵
حضرت سیدی گیسودراز کی حکایت	۹۵
اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں	۹۶
رافضی سے نکاح بیاہ سلام وکلام سب حرام	۹۶
وہابی دیوبندی قادیانی اور چکڑالوی وغیرہ کا حکم	۹۸
بدمذہب سے کیسا برتاؤ کیا جائے	۹۸
گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے	۹۹

مضامین	صفحہ
اعلیٰ حضرت کے دورۂ جبل پور کے موقع پر تائب ہونے والوں کی فہرست	۹۹
انگوٹھی کے متعلق شرعی احکام	۱۰۲
داڑھی چڑھانے والے سے رسول اللہ بیزار ہیں	۱۰۲
سود خوار کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا	۱۰۲
پینے والی دوا سے سفید بال سیاہ ہو جائیں تو حرج نہیں	۱۰۳
حسن خاتمہ کے لیے دعائیں	۱۰۴
شعار کفار دیکھنے یا آواز سننے پر یہ دعا پڑھیں	۱۰۵
کلمۂ شہادت کی برکات	۱۰۶
خطبہ کے وقت نماز نہ پڑھو	۱۰۶
مزامیر سننے والے کا شرعی حکم	۱۰۶
وبا سے بھاگنے والوں کا حکم	۱۰۶
صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں	۱۰۶
عورتوں کا مزارات پر جانا کیسا ہے	۱۰۷
مدینہ طیبہ کی حاضری کی چار عظیم نعمتیں	۱۰۷
مسائل واحکام مسجد	۱۰۸

فہرست مضامین الملفوظ حصہ سوم

مضامین	صفحہ
دفع بخار کا عمل	۱
ساڑھے چار ماشے سے کم انگوٹھی مرد کو جائز ہے	۲
اس کی تحقیق کہ توریت تفسیر کل شئی نہیں	۵
حضرت ہارون بڑے بھائی تھے	۶
نبی کی تعظیم فرض ہے	۶
حضرت موسیٰ کے شدت جلال کے واقعات	۶
خازن بیضاوی وخازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں	۶
ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین وہ بھی عظام	۶
علم غیب کی جلیل بحث	۷
نبوت کہتے ہی ہیں علم غیب دینے کو، علم بلا واسطہ ہی کو غیب کہنا خلاف قرآن ہے	۷
قرآن پاک کی حفاظت کا وعدہ	۸
سمدھن کے ساتھ نکاح جائز ہے	۸
گھوڑے کی زین کی خورجی میں قرآن شریف رکھ کر سوار ہو سکتا ہے	۸
بعد طلوع فجر سوائے سنت فجر کے کوئی نفل جائز نہیں	۸
بڑا چراغ روشن کرنے کی ترکیب	۱۰
عمل میں بے احتیاطی کرنے کا غلط اثر ہوتا ہے	۱۲
حضور کا کمبل اوڑھنا حدیث سے ثابت ہے	۱۲
پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں	۱۲
چربی والی موم بتی کا حکم	۱۲
چربی اور گوشت کا شرعی حکم	۱۲
مقتدی مقیم امام مسافر کے پیچھے کس طرح قراءت کرے	۱۳
جماعت ثانیہ نہ ملنے کا خوف ہو تو سنت فجر پڑھے یا نہیں	۱۳
اصل نماز جماعت اولیٰ ہے	۱۳
جب چھ آدمی ہوں تو نماز جنازہ میں تین صفیں کس طرح ہوں گی	۱۴
خطبۂ نکاح کس طرح پڑھے	۱۴
میلاد خواں کے ساتھ امرد نا جائز ہے	۱۴
نوشہ کے ابٹن ملنا جائز ہے	۱۴
نکاح بامن پڑھائے تو ہو بھی جائے گا	۱۵
نیز وہابی کے نکاح کا بیان	۱۵
ولیمہ سنت زفاف ہے	۱۵
نکاح کے بعد چھوہارے لٹانا سنت ہے	۱۵
سیاہ خضاب حرام ہے	۱۵
زمین مسجد کی بیع حرام ہے	۱۶

مضامین	صفحہ
نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے	۱۶
مردہ کے ساتھ مٹھائی کا قبرستان پہنچانا	۱۶
قرآن عظیم کے اسقاط کے کفارہ کا حکم	۱۷
خطبہ کے وقت عصا کا ہاتھ میں لینا کیسا ہے	۱۷
جب سنت وکراہت معارض ہوں تو ترک اولی ہے	۱۷
دیہات میں جمعہ جائز نہیں	۱۷
تانبے پیتل کا خلال گلے میں لٹکانا جائز نہیں	۱۸
سنت فجر کا اولی وقت	۱۸
دست غیب وکیمیا حاصل کرنا کیسا ہے	۱۹
معرفت ولایت کا طریقہ	۲۰
صوفی بے عمل مسخرۂ شیطان ہے	۲۱
عورتوں کو مسواک کرنا کیسا ہے	۲۳
بیعانہ ضبط کرلینا حرام ہے	۲۴
مسجد کی جماعت عورتوں پر جائز نہیں	۲۵
سید احمد بدوی کبیر کے مزار پر اولیائے کرام کا مراقبہ	۲۶
حضرت کا مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر دریافت کرنا	۲۷
پہلی نظر معاف ہے دوسری پر مواخذہ ہوگا	۲۷
سید احمد بدوی کبیر کا غیب پر مطلع ہونا	۲۷
حضرت ابوہریرہ کی بلی اور اصحاب کہف کے کتے کا معاملہ	۳۱

مضامین	صفحہ
کوئی مرض متعدی نہیں (حدیث)	۳۲
سماع موتی کا بحث	۳۲
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کس معراج سے انکار فرماتی ہیں	۳۲
وہابیوں کے لیے دعائے ہدایت کرنا کیسا ہے	۳۶
داڑھی چڑھانا کیسا ہے	۳۷
بینائی زیادہ ہونے کے اعمال	۳۷
سبز رنگ کا جوتا پہننا جائز ہے	۳۸
اہل سنت کے نزدیک جوہر کی تعریف	۳۹
مفتی وقاضی قول مرجوح پر فتوی نہیں دے سکتا	۴۱
دکھتی آنکھ کا پانی ناقض وضو ہے	۴۲
قیامت کی تین قسم	۴۵
کتابی سب سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے	۴۵
آیۃ کریمہ وان من اھل الکتب کی دو تفسیریں	۴۵
ایمان یاس کارآمد نہیں	۴۶
رافعک روح اور جسم دونوں سے مراد ہے	۴۷،۴
اسریٰ بعبدہ سے معراج کا ثبوت ہے	۴۸
اپنی زندگی میں اپنے لیے ایصال ثواب کرسکتا ہے	۴۸
چھپا کر دینا افضل ہے	۴۸

مضامین	صفحہ
قبروں کو پامال کرنا حرام ہے	۴۹
تاویل جہاں تک لفظ متحمل ہو جائز ہے	۵۰
حضور غوث اعظم کا ذکر خطبہ میں مستحب ہے	۵۱
لا نکاح بین العبدین کا مطلب	۵۱
اللہ اور تیرے متبع مسلمان	۵۲
صحابی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں	۵۴
سات ہزار صحابہ معلوم الاسم ہیں	۵۴
حضور کا نظیر محال بالذات ہے	۵۴
گم شدہ شی ملنے کا حکم	۵۴
ارادت شرط اہم بیعت ہے	۵۵
حضور غوث پاک کے مرید کی پختہ ارادت	۵۶
سرکار غوثیت کا وقوف غیب	۵۶
بیکار باتوں سے ہر وقت پرہیز چاہیے	۵۶
نوحہ ناجائز ہے	۵۷
قلب کس طرح اندھا ہو جاتا ہے	۵۸
قلب حقیقۃً ایک لطیفہ غیبیہ ہے	۵۸
نفس کا مرکز کہاں ہے	۵۸
شافعیہ سینے پر کیوں ہاتھ باندھتے ہیں	۵۸
حنفیہ زیر ناف ہاتھ کیوں باندھتے ہیں	۵۸
وسط کو افضلیت ہے	۵۹

مضامین	صفحہ
رویت ہلال کے قواعد تخمینی ہیں	۶۱
صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے	۶۵
بلا ضرورت کتا نہ پالنا چاہیے	۶۵
خلافت راشدہ کس کس کی ہوئی	۶۵
قرآن میں نظر کرنا عبادت ہے	۶۵
گراموفون کا حکم	۶۶
تبدیل نیت سے تبدیل وضع نہیں ہو سکتی	۶۷
اسپرٹ شراب ہے	۶۷
ایام بیض کا روزہ	۶۷
نوح علیہ السلام کو اول الرسل کہنے کی وجہ	۶۸
غوث اعظم کے مرید کی دلچسپ حکایت	۶۹
وحی شریعت انبیاء کے ساتھ خاص ہے	۷۱
بعض جگہ وحی سے مراد الہام ہے	۷۱
اشارہ سے بات کرنے کو بھی وحی کہتے ہیں	۷۱
واقعہ استن حنانہ کا تواتر مختلف فیہ ہے	۷۱
سجدۂ تحیت حرام ہے	۷۱
اس کی حرمت اجماع سے ثابت ہے	۷۱
قرآن عظیم میں اس کا ذکر نہیں	۷۱
چالیس حدیثوں سے حرمت ثابت ہے	۷۱
متواتر کتنی حدیثوں سے ہوتا ہے	۷۲

فہرست مضامین الملفوظ حصہ چہارم

مضامین	صفحہ
تواتر کے لیے ضروری نہیں کہ حدیثیں صحیح ہوں	۱
بیضاوی کی تاویل معجزۂ شق القمر کا جواب آیت سے	۱
شاہ ولی اللہ کے انکار معجزۂ شق القمر کا رد احادیث سے	۱
شق القمر کی احادیث مشہورہ ہیں اس پر مسلمین کا اجماع ہے	۱
فلاسفہ کے فلکیات کو ناقابل خرق والتیام ماننے کا رد	۲
الٰہیات ونبوات اور معاد کو عقل سے تولنے والا غلطی کرے گا	۲
عقائد سمعیہ نصوص شرعیہ کے ہاتھوں ایسا ہونا چاہیے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں	۲
تلمیذ امام رازی کی دلچسپ حکایت	۲
جاہلوں اور کم پڑھے لکھوں کو بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا جائز نہیں	۲
امام حارث محاسبی وامام احمد رضی اللہ عنہما کا واقعہ	۲
بدمذہبوں کے رد میں سب سے پہلی تصنیف	۲

مضامین	صفحہ
بدمذہبوں کا رد فرض ہے	۳
حضرت سعید بن جبیر نے بدمذہب سے کہا	۳
زم زم شریف کے برکات	۴
مومن اور منافق کی جانچ	۴
ہر پینے کی چیز چوس چوس کی پی جائے بڑے بڑے گھونٹ نہ لیں	۵
وہ پانی جنھیں کھڑے ہو کر پینا چاہیے	۵
مدینہ شریف کی رات	۵
منیٰ کا معنی	۵
مرتد کی عورت پر عدت ہوگی یا نہیں	۵
بعد ارتداد مسلمان ہو کر بی بی سے جبراً نکاح نہیں کر سکتا	۵
دو طلاق کے بعد مرتد ہو گیا بعد اسلام نکاح کر کے ایک طلاق کا مالک رہا	۶
نوشیرواں کو عادل نہیں کہہ سکتے	۶
دعا ادائے قرض جس کی مولیٰ علی نے فرمایا	۶
نور کی رفتار فی سکنڈ	۶
روح باصرہ کی رفتار	۶
سب سے قریب ثابتہ کا فاصلہ	۷
زمین سے سدرۃ المنتہیٰ کا فاصلہ	۷

مضامین	صفحہ
سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کیا ہے	۷
عرش کے نیچے ستر حجاب	۷
تمام ملائکہ، تمام کتب اور تمام رسولوں پر ایمان ضروری ہے	۷
کشتی کنارے پر ہو اور کوئی اترنے سے مانع ہو تو نماز کا حکم	۸
کلمۂ کفر بولنے سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے یا نہیں؟	۸
مسلمان کو بطور گالی کافر کہنا اور جاننا دونوں کا حکم	۸
محض کشف دلیل ولایت نہیں	۸
ایک ولی اور بادشاہ کی حکایت	۸
مسمریزم کی حقیقت	۹
روح کی قوتوں کا ذکر	۹
نمرود کے دروازے کے درخت کی حکایت	۹
نمرود کے عجیب وغریب حوض کی حکایت	۹
مسجد سے گرم پانی لے جانے کا حکم	۱۰
رجال الغیب جنوں یا انسانوں سے ہوتے ہیں	۱۰
فرشتے مرد و عورت ہونے سے پاک ہیں	۱۰
بغل کھجانے سے تازہ وضو مستحب ہے	۱۰
مجاذیب سے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوتا	۱۰
کرامت کسبی نہیں ہوتی	۱۰
رجال الغیب صاحب سلسلہ ہیں افراد صرف حضور کے ماتحت ہیں	۱۱

مضامین	صفحہ
چاروں سلاسل مشہورہ کے علاوہ دیگر سلاسل کا ذکر	۱۱
نقشبندیہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے ہے	۱۱
سلسلہ حواریہ کے امام حضرت ابوبکر حوار ہیں	۱۱
اہل عرب سے محبت کا حکم	۱۲
منکر نکیر کا سوال کس زبان میں ہوگا	۱۲
انجیل کس زبان میں نازل ہوئی	۱۲
توریت کس زبان میں نازل ہوئی	۱۲
زمان ومکان کا وجود خارجی نہیں	۱۲
خلا بمعنی فضا واقع اور بمعنی خالی از تمام اشیا ممکن	۱۲
فلاسفہ کے دلائل ابطال جزء لایتجزی اور استحالۂ خلا کا رد	۱۲
کھانا کھاتے میں نہ بولنے کا التزام مجوس کی عادت ہے	۱۳
نوکر اگر فرائض ترک کرے تو آقا حتی المقدور تنبیہ کرسکتا ہے	۱۳
اولیائے کرام نے مردہ زندہ کیے ہیں	۱۳
سیدی احمد جام زندہ پیر نے مردہ ہاتھی زندہ کیا	۱۳
کس کو زانی کہنا یا مادر.... بہن.... بیٹی بڑ...یوں ہی لڑکے کو حرامی، لڑکی کو حرامزادی کہنا موجب حد قذف ہے	۱۴
لڑکے کو حرام زادہ کہنا موجب حد قذف نہیں	۱۴
علما امیر ہیں ان کی اطاعت سلاطین پر لازم	۱۵

مضامین	صفحہ
باخدا دارایم کارو باخلائق کارنیست کا مطلب	۱۵
جس مباح کے ترک میں مسلمانوں کو ذلت ہو وہ واجب ہو جاتا ہے	۱۶
فتاویٰ عالمگیریہ کے مصنف	۱۶
مناظرہ میں یہ شرط جو مغلوب ہو غلب کا مذہب اختیار کرے کیسا ہے	۱۶
جو شخص کفر کرنے کا ارادہ رکھے مختلف صورتوں کے احکام	۱۶
محال بالذات اور بالغیر کا فرق اور وہابیہ کا رد	۱۶
کلام لفظی میں کذب مانا جائے اور نفسی کو پاک جانا تو کیا خرابی ہے	۱۷
کلام باری عزوجل میں تفرقہ کلام نفسی ولفظی متاخرین متکلمین کی غلطی ہے	۱۸
نفس پر اعتماد بڑے کذاب پر اعتماد ہے	۱۸
بیٹھے سے اٹھتے وقت کی دعا کا عظیم فائدہ	۱۸
برزخ سے کیا مراد ہے	۱۹
ساعت وحشر کا فرق کبھی ساعت کو قیامت کہتے ہیں	۱۹
حشر ساعت سے کتنے زمانے بعد ہوگا	۱۹
اولیا کے درجے اور یہ کہ سیر الی اللہ صلحاء سالکین کی ہے باقی سیر سیر فی اللہ	۱۹
انبیا کے فضلات اور وہ نطفے جن سے ان کی پیدائش ہوئی پاک ہیں	۲۰
انبیا علیہم السلام کے موئے مبارک یا دندان کا کھانا جائز نہیں	۲۱
کلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً کے معنی	۲۱
ہر حلال طیب نہیں	۲۱
طاہر وطیب کا فرق آدمی کی ہڈی طاہر ہے طیب نہیں	۲۱
قیدیوں کی بنائی ہوئی چیز کا حکم	۲۱
پاگلوں کو پاگل خانہ میں رکھنے کا حکم	۲۲
جھولا جھولنے کا حکم	۲۲
ام المومنین عائشہ صدیقہ کا جھولا جھولنا	۲۲
کافر کے جنازے کے ساتھ جانے کا حکم	۲۲
کفار کے میلوں میں شرکت کا حکم	۲۲
لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین کے معنی	۲۳
عیسیٰ علیہ السلام کے جزیہ اٹھا دینے اور نسخ شریعت محمدیہ پر شبہ اور اس کا جواب	۲۳
آیۂ کریمہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا الآیۃ پر شبہ اور اس کا جواب	۲۴
کافر مسلمان پر کیوں کر مسلط ہو سکتا ہے	۲۴
الاسلام یعلو ولا یعلیٰ	۲۵
دنیا عند اللہ سخت ذلیل ہے بلکہ مچھر کے پر سے کم تر	۲۵
سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں	۲۵
دنیا محبوبان خدا سے دور رکھی جاتی ہے	۲۵

مضامین	صفحہ
قراء امتی کے معنی علماء امتی	۲۶
کشتی لڑنے کا حکم	۲۶
حضرت خواجہ بہاء الحق حضرت امیر کلال کے مرید ہیں	۲۶
امام اعظم کے شاگرد داؤد طائی کی نفس کشی	۲۷
مسلمان کے مصائب دنیا اور کافر کی راحتیں ہیچ ہیں	۲۷
نفس ضعیف ہوتا ہے تو روح وقلب قوت پاتے ہیں	۲۸
حضور غوث اعظم نے کفار کو بعد ہدایت اوتاد وابدال کردیا	۲۹
مجاہدات وطلب صادق کے یقینی منافع کا بیان	۲۹
سید شاہ آل محمد قدس سرہ اور ایک طالب علم کا واقعہ	۲۹
سلطان عالمگیر کو بہروپیے کا جواب	۳۰
حضرت جامی قدس سرہ کے شعر کے معنی	۳۰
صالحین سے تشبہ کا فائدہ کفار وفاسقین سے تشبہ کا ضرر	۳۰
تواجد سے وجد حاصل ہوتا ہے	۳۱
گناہ کبیرہ کی تعریف حدیث کی روشنی میں	۳۱
صغیرہ کا استخفاف کبیرہ بلکہ بعض وقت کفر تک لے جاتا ہے	۳۱

مضامین	صفحہ
بہت صغائر کا معصیت ہونا ضروریات دین میں داخل	۳۱
اجنبیہ کو بشہوت مس کرنا یا بوسہ دینا صغیرہ ہیں مگر حلال جاننے والا کافر ہے	۳۱
مغرب سے عشا تک بچوں کو باہر نکالنے کی ممانعت	۳۱
رات میں جب ہلچل موقوف ہو جائے تو تنہا باہر نہ نکلے	۳۲
اکیلے مکان میں تنہا نہ سونا چاہیے	۳۲
زہریلے جانور سانپ بچھو سے حفاظت کی دعا	۳۲
گیند بلے کا حکم	۳۲
اعلیٰ حضرت کو قدم بوسی سے از راہ انکسار سخت اذیت ہوتی	۳۲
تعظیم یہی ہے کہ جس سے رکا جائے اسے نہ کیا جائے	۳۲
نبی علیہ السلام کو جبریل وملائکہ نے سجدہ کیا	۳۳
سجدہ کے وقت آدم علیہ السلام قبلہ تھے اور سجدہ اللہ کو	۳۳
سجدہ تحیہ حرام ہے	۳۳
قرض نقد سے زائد قیمت پر دینا جائز ہے	۳۳
حدیث میں عقد انامل کا کوئی خاص طریقہ نہیں البتہ حکم ہے	۳۴
معجزہ میں قلب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں	۳۵

مضامین	صفحہ
اولیا کو دل کے خطرات پر واقفیت کا واقعہ	۳۷
مندر میں نماز کا حکم	۳۸
کوئی مرض نہ ہونا بھی خوف کی بات ہے	۳۸
اعلیٰ حضرت سخت سے سخت بیماری میں بھی کام نہ چھوڑتے یہاں تک کہ دوات سینہ پر رکھوالی اور لیٹے لیٹے تحریر فرمایا	۳۸
بخار اور درد سر مبارک امراض ہیں	۳۸
لقوہ کا بہتر علاج	۳۸
بسم اللہ کس عمر میں کی جائے	۳۸
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی حکایت	۳۸
حضور کے کاکی ہونے کی وجہ	۳۹
گنج شکر کہے جانے کی وجہ	۳۹
حضور محبوب الٰہی کا لقب زر بخش کیوں؟	۳۹
حضرت کے جود و کرم کی کیفیت	۳۹
الہدایا مشترکہ کا جواب محبوب الٰہی سے اور اس کے خلاف امام ابو یوسف کا عمل نیز وجہ اختلاف	۳۹
ملا علی قاری کے اعتراض کا جواب	۳۹
سیاہ رنگ پہننے کا جواز کہاں سے مستنبط ہے	۴۰
یوم الشک میں مفتی خود روزہ رکھے عوام کو رکھنے کا حکم نہ دے	۴۰
حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں	۴۰

مضامین	صفحہ
چار انبیا ایسے زندہ ہیں کہ ابھی ان پر وعدۂ الٰہیہ نہیں آیا ہے	۴۰
ہر نبی زندہ ہے حدیث سے ثبوت	۴۰
انبیائے کرام پر محض ایک آن کے لیے موت طاری ہوتی ہے	۴۰
ادریس علیہ السلام کا آسمان پر ہونا متفق علیہ ہے البتہ جانے کے واقعہ میں اختلاف ہے	۴۱
ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی چند روایات	۴۱
خضر علیہ السلام کی حضور ﷺ سے ملاقات ثابت ہے	۴۲
اولین و آخرین نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی	۴۲
بیت المعمور میں تمام انبیا اور امت مرحومہ نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی	۴۳
تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا پھر چھوڑ کر باندھنے کا حکم	۴۳
بیع بلا بدل کا حکم ہمارے عرف میں بیع بلا بدل کسے کہتے ہیں	۴۳
حضور مختار ہیں چاہے حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر	۴۴
حضور نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟	۴۴

مضامین	صفحہ
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بعض غیبی امداد کا ذکر	۴۴
اولیائے کرام قلوب پر مطلع ہوتے ہیں	۴۵
بریلی کے بعض مجاذیب کا ذکر۔	۴۵
بے وضو نماز پڑھنے کا حکم	۴۶
تعاطی سے بیع وہبہ دونوں ہوجاتے ہیں	۴۶
عورت کو زیور بنا کر دیا تو اس کی ملکیت اور عدم ملکیت کی صورت	۴۶
نابالغ کی بیع کا حکم	۴۷
وہ کون سا ہبہ ہے کہ نابالغ کرے اور ولی کی اجازت نہ ہو بلکہ ممانعت کے باوجود صحیح ہو	۴۷
ثواب بخشنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے	۴۷
چند آدمیوں کو جو ثواب پہنچایا وہ سب کو اتنا ہی ملے گا یا تقسیم ہو کر حصہ رسدی	۴۷
وہابیہ کہتے ہیں کہ ثواب بخشنے والے کو کچھ ثواب نہیں	۴۷
معتزلہ سرے سے ثواب پہنچنے ہی کے منکر ہیں	۴۷
علم بیان افضل ہے یا علم منطق	۴۷
البتہ شریعت کی منطق افضل ہے	۴۷
منطق شرعی کی تعریف	۴۷
امام فخر الدین رازی کا وقت نزع شیطان سے مباحثہ	۴۸
جو نظر آتا ہے یہی آسمان ہے یا ایمان ہے	۴۹
نجات کا انحصار کس پر ہے	۴۹
جسے سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت سلب ایمان کا خطرہ ہے	۴۹
موت کے جھٹکے کی تکلیف کا بیان	۴۹
ایمان اور ہے شہود اور، ایمان منافی ارتکاب معاصی نہیں	۵۰
اللہ تعالیٰ سے غفلت مطلقہ کفر اور غفلت غالبہ فسق ہے	۵۰
مولانا کے ارشاد "اہل دنیا کافران مطلق اند" کے معنی	۵۰
کامدار جوتے کا حکم	۵۱
میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا اس سے طلاق ہوگی یا نہیں	۵۱
جامع الشروط شیخ سے پھر جانے کا حکم	۵۱
ندامت توبہ ہے اور تائب ایسا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں	۵۲
رکوع میں ٹخنوں کا ملانا ثابت نہیں	۵۲
گلا پھولنے کا علاج	۵۲
اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت متوارثہ ہے	۵۲
اس شبہ کا جواب اردو میں خطبہ نہ ہو تو نصیحت کا فائدہ؟	۵۲
قل لا اسئلکم علیہ اجرا الخ کی تفسیر	۵۳
لا صلاۃ الا بحضور القلب حدیث ہے یا نہیں؟	۵۳

مضامین	صفحہ
قبر پر پکی ڈاٹ لگانے اور کھولنے کا حکم	۵۳
علامہ طاش کبریٰ زادہ کی عبرتناک حکایت	۵۳
علمائے دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی	۵۳
ایک شخص نے عورت کی قبر کھول کر دیکھی اسکا نتیجہ بد	۵۴
وہ کون کون ہیں جن کا بدن سلامت رہتا ہے زمین انہیں خراب نہیں کرتی	۵۴
قادیانیوں کی گڑھی ہوئی حدیث	۵۵
قادیانیوں کا ردبازغ	۵۵
حیات انبیائے کرام کے ثبوت میں متعدد احادیث	۵۵
حیات انبیا کا منکر گمراہ ہے	۵۵
صوم وصال حضور علیہ السلام کے غیر کو جائز نہیں	۵۶
روزے میں نیت ضروری ہے	۵۶
روزے کے لیے افطار ضروری نہیں	۵۶
نماز میں خروج بصنعہ ضروری ہے	۵۶
تاخیر افطار مکروہ ہے	۵۶
ایام تشریق وعیدین میں روزہ حرام ہے	۵۶
نماز روزے کا فرق	۵۶
دنیا کہاں تک ہے	۵۷
عرش وکرسی دار آخرت ہے	۵۷
مفاتح اور مقالید کا فرق	۵۷
مفاتح اور مقالید سے نام اقدس کا استخراج	۵۷

مضامین	صفحہ
کرسی کی صورت	۵۸
عرش کا بیان	۵۸
کرسی کی وسعت	۵۸
بیچ کے آسمان کا نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل	۵۸
اولیائے کرام کے پیش نظر از عرش تا تحت الثریٰ ہوتا ہے	۵۹
جنت دوزخ اور تمام موجودات عالم صحابہ کے پیش نظر	۵۹
اولیا کی نظر میں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ہوتا ہے	۵۹
زمانہ موہوم ہے وجود نہیں رکھتا	۵۹
رب العزت زمانے سے پاک ہے	۶۰
مشبہ و وہابیہ، قدریہ وجبریہ پر رد، متشابہ ومحکم کا فرق	۶۰
اس آیت سے علم ذاتی کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی	۶۱
تشبیہ محض کفر ہے تنزیہ محض گمراہی	۶۱
تنزیہ مع التشبیہ بلا تشبیہ عقیدہ اہل سنت اور اس کا مطلب	۶۱
ملاحدہ باطنیہ کا رد	۶۲
اللہ بیشک حی ہے مگر روح سے نہیں	۶۲
اللہ تعالیٰ زمان وجہت سے پاک ہے	۶۲

مضامین	صفحہ
حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی کہی جاسکتی ہے	۶۳
حدیث متواتر المعنی ناسخ کتاب ہوسکتی ہے	۶۳
لفظ اللہ مفرد ہے یا مرکب	۶۴
لام تعریف پر ہمزہ وصل ہوتا ہے	۶۴
اللہ عزوجل اعرف المعارف ہے	۶۴
یااللہ کہنا جائز اور یالسما کے بعد اللہ کہنا حرام	۶۴
بے وسیلۂ مہتاب رسالت آفتاب الوہیت سے کچھ نہیں ملتا	۶۵
حضور خزانۂ سر الٰہی اور جائے نفوذ امر خداوندی ہیں	۶۵
لولاک لما اظہرت الربوبیۃ حدیث ہے یا نہیں	۶۵
موت وحیات دونوں وجودی ہیں	۶۶
قیامت اور بعد قیامت کے بعض احوال	۶۶
ختم کے دن مفلحون تک پڑھنے کا حکم	۶۸
سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے تین بار پڑھنا پورے قرآن کا ثواب ہے	۶۸
سورۂ اخلاص کا ثلث قرآن ہونا حدیث متواتر المعنی سے ثابت، سورۂ کافرون کا ربع قرآن ہونا ایسا نہیں۔	۶۹
سبع مثانی سے کیا مراد ہے	۶۹
قبرستان میں باآواز قرآن عظیم کی تلاوت	۶۹

مضامین	صفحہ
دفن کے بعد اذان کیوں کہی جاتی ہے	۶۹
مردے سے سوال میں ھذا الرجل کیوں کہتے ہیں	۶۹
قیامت کے بعض احوال	۶۹
روز قیامت زمین وآسمان بدل جائیں گے	۶۹
آفتاب اب چار ہزار برس کے فاصلے پر ہے	۷۰
جنت کی زمین چاندی کی ہوگی	۷۰
زمین اب کروی شکل کی ہے	۷۰
بروز قیامت ہموار کی جائے گی	۷۰
اس زمین کو جنت کی شکر بنادیے جانے کی نسبت	۷۰
قیامت میں مسلمان کے لیے یہ زمین روٹی کی طرح ہوگی	۷۰
کعبہ معظمہ اور تمام مساجد داخل جنت ہوں گے۔	۷۰
روضۂ اقدس کعبہ سے افضل ہے	۷۱
انبیاء علیہم السلام کی تربتیں داخل جنت ہوں گی۔	۷۱
بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے خود جنوں سے کرائی	۷۱
حضرت سلیمان علیہ السلام عصا پر تکیہ لگائے قیام فرماتے	۷۱
حیوانات بھی ناطق ہیں	۷۲

مضامین	صفحہ
فلاسفہ کے صرف انسان کو ناطق بنانے کا رد بازغ	۷۲
نصوص کا ظواہر پر حمل واجب بے ضرورت تاویل باطل	۷۲
ہر شے حضور کی تصدیق اور اللہ عزوجل کی تسبیح کے ساتھ مکلف ہے	۷۲
حیوانات ، نباتات وجمادات معصیت کرتے ہیں	۷۲
شمالی ہوا سے پانی کیوں نہیں برستا	۷۳
پروائی سے کیوں برستا ہے	۷۳
ہر شے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں جانتی ہے	۷۳
انسان وحیوان میں امتیاز کی شے عقل ہے	۷۳

مضامین	صفحہ
وہ امانت جس کے تحمل سے آسمان وزمین نے انکار کردیا مگر انسان نے اٹھالیا	۷۳
ہر شے سمع وادراک رکھتی ہے جو اس پر ایمان نہ لائے کامل الایمان نہیں	۷۳
پہاڑوں کا علم وادراک ونطق	۷۴
دریا پہاڑوں کے آنسو ہیں	۷۴
رجوع وخشوع وخضوع حیوانات ونباتات وجمادات سب کو عام ہے	۷۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہونا	۷۴
حیوانات بعد قیامت مٹی ہوجائیں گے	۷۵
اور کون کون سے جنت میں اور کون کون سے دوزخ میں جائیں گے	۷۵
جن جنت میں جائیں گے یا نہیں	۷۵

فہرستِ کتب قادری کتاب گھر

بہارِ شریعت کلاں
الملفوظ مع وصایا (جدید کتابت)
سوانحِ اعلیٰحضرت
حیاتِ اعلیٰحضرت
احکامِ شریعت
حسام الحرمین
فقہ الفقیہ
شمعِ شبستانِ رضا
جاء الحق
جواہر الصافیہ
خطباتِ ربانی، مکمل
اسلامی معلومات
قرآنی علاج
وہابیوں سے رشتے کا حکم
حدائقِ بخشش (خورد جدید کتابت)
سامانِ بخشش
فیض الادب، مکمل
سچی نماز کلاں
〃 〃 پاکیٹ
مقالاتِ طیب اوّل

مقالاتِ طیب دوم
ارشاداتِ بلگرامی
جمعہ کی اذانِ ثانی
نکہتِ گل
مسنون دعائیں
طریقہ فاتحہ
نسیمِ اردو اوّل
〃 〃 دوم
شمعِ ہدایت مکمل
دستورچ

ہندی مطبوعات

بہارِ شریعت، ہندی ۵-۱
اخلاق و آداب
سیرتِ غوثِ اعظم
سچی نماز کلاں
〃 〃 پاکیٹ
مسنون دعائیں
ارشاداتِ اعلیٰحضرت
سوانحِ اعلیٰحضرت
نکہتِ گل ـ دستورچ